

وہ لب جنسی مل کر مین زور ورو
 وہ انگلیں کہ چیر پڑی اک نگاہ
 وہ کیسوی پر خم کا طیار جال
 اگر ساری عضو و نگاہی اصول
 غرض تو نا بند نقاب حیا
 پتی وصل و ولہ ہو اہستہ
 اید ہر تہر چار ابطر حلی ہوئی
 لبونسی ملی لب ہنسی دہن
 ہوا دست چالاک کا زور شور
 کچھ انکار اود ہر اور کچھ اقرار تھا
 اود ہر مسکرا نا خموشی کی ساتھ
 پتی وصل ہر دم مسکنا اید
 غذا اور تصدق جو ہر دم ہوا

وہ دندان کہ جو در کو دین آبرو
 تو بہولی جہاں کا سپید و سیاہ
 پتی سبل و شک و غبر و بال
 تو ہو جانی مطلب کو اس وقت طول
 اٹھانچ سی وہ حجاب حیا
 ہوا دلفہ صرف بوس و کنار
 دہن کو بھی کچھ بی حجابی ہوئی
 زبانسی زبان اور بدنسی بدن
 محبت کی رس مین بہری پور پور
 اید ہر وصل مین اور اصرار تھا
 اید ہر منتین گرم جوش کی ساتھ
 بدن مس کنی سی جھپکنا اود ہر
 غرض ہاتھ محرمی محرم ہوا

۱۹۸
 پہن کہ جو گہریکی دوا لہی گستا
 بہت شام ہو کر اوتار اوسی
 او ذہری ملا تہا چہرہ استدر
 لی آیا تو ہن کو جو دوسہ لقا
 کہتا تو فی مجاہد کیا بہر مند از
 مرا و ذل اسنی و ولتن تو فی ویا
 اول اسطرٹ کر چکا جب یہ فرض
 کہی دنی نو شاہ ہنیدار ہے
 یہ سکر خیر کہت پر نوشہ گیا
 نظر حکیم آیا حجاب غروس
 عیان جب وہ روی مشورہ ہوا
 وہ رخسار صاف آئنی کی اصول
 وہ نشان کہ چوین نہیں ہن شیر شاہ

خواہر لٹایا کرد ورن ہی کا
 کہ بچھا تھا آنکھوں کا تازا اوسی
 کہ اک ہفتہ مین پہنچا دوا لہی کی گہر
 تو دامن پور کشتین کین اوا
 تراشکر کرتا ہون ای کار ساز
 مجھی سین سی دوا لہن تو فی دمی
 کہ اسمین خواصون فی کی اکی غرض
 سو جات بہر احابن طیار ہی
 فقط تھا وہی یاد لہن مہ لقا
 تو نوشہ فی اولی نقاب عروس
 تو نوشاہ جانیسی باہر ہوا
 وہ ہوا وکی حتی بسین ساری پھول
 وہ ماتھا کہ مہتاب جہر شاہ

ہیشہ مقدر ہنسنا تار سیہ

کوئی تم نہ دیکھو پہلو پہلو پہلو

رہی دولہہ سر پر سلامت مدام

امد آیا پہر جو محبت سی سیجے

کہالی میری جان ہواب سوار

خیال آنا ای میری دلبر رہے

کہا بسنی دولہہ سی اپ آیتے

وہ آیا وہیں عشق کی جوش مین

روانہ ہوا لکی در کی طرف

محافہ لگا تھا جواہر نگار

کہلاتی قدیم ایک اوسکی جوتھی

چڑھا فیل پر پہر وہ والا صفات

ہوا حکم بدر الدجی ایک بار

۲۹۷ کل عیش و عشرت کہلاتا رہے

جوانیکا سکھہ دیکھو پہلو پہلو

بہم تم کرو عیش و عشرت مدام

لگایا گلی دوسری بار سیجے

جو گہری تراب وہاں تو سد ہا

ہیشہ رضا مند شو ہر رہے

مانت یہ آپ اپنی لیجا سیتے

دولہن کو لیا اپنی آغوش مین

نظر کی نہ پہر کر او دہر کی طرف

کیا اوسکو لایٹھی اوسمیں سوار

دولہن پانچ دست کو وہ بیٹھ لی

روانہ ہوئی اپنی گہر کو برات

محافی یہ ہون لعل و گوہر نثار

۲۹۶
 برآں کا جو چہرہ عیان ہو گیا
 جلا بخش جب ماہ پیکر ہوا
 ہوتا یہ صفت سی مطلب عیان
 مگر جب دلہن فی رکی چشم واد
 غرض یہ وہ شرم کچھ کچھ اٹھنا
 دلہن کی لکیر کی لکیر جہنم الٹی
 سپاسی سسید کی زمرہ آشکار
 جب اس نعم سی پیشی و انعت ہو
 دواع آہ سکا ہوتا بیان کیا کروں
 پدرنی کلجی سی ملت تالیس
 کہا کن لئی روٹی ہوڑا زرار
 خدا باپ تیر نہ نعم کہا و تم
 یہی و رشادی کرو توختال

تو آئینہ حیران نہ مان ہو گیا
 فراموش اوٹکو نکند رہوا
 محبت میں شکران ہی در میان
 تو آستہ یہ قہقہہ دینی لگا
 تو دول کی خاطر سی کی لکیر واد
 بوی شادی افشوقت باہم بڑی
 نظر میں رہی پیش لیل و نہار
 دلہن کی سوار کی ساعت ہو
 بہو نکادہ رہو با بیان کیا کروں
 جین نور کا بو مالیت
 مرانی جان میں لاکہ و لسی شاد
 خوشی ہو کی دہلہ کی گہر جاتم
 مناسب نہیں آج رنج و ملال

یہ نعل ہر طرف اور یہ چرچا ہوا

چرا کہ بدن بیٹھی وہ ولربا

کیا محو آئینہ رونی اویسے

بہا بیہوش کا جو اوسکا ہجوم

عجب چھپا تھا عجیب و غریب دم ہا

یہ چہی چمنوں میں جو تھی مہمان

کوئی چکی لی لیتی تھی رانچن

مگر سو گھٹا تھا یہ بوجی عروس

بہت حد مد الفت میں گزرا جوتا

یہ کس بند میں ہی کہیں جاگ تو

نہ پہولی سمانی تھی دولہہ کی مان

رکھا پست دولہہ کو ہر ریت میں

یہ انداز بہر سب کو بہایا وہاں

۲۹۵

قرآن ماہ اور مشترک ہوا

اس انداز پر یہ خدا ہو گیا

کیا ست اوس محل کی بونی

تو جاری ہوئی سب طرح کی رسوم

ہوئی ریت رسم اوس جگہ پر تمام

وہ سب جہانگشی تھی اوسی مہمان

کوئی مست اور ہی دیوان میں

فقط اسکا تھا دیوان بچی عروس

یہ دل اوسکو دیتا تھا ہر دم صدا

ایسی ساقیہ سونیکولی بہاگ تو

ہر اک رسم میں صفت تھی شادمان

یہ تھی ہار میں اور وہاں جیت میں

کہ مصحف اور آئینہ آیا وہاں

وہ خوشہ سنا ویکلی تہا لہرین
 پکارا پدر و ولہہ کانیک نام
 غرض عقد جدم پڑنا جا چکا
 بڑا بہاری قاضی کو خلعت ہوا
 طوائف فی جب شادیانہ دیا
 طریقہ خوشامانہ ہی اور طور
 کمر سب سخاوت پہ کئی سیلگے
 فراغت ہوئی اوستی حیدم وہاں
 بٹین شیشیان عطر کی بی شہا
 محل میں طلب ما و پیکر ہوا
 محل میں ہوا جب وہ ہنسن
 دلہن کو دین یاس آئی وہین
 وہ بہشتی اوسی سند نار پر

بند ہی دس کروا شرفی بہرین
 دیا ملک مینی ولہن کو تمام
 مبارک سلامت کا اک شور تھا
 دما ویکلی وہ گھر کو رخصت ہوا
 جیکر کرتب افعام و انریا
 ہوا بزم شادی میں شربت کا وہ
 اور اشرفیو نکلی منہ برسی سیلگے
 مصالح کی بنی لگی کشتیان
 کلو نین پڑی سبکی گوٹو نکلی ہا
 بہت شاد وہ بہر انور ہوا
 نور وشن ہوئی سب محل کی زین
 محبت کی چوٹی چہرہ ای وہین
 یہ صدیقی ہوا وکی انداز پر

ہمیں نامتہ اسوار طیار ہی ۱۹۲
ہوئی جب یہ سبکی سب ارستہ
روانہ ہوا کہ وہ پیکر بھول
نشان اور تقارہ آگی روان
انار اور مہتاب چھتی ہوئے
ہزاروں ہی فانوسین لاکھوں کول
نظر بہر کی دیکھا جو نوشاہ کو
چڑھا بیا سنی اس گھل کی ساتھ
پیاد می ہی کم تھی نہ اسوار کم
کوئی دگر ہی جب ہی پہلی رات
پہر کی یہ دولہ کی بھری صلاح
گواہ اور قاضی ہی موجود تھے
غرض حکم ساعت ہوئی عقد کے

کسی محبت کو باندھ نہ وار ہی
تو نوشاہ ہا ہی پر اپنی چڑھا
پس پشت امیر ونگی فیلو نگی غول
عجب ہوم تھی اور عجیب تہا سامان
درم اور دینار لٹی ہوئے
یہ دولہ کی آگی عیان بر محل
چکا چونکہ تھی دیدہ ماہ کو
سواری ان تھی تحمل کی ساتھ
مگر سب ان تھی قدم با قدم
تو گہر پر دولہین کی وہ اثر ہی برات
کہ جلدی پڑھا جاتی انکا نکاح
وہ حب الطلب کی حاضر ہوئے
تو تکرار آئی ز رفتہ تیکے

و خلعت پشید جو فارغ ہوا
 جواہر کی حاضر ہوئیں کشتیان
 اگر لکھیں صاف کچھ اونکی ہم
 غرض جس جگہ حیا ورکار تھا
 جواہر وہ گو تھا بہت پر ضیا
 رخنکی جو کھلی چمک جاتی تھی
 جو نواہن فی بین معمول سیے
 بنا حیکہ نوشہ وہ عالی و تاسا
 پڑا غلطہ بزم میں ایک بار
 سنا جس گہری یہ امیر و ن فی غل
 ہوئی سوئی کی حوضون پر سب سوا
 عیان ہاتھ پیر سیہ تھا سلا
 جواک سمت پلٹن ارسال سیجے

۹۲ ہر اک سمت خلعت کی پہلی نبیا
 کہ ایشل تھی ہر رستم بگیاں
 خطاب قلم ہو جواہر رستم
 پہنکد و مسرور و خدان ہوا
 مگر نور نوشہ تھا اوستی سوا
 تو چشم جواہر چمک جاتی تھی
 دراج زیادہ ہوئی اوستی سیلے
 ہوئی جان ولسی سب او سپر تار
 کہ دولہہ ہوا جابا سوا
 لگی ہوئی استوار وہ جزو کل
 عجب سرخ جوڑونکی او پر بہار
 پہاڑ و پنہ کو سون ہی لالہ کہلا
 تو اک سمت کو بہالی والی سیجے

بہم کہتی تھی دیکھ کر یہ سمان
کہیں کہتی نوشاہ کو دیکھ کر
یہی حسن میں فروماہ تمام
یہ جیسی ہی سندھ باغ و جاہ
غرض ڈیرہ سوگر کی بارہ در
جو بین و پھر رات پوری ہوئے
وہ بہر اچو سراسر اسی آچکا
جڑا و بچھی چو کی حمام میں
وہ رشک قمر حلیہ عریان ہوا
وہ گیسو کہ ہو جیسی سبیل نہال
بدن صاف کیسی سی مابلکل ہوا
پڑا سر پر آپ طاس طسلا
غرض جب نہاد ہو کی نوچیاں

۲۹۱

پر سائین لطیف اکہان
پر یاد ونسی یہی یہی خوشتر
پر یاد و سب اسکی لونڈی غلام
فلک پر نہیں جلوہ فہر و ماہ
اقیرون و زیر ونسی سب تھی بہر
تو پھر آمد آمد ہوئی بہر ہی کے
نہا نیکو و ولہ اوٹھا مہ لقا
بہر اطلال میں آب اور جام میں
نہا نکا یکدست سامان ہوا
مصالح سی خوشبو ہوئی او کی بال
تو رنگ بدن پفا گل ہوا
تو قطر و نمین تھی ہو تیو نکلی ضیا
کیا رخت شاہانہ کو زیب تن

شب عقد آئی جو عشرت فزا ۲۹۰

امیران عظام حاضر تھی سب

کہا سب جنونی کہ اکا . ہو

کہا دیو و نسی ساتھ تم ہی چلو

ہنوتا کہ انا نو نکو خوف ہم

سجونی کرو سیر تم رات بہر

کہا سب فی بہتر نہیں یہ حال

غرض با بعد آرایش و کروفر

گیا ورتلک لینی حور شید شا

خواص او کی سب بھی اتادہ تھی

جو تھی دیو اور جن شکل ہوا

طوائف چندہ تھی یوں مثل برق

یہ عالم جو پیش نظر ہو گیا

ہوئی یزہم طرفین آراستا

ہوئی شاہ جن کی پہی سدن طلب

بنوا آدمی سہری ہراہ ہو

ہوا ہو سو بزم شادی چلو

ہر اک صفت ہو ہر رنگ موج نسیم

مگر تم نہ آنا کیونکہ نظر

رہیں اصل صورت یہ ہم کیا مجال

گیا شاہ جات نوشہ کی گھر

وہ محفل میں بیٹھا بعد عروجا

پائی خدمت شاہ اما وہ تھی

تماشا لگی دیکھنی ناچ کا

نہ تھا اونیں برق میں کہ پہی و

ہر اک دیو جن بی خبر ہو گیا

روانہ بر اک خوش شامل ہوئے

۲۸۹ اید ہرناچی شاو محفل ہوئے

پہر نہر عجب پنج گانا رہا

کہ سن سنکی محو اک زمانہ رہا

سیدی سحر کی عیان ہو گئے

وہ محفل کی محفل بہم سو گئے

ایک ماہ نیکرانی ہی خواب نماز

چہر کھٹ کو سو کر یکا سر وار

اسی خواب میں وہ پہر جب ڈہلی

تو اوس سر و کی چشم شہلا کیلے

ہو خواب راحت سی شیار و

ہو بخت کی طرح بیدار و

جوان بخت تھا اور جوان حال تھا

حدی فلک جسکی پامال تھا

طیاری فتن برات شاہزادہ ماہ پیکر بچاؤ

ملکہ سیمین کمال جلوس و رسیدن بچاؤ عروس

و گردیدن عفت با عروس و او ر و ن

او بچاؤ خود

پلاسا قیاب شراب فرنگ

کری تاخرو برہم شاو سی جنگ

و وہی ہو کری نشہ جب او کا جوش

اور او و ن فطون کی بھی عقل و ہوش

میں حسن سی بنکی تیرا لیسان
ہنسن گالینو نسئی وہ جو خوف دیم
نرخ ہو حکا خب بہم شور و سر
جہان ماہ پیکر تہا جلوہ نما
بہیچو کی او سجا جو اہر نگار
اوسی پہلی صری کہلائی گئی
بلدہ جو کہا با بعد الفتات
عجب وقت تہا جاوار مان کا
حوایا تہا جوڑا جو اہر نگار
کہا گنہا بہو لونکا زبب بدن
خاک گنی کی جیکہ ساعت موئے
اکئی نہر جب نگ مین لی لئی
خا بند بانڈ ہی بعد ہتھیاز

۲۸۸
لکی دنی وہ سب کی سب گالیان
لکی اون کلونکو زو گویا نسیم
ہوا اونکا بازہ دور مین گذر
جاؤ وہاں ان سپونکا ہوا
ہوا جلوہ گزاو سپہ وہ با وقار
مبارک سلامت ہی گائی گئی
کیسی خوشی کی سوا کی نہ بات
کہلا ما گیا بڑہ ہی یان کا
کیا او سکوزیب بدن ایکبار
ہوئی طرہ بدی کی سب پر پہن
تو نگار ہونی لکی نیک کے
تو ہندی لگائی گئی نازی
کہا لی مبارک ہو ای سر و ناز

وہ کلدار شمعین مہین او پیر جی

وہ ہمدیکی چو کی مرصع نگار

میدیکی تہی ایسی پر نور خوان

غرض ہو بیان جتنی سامان کا

بہن سیتن کی تہی سروہی

ہزار وں جو مہمان بہن بیدان

ہزار وں ہی دیار لثی چلے

عجب لطف تھا طرفہ تر تھا سامان

اتر کر چلین سد بہن ایک بار

کمر بہاری جوڑیسی بل کہا تھی

سو دراید ہر سی یہ پر بیان چلین

ہراک کا جو تھا سرخ گل سا بدن

پڑی سب پر ایسی ہی چھڑو نیکی مار

۲۸۷ کہ پروانہ ہر بلبل باغ سیتہ

جو اہر جو پانی تو ہو خود نثار

ضیامین جتنی مہری دور خوان

کہین اوس بیانی سوا ہتا سوا

وہ ہندی لگانیکی خاطر چلی

ہوین سجد بہن نیکی وہ بھی روان

انار اور ہتا ب چھٹی چلے

کہ اپنیچاہ ولہ کا اسمین مکان

ہراک پر چمن کی تہی گویا بہار

ہراک چلی مین باؤن پہلا تھی

کہ پہو لونکی چھریان سہو بیا مہین

ہو اینلا شکل گل یاسمن

کہ تہین بھان نیچی او پر تھی مار

ہر اک سو یہ خوشبو تھی مہکی ہوئی
 چراغانی و شبنم و سب باغ تھیں
 فوڑان مصفا ہر اک تھیں کول
 ضیائی چراغوں کی انجم سیاہ
 یہ اوس لٹنی و نی تب بات کے
 کہا دن فی ہی ٹھیک تیرا کلام
 رتی فرکی یہ جو صورت ہوئی
 جو دولہ کی گہر تک تھی ٹھہر گئی
 نقیلی تھی فیتی کی اونین پڑی
 جو تھی سیر میں لکھون ہی وزن
 غرض نصف شب جیساں ہو گئی
 جو تھار و زبا پنچ او دہر کا جلو
 خاک کی طلائی طبق تھی تمام

۲۸۶

صباست پرتی تھی مہکی ہوئی
 تار اہر اک رشک سی داغ تھیں
 کھلی جلی دیکھی سی دھاکول
 نخل مقمونی تھی قندیل ماہ
 کہ میں و تو ٹھنک ہی رات کی
 تو اب جو کہی ہی بجا لا کلام
 یہ سب سیتن کی بدولت ہوئی
 چراغ اونین سب چاندی سونکی تھی
 جلا عطر شب بہر خوش تیل کی
 ہیک او ٹھہا اونکا لباس بدن
 بھی ماحی ہندی روان ہو گئی
 کچھ اوتی سوا تھیں ہر کا جلوس
 خا پر و پہلی ورق تھی تمام

روانه هوا ماه پیکر اید هر

غرض شاهزاده محل میں گیا
ز بس ما و پیکر تہکا ماند آتھا

۲۸۵ جو مہمان تھی وہ گئی اپنی گھر

وہ خورشید برج محل میں گیا
پتھر کھٹ پر آرام اوسنی گیا

بیان طاری رسوم حسابندی شاہزادہ ماہ پیکر ارخانہ ملکہ

ذرا سا قیام ہماری یہی کام

یہ بڑی پر سرخی دیکھائی بہار

وہ وی جام جو اس قدر سبز ہو

ہو ہند کی سرزمین وہ گفت گو

بس اب انتہائی مچی کام ہی

ہر اک اکٹہ اب اس قدر لال ہو

جو ہند کی شب آبی عشرت ورا

وہ رات اس طرح کی طرح دار تھے

می سرخ ہو اور زمر و کا جام

کہ ہند کی اوصاف ہوں آشکار

نخن منہ لگاتھی سر سبز ہو

کہ شب عروہن ہوں نہیں سرخ و

کہ اس بزرگ سرخی انجام ہی

کہ نظر و نہیں ہر سبزہ پامال ہو

بیان کیا کرون نور اوس رات کا

کہ اوسنی نخل زلف و لہاز تھے

روان جب یہ سبب سارا ہوا ۲۸۴
 جلد سوار سی بیان کیا کروں
 بیان جب وہ خورشید انور ہوا
 کہڑی تہی جو لاکھوں ہی چوٹی پر
 وہ سامان سبک دیکھائی دیا
 بیان فیل پڑھی یہ اوکلی شکوہ
 پنجول اوکافیل فلک قدر تھا
 قریب اوکلی بدر الدجی جلوہ گر
 جلو میں امیران عالی وقار
 نشان و تجل سجاء چشم
 لسن کی نکالین وہ داخل ہوئے
 نشان چڑچکی باخوشی ہمدگر
 وہ دھیرات تک ناج رنگ

تو وہ لہ کی آمد کا ڈنکا ہوا
 عیان چیر کو میں بیان کیا کروں
 قمر ضوی مہر منور ہوا
 ورو اوکلی چہرہ پڑھنی سیلے
 ہوئی مجھ ہوش انکو مطلق نہ تھا
 کہ خورشید نکلا تھا بالائی کوہ
 اور اوپر عیان ملک قدر تھا
 قدر تھا جو ہر دم پسر پر پدر
 تکلف سی سب ہاتھیو پسر سوار
 برفوج وہ لشکر بلبل جسم
 رسوم اوس جگہ سار جی حاصل ہوئے
 اید ہر سی اوہر اور اوہر سی اید ہر
 بہون فی نکالی دلوئی اونگ

یہ کرنا کی پہنچی صدا دور دور
 غرض نوبتی بھی گئی جب گزر
 ہر اک تخت بیکل رنگت میں تھا
 سہری رو پہلی جو گل تھی بنی
 حسین اس قدر سرو سا پختی تمام
 جڑا وہ سو نیکی تھی چو گہری
 بروج فلک صاف ساری وہ تھی
 جو تھی قرعہ نہیں سفید اور زرد
 وہ میوہ تھا بعضی گہر و نہیں ہرا
 صفت کیا ہو با دامون کی آشکار
 وہ نشی کہ سر میں ایسی تھی قر
 غرض سوئی تھی اونین ہضم کی
 وہ تھیں کشیان خسی اوڑ جائیں ہو

۲۸۲

خوشی آج ہی مجھ کو کرنا ضرور
 تو آرائش او سدھم ہوئی جلوہ گر
 کہ خود تخت طاؤس حیرت میں تھا
 فلک تخت تھا اور ساری وہ تھی
 جہاں سرو باغی برائی سلام
 کہ ہو خیرگی گر نظر جا پڑے
 جو تھی نقل اونین ساری وہ تھی
 وہ تھی مہر و مہ حسن میں اپنی فرو
 نہ ہو گا ولایت میں ایسا ہرا
 کہ کرتی تھی خوش خیم انہیں نثار
 کہ سب تپ لب تھی خجل ہو کی زرد
 کوئی وصف اون کی کہنا تاک لکھی
 بہت بہاری پھر پڑی تورہ پو

ہر اک و دو کی لوگ اور ہر شہر کی
 وہاں جمع تھی جہد ز خاص عام
 کہا سگ کہو ن و پھر جب ڈہلی
 جلوس اسکی ہمراہ جو کچھ کہ تھا
 زبانیں جو ہون برگ گلشی کشیر
 آید ہر فوج بدر الدجی بی شمار
 نئی وریان او کی تہیں سپر جسم
 برہین جب فوجیں جنین باندہ کر
 وہ ناتی روان استدر تیز گام
 ہویدا پیر آواز عشرت ہوئے
 نئی جوڑی پہنی ہوئی نوبتی
 فلک پیران اپ چالاک تھا
 وہ سہنا نواز او کی ہمراہ تھی

غرض جمع تھی آذمی و ہر کے
 پنہنچا تھا شا دیکھا سب کو طام
 تو گھر کو دو لہن کی و سا حق علی
 بیان اک زبانسی کروں او کا کیا
 تو شاید بیان ہو دی عشر شیر
 او دہرماہ پیکر کی لاکھون سوار
 جدارنگ میں نون فوجوں کی قسم
 ہوئی ناقہ اسوار تب جلوہ گر
 روانہ میں لی جکی شہدیر گام
 کہ نوبت کی انکی نوبت ہوئے
 عجب لطف کی زرق برق انہیں تھی
 نقارہ ہر اک برج افلاک تھا
 کہ خوشیچ شا کر و ہو کر سنی

رُبرجد کسی جا پہ اوس میں نکلا
 کسی جانبت میں وہ پکھراج تھا
 وہ پوشاک زیب او کو ایسی تھی
 ہوا شہر حیرت زدہ دیکھ کر
 یرنگ طرب باغ میں چھا گیا
 چلین رنگ کی ایسی پکھاریاں
 مگر سرخ و گندیکا تھا چمن
 چنبیلی جو تھی مد تو نسی کبود
 غرض روزِ سانچت کا جب آگیا

۲۸۱ مگر چھوٹ پڑتی تھی یہ پر خسیا
 کہ دل حسن سی جکی تاراج تھا
 بہارِ لبست اکی صدیقی ہوئے
 خبر نہی تھی ہی لبست اب کدھر
 کئی روز تک رنگ کھیل گیا
 گل و لالہ کی زر و تہین کیا ریاں
 کہ تہا زرد و پہلی ہمیں پیرہن
 ہوتی زرد و وہ بھی برائی نمود
 تو رنگ خوشی شہر میں چھا گیا

بیانِ فتنِ سانچت شاہراہ ماہِ سکرِ نجانہ ملکہِ سیمتن

مجھی سا قیام پھول ایسا پلا
 ہوتی شہر میں جیکہ سانچت کی دھوم

کہ دینِ نقل سانچت نہایت مرا
 تو خلقِ خدا کا ہوا اک جھوم

واما وشدن سامان و جانب بنا بر رسوم مشهوره

<p>که شاد و یکا چهرین بهم اب سلسلا پڑاشور و غل بیاہ کا و ہرین مقرر کیا تھا جو دن باجی کا و ہن کو نسی یعنی و ہستین ارشی حسن پوشاک سی سبکی ہوتی کہ دلنی ہو عقد پر دین نشا زمر و کانگ تھا کسی جا لگا زوال اوستی تھا پہو کہ اور پیاس کا گریبان حسینو نکا بھی چاک ہو وہ تہی بی تامل کنی لاکہ کی نکی جا بجا اوسین یا قوت زرد</p>	<p>مئی شادی و عیش ساقی پلا گئی رقصی شادی کی ہر شہرین وہ رمال فی ویکہ کر زایکا بڑی مہوم سی باجی مہی و ہن او و ہر ماہ پیکر ہو از و پوش یہ تہی گلگنی پر موتیوں کی بہار کسی جا پہ نگ اوسین یا قوت کا کسی جا پہ نگ تھا وہ الماس کا اگر پیش چشم او سکی پوشاک ہو بسنی وہ او سکی جو پوشاک تہی بنت زرد تہی حسن میں اپنی فستق</p>
--	---

وہ مینون بہم گرتی پڑتی ہوئی

بہت ہی بات کر نیکی اوس وقت تاکا

جو تھی خواب آلودہ ہو کر اوٹھی

بہم ہاتھ منہ دھو کی کہا یا طعا

یہ اک دن کا ہی ذکر بدر الدجی

کہا یہ غرض ہی مری آنیسی

جو ہی ماہ پیکر تہا راہی یہ

بہم دو جو نخلونکا پیوند ہو

ہو اس امر شرعی میں جو کچھ صلاح

عرض عقد کا دن مقصد رہا

یہ تہا سیتن کا اوسی شتیق

۲۷۹

چہر کھت ملک با خرابی گئے

کیا اوس چہر کھت میں مینون فی جواب

ہوئی دو پہر جب تو سو کر اوٹھی

اسی عیش و عشرت میں تھی صبح و شام

پدر پاس خود سیتن کی کیا

کہ اب سیتن کو بھی دیکھئے

مری دونوں آنکھوں کا تار ہی یہ

ثمر مویہ حاصل کہ فوز نہ ہو

وہ بولا کہ دونوں کا کبھی نکاح

گئی پاپ کی سمت وہ مہ لقا

کہ دو چار دن کی جدائی تھی شاق

طیاری شدن دی شاہزادہ ماہ پیکر از ملک سیتن

ہوئی جب اغت او نہیں ندری

کیا بیونگی طرح او کو پیار

پڑ تم یہ کیونکہ نہ قربان ہو

مری لعل کی خوبی بخت تھی

رہو شل کل باغ عالم میں شاد

یہ کہلہ کیا ہلا تنوں کو طلب

ہر اک رقص نین بعشرت ہوئے

عجب رات ہر اک بمان بندہ گیا

غرض و گہری رات جدم رہے

وین سین اور سرو سیبہ

چلا ماہ پیکر بھی و نوکی ساتھ

خارجی پہری نیند میں گہریاں

نہتا او گہری چال کا بندہ ست

تو بدردہ دیجی فی لکایا سکلے

کہا میں قصہ ق میں تیرا

مری ماہ پیکر کی تم جان ہو

طین پیمان او کو تم و نوکی

ہمیشہ پہلو پہو لو آئی مسراو

لگی کرنی مجرا وین اکی سب

کز ہرہ کو گر و نہ حسرت ہوئے

کہ سب محو عشرت تھی کچ غم نہ تھا

تو صحبت وہ سلطان موقوف کے

ہر اک کر کی مجرا مرخص ہوئے

بہم و نوکی تھو فی و نوکی ساتھ

یہاں ایک تھا پاؤں اک و ہاں

طریقہ یہ تھا جیسی جلی ہیست

خدا فی یہ کہیں خانہ آباویان

وہ بارہ درمیں ہیں با صبح حجاب

یہ سنکڑا وٹھی ماہ سیکر کی مان

جو ہیں پھنچی دو نوٹکی وہ سانی

وہ دو نو جو تھیں نسل بدر کمال

جو ہیں دو نو کی حسن پر غور کی

نظر سہر کی دیکھی کہاں اسی تار

غرض لا جواب اوسنی پایا انہیں

کیا بہاری خلعت سی جیہ سرفراز

طلب جام آب ایک اوسنی کیا

کہا باپ پاس اب چلو میر جان

اوٹھیں سیتن اور سر و سیم

وہاں آئیں حجاب تہی بدر الدجا

ملی ہیں دو چوٹو شہزادیاں

کر و سر نزار اوٹکو چل کر شتاب

جہاں مہر و بہتہ ہیں وہ آئی وہاں

تو مگر کیا ہر گل انڈام سینے

ہویشن نذر کو خم یہ شکل پال

تو اوسکی نظر کو ہوئی خیرگی

ہی اک آفتاب ایک ہی مانتاب

گلی ماری ماری لگایا اوٹھیں

پہری گروا نوٹکی بعد ہتھیار

اوسی وار کر دو نو پر سی پیا

کہ بدر الدجی کا تھیں ہی دسیان

ہر اک پر حجاب اور لجامی ہوئے

بہت جھک کی و نوں فی مگر کیا

سرچو که جدم گذر شو یکتا

جوتنهین کبیان هر طرفت بام

بهری بنوکی مجرا و هر کجی

بست شاد خوش کام او نکو کیا

رمایا بنوی و یکم که شاد و مان

بصدیش و یکمین بصد عز و جاه

کیا مانکو جوقت چمک کر سلام

جوین اگن و ما هوش اگیت

خواصون فی چمرکا جو مندر کلاب

وین آینو انکه وینین بهر بهر کی و

او بهایا اوسی یا و پرسی وین

که اوسی تب بهو نکو پانده کر

مری حاشین و آینین مری سار

۴۹

جوانهر لگا هونی او سپر و ندا

نظر کراتی ہی اوس گل اذام

تصدیق ال اپا و ده کرنی لگین

سرا و از انعام او نکو کیا

دور و واید سپر پستی تهی خود و کلان

مخلین و و داخل موار شک ماه

کهنون کیا و کسینی بهوی شاد کام

خوشی مین وین مانکو غش اگیت

بهوی تب به شیار نما لیجاب

گر اپا و پسر اپنی مادر کی و ده

گل بهی لکایا و عاین بهی وین

تصدق هو آپ پر پسر

رکین رب آب او کی شفت کا به

۲۴۵	یہ شکر ہوا ماہ پیکر سوار	عیان سامنی سی ہوا شہر مار
	پڑی جب پدر کی پسر پر نظر	محبت کی ماری ہوئی انکھ تر

ملاقات شدن بدرالدجی شاہ شاہزادہ ماہ پیکر وراثائی اہ

و بر تخت خود جانب چشائین محل آوردن برقص کنائین

مئی عیش کا سا قیسا و ور ہو	کہ با ہم ملاقات کا طور ہو
جب آہنچا بیٹا پدر کی قریب	ہوا حال بدرالدجی کا عجیب
پسرنی و بین نذر وی باپ کو	کہا باپ تی ہی معاف آپ کو
ہوا دل فدا لعل خوش نخت پر	قریب اپنی بہلا لیا نخت پر
رہا برین گو وہ بڑی ویر دل	نہر گز ہوا شاہ کا سیر دل
چلی شہر کو سکر اتی ہوئے	یکلجی کو چھاتی لگاتی ہوئے
زر سمنخ ہوتا ہتا او سپر شا	نہ تھی او کی گنتی وہ تہا ہ شمار

پہلی بین وہ تو قیر وینی بھی
 دیا حکم اپنی بھی سب فوج کو
 جب آپہنچی شاہ گرامی بیان
 جوین حکم قطعی یہ جاری ہوا
 ہوئین ملین اور رسالی درست
 اید ہر فوج کی یہ ورستی ہوئی
 جواب او سکی عرض کیا او سکو دیا
 رہا فخری اپنی سر پر اوسی
 نظر باپ کی خط پر جدم پریشہ
 او ہر خوش بہشتا ہوا وہ خطائی
 پسینی مین تراو کی پوشاک تہی
 کہا شاہزادی بعد از سلام
 نہیں انتہا حشمت و جاہ کے

۱۴۴

و اوتی مین اب آپ یعنی بھی
 حنین باندہ کرتی سب ہستادہ
 بہت لطف سی ہو سلامی بیان
 وہ شکہ درست ایکباری ہوا
 سلا میکو سب باجی والی دست
 کہ آپہنچا اتنی مین واؤ وہی
 اب تمام دیسی وہ خط لی لیا
 پڑا ہاکول کہ پھر سر اوسی
 ہوئی تب خوشی او سکو حاصل
 کہ آئی خبر دار و وڑی ہوئی
 پڑی چہری پر راہ کی خاک تہی
 بڑی عمر و اقبال دولت مدام
 سواری ہی نزدیک اب شاہ کے

درخشان و دوزار سب بویک
سیر راه کو بهون پرتی طاعتی
ایده بر تو بهو اشهر آراسته
جو لایا تبها عرضی بعد متسیا
جواب سکی عرضی کا یہ لکھه ویا
خدائی یہ صورت دیکھائی مین
وہین اکی نور انکھو نمین پاؤنگا
رہ جو باغ عالم مین پیاری نہال
گیا لیلی داؤ داو دہر کو جواب
نہ کی دیر پیر شاو فی زینہار
ہوا کم ول شاہ والا کا کرب
صد آئی تو پونگی جب متصل
کہا مثل گل سنکی یہ بار بار

۲۴۲ غرض شہزاد اعلیٰ بویک
مع ساز سب مستدر قص کی
سواری او دہر ور پر پرستہ
کیا وکی خلعت اوسی سرواز
کہ ہم آپ آتی مین ای دلربا
مناسب ہی اب پیشوائی مین
وہین شکو چھاتی لپٹاؤن کا
سلامت ہو تا صد دست سال
اید ہر رتہ گیا دلکا اوز اضطراب
چلا سوی دلبر ویدگر سوار
سلامی ہوئی ایکو ایک ضرب
دہر کنی لگا ماہ پیک کا دل
ہوئی قبلہ و کعبہ پیری سوا

ی تو هی فی همپر کی هی کرم
 ترارت جلک مین کر ونگی ضرور
 چنهان ونگی ورتیری درگاه مین
 خوشی نیراک کا دل آباد تها
 چلی دفعه یہ ہوائی طرب
 محل کا تو کہنی محل ہی مین حال
 ہوئی جیت ملک و سواری دست
 جو تها ساکن شہر چوٹا بڑا
 کیاسب فی لبوس اینا دست
 سہراہ کو ٹھون پہ بیٹی تمام
 جو ناموش اشرف تھی نامدار
 جو سنان مدتی بازار تھنا
 وگا نوار ونگی طبع حسند تھی

کہ پھر نامہ پکیزی ملی زمین ہم
 مین انت طاق مسجد پھر ونگی ضرور
 و جنبانت و ونگی تری راہ مین
 غرض و محل کا محل شا و تها
 درو باہمی تھی صدائی طرب
 اید ہر اب وزیر و کاسنی کمال
 کیا حکم سی شہر کو بھی درست
 ہراک خود ہی مدتی شاق تها
 بہن کر ہوئی سب چالاک و پست
 ہوا و وزن کا بڑا از و حام
 چہر کو نہیں بیٹی تھی ہر پروہ و
 جو دیکھا تو اکدم مین گلزار تها
 ہراک کی وکان آئینہ بند تھے

درخت
 ۵

پڑھا اوسنی جب ماہ پیکر کا نام
یہ شکر ہوا یہ محبت کا جوش
لگا غش جو ہونی وہ عالی مقام
کبڑی بہرنگ کی یہ حالت ہے
اوس غش سی جب ہوشیاری
کہا میری دلو ہو اب سرور
وزیر و کی جانب کیا یہ خطا
خیال آ رہی یہی ہر زمان
ہوئی شکی اسواری طیارا بد پر
وہ آہنچا جو چاند تھا گم ہوا
ہوئی ماور ماہ پیکر بحال
کہا شکر ہی اسی مری بی نیاز
فدا تجھ مین بار بار اسی کریم

۲۷۱ کہ حاضر ہوا ہی قدیمی غلام
کہ مطلق نہ باقی رہی عقل و ہوش
کلجہ لیا دو نو نوں ہاتھوں سی تہا
اور اوسکی وزیر و کمورقت رہے
تو اکھوئی اکی نہر جاری ہوئی
وہ آیا گیا تھا جو اکھو نکا نور
سواری مری در پہ آئی شتاب
پیادہ او و ہر کی طرف ہون روان
محلین بھی اس سمت پہنچی خبر
خوشی عجیب اک تلاطم ہوا
کیا خاک پر سجدہ نو و الجلال
ترغیبات بی شبہ ہی کارساز
تصدق ہون مجھی ہزار اسی کریم

غرض جبکہ وادو حاضر ہوا
ہوا راست جو وقت وہ نیک نام
وہ عرضی رکھی ادنیٰ و مال پر
اوبسی پہنچا جو مین تخت پاس
فراغت ہوئی ندرسی جس گہری
غرض بعد اسکی وہ پیچھی ہٹا
تنا جو تہی ادسکی دلکی سیٹے
سجالا کی مجرا وہ بیٹھا جو مین
وہ عرضی کہلی شہ کی جب روبرو
لگا دل کچا جانی عرضی کی سمت
کہا ہی نہایت ہی مت بھی
یہ لہر آرہی ہی بھی بار بار
ایدہر تو یہ کہتا تھا بدرالد جی

۲۴۰

خمید وہ مجر کی خاطر ہوا
کیا شاہ فی حسب عادت سلام
چلا پیش شہ وہ دھکا تی نظر
تو دی نذر اپنی مہوش و حواس
تو عرضی وہ رومال پر پیش کی
اوبسی کیا ادنیٰ مجرا واد
کہ دربار شاہی مین کرسی ملی
لگانشی خاص پڑھنی وہین
تہائی لگی صاف الفت کی ہو
ہر اک انکھ لہیای نشی کی سمت
ہی اس خط کی حرفوں سی الفت بھی
کہ ہر حرف پر و لگو کیچی نشا ر
او وہ ہر نشی خاص پڑھنی لگا

زبان مری تم یہ کہنا پیام
ہوا ہو گایہ آپکی دل نشین
اگر دفعۂ روبرو آؤن میں
کہ ہوں آپ ماری خوشکی ہلاک
ہو و لگا ہو چشم غماک میں
یہ فدوی بھی اوس دن خدایا ہو
یہ واؤ و کو جب وہ بھیجا چکا
ہوا جبکہ واؤ واؤ دہر کو سوار
جلوس اور بھی اوسکی ہمراہ تھا
غرض طی ہوئی اکیدم میں و راہ
یہ بدر الدجی کو خبر ہو گئی
وہ خط لیکر آیا ہی اوس شاہ کا
خبر پہنچی بدر الدجی کو یہ جب

نہ حاضر ہوا اس لشی خود و غلام

کہ اب ماہ پیکر سلامت نہیں
بسا داخوشی میں الم پاؤ نہیں
اڑایا کروں اپنی سر پر میں خاک
یہ سب عیش میرا ملی خاک میں
کہ جب آپکا سر یہ پایا نہ ہو
لگا کر گلی اوسکو رخصت کیا
سوار اوسکی ہمراہ کئی دو ہزار
عجب و بد بہ تھا عجیب جاہ تھا
در شاہ پر پہنچا باغ و جاہ
کہ بھیجا ہی اوس شاہ فی الحالچی
وہ ہی نامہ بر شاہ ذیجاہ کا
کیا ہو کی ناچار اوسکو طلب

بار و زعیش اور کسی شامِ غم

بُری بیچ میں آگیا تھا غلام

یہاں مجھ کو تھی بادشاہی نصیب

تباہی جو اپنی کر و نہیں رستم

کنا عشق کا سب یہ بیچ و مذا

محبت میں جلی ہوا تھا فقیر

کرم تخلصِ ازل کا ہوا

غرض جب مشرف یہ ہو گا غلام

آہی جو ہی پہر اقبال و جاہ

لکھا سب حالِ دل و دست

یہ پہر اوسنی داؤد جن سی کہا

تو امی بہائی اول بھی تھا نامہ

یہ عرضی تو پہنچا مری باپ کو

۲۶۹

کئی مدد الحمد ایامِ غم

پڑا تھا مری پر الفت کا دام

ہوئی اسکی بدلی تباہی نصیب

تو یہ نو ورقِ بینِ فلک کی بھی کم

دعائی کیا اپنی کا میاں

خدائی بھی دی وہ مہرِ شیر

کہ سرو سہی پر بھی قبضہ ہوا

کر گیا یان حالِ نارِ غلام

درخشان رہی تا ابد ہالِ ماہ

لغافہ کیا ادا کا و یفرسی بند

کہ یہ کام ہی آخری اب مرا

یہ اب آخری قاصدی تو ہی کر

یہ کہنا مبارک پسرِ آب کو

پس از حمد و نعت خدا و رسول ۲۴۴ و دوزخ عالم کی چسی بین مقصد حصول

جو بند و پنہ رحم اپنی کہا تا ہی رب
شا او کی ہی جان و دلی قبول
او سینی مجھی پھر دیکھا یا وطن
وہی آپکا مین خطا کار ہوں
نہایت ہی حضرت سی نام ہو مین
وہ ہوں جو پلا مار و نعمت مین
پہر آیا غلام اب یہ قدمون تلی
جو ہین کترین اونی کتر ہو مین
گہنگار م امید وار آدم
بدی از من و نیکی آید ترا
ز سر تا قدم حرم سارا ہو مین
بہت دن نامور و آفات کا
جو پٹھری ہو ونگو ملا تا ہی رب
کہ اوستی ہو امیر مطلب حصول
یہ او آ رہ پھر پھر کی آیا وطن
قدیمی وہی کنش بر واز ہوں
مری قبلہ و کعبہ خادم ہو مین
ہمیشہ رہا عیش و عشرت مین
رہیگا دام اب یہ قدمون تلی
وہی آپکا ماہ پیکر ہو مین
بدر گاہ تو شرمسار آدم
زخردان خطا از بزرگان
برایا پہلا ہوں تہارا ہو مین
ہی اب آسرا آپکی ذات کا

غرض بادشہ تک بھی پہنچی رہا
 نہیں کچھ شمار اتنی وہ فوج سی
 اور اس فوج کی ساتھ ہی شاہ بھی
 خیر بربیدر الدجی فی سینے
 اگر بھی وہ طالب جنگ ہی
 نہیں آپ جیسا گوارا، ہمیں
 بحث اسکو ہی قصد جنگ و جدال
 جو وارث تھا وہ ماہ پیکر نہیں
 جو درکار پہلی ایسی جان ہے
 غرض اس طرف تو یہ تھا اور غم
 پیر کو جو حال اپنا لکھنی لگا

۲۶۶

کہ اک فوج اتنی ہی زیرِ قنات
 وہ ہمیشہ فوجِ بفرنج ہے
 تار و عنبر جو جس طرح ماہ بھی
 کہا ملکِ حاضر ہی لی ہے
 یہاں رخِ خدویشی میں تنگ ہی
 کہ بیٹی کی فوفت فی مارا ہمیں
 خوشی دیتی ہیں ہم ملکِ مال
 ہمیں خواہشِ تخت و افسر نہیں
 تو حاضر ہی سر او کا احسان ہی
 ایہ ہراسنی کی ایک عرضی قسم
 عبارت یہ عرض کی تھی بر ملا

عرضی شہنشاہ پیکر شاہزادہ والا گھرِ خدمت پیر بزرگوار خود

لبون پاس پہنچی تو آئی صدا

۲۶۵

یہ شکر ہی سب شاہ جات کا

جو سردار ہی نذر وہ وی چکا

جو خلعت کا معمول ہی لی چکا

ستم کی نہ غم کی نہ ڈر کی ہی فوج

یہ سردار ہی کی پدر کی ہی فوج

یہ سنی ہی تینو نہیں جان لگئی

ملا ایک ہی ایک ہو کر خوشی

یہ سامان آفت جو سارا ایک

بہت سا تصدق اوتار ایک

کل کر ہوا ماہ سپر سوار

روانہ ہوئی پیر وہ فوج ایک

روان تیر بہا مثل ماہ تمام

پیر پیر وہ کرتا تھا شکر تمام

غرض چند عرصی میں آئی مراد

وطن کا نظر آیا اوس کو سواد

کہا سب سی میرا وطن پاس ہی

یہ بیل خوشی ہی چمن پاس ہی

مرا شہر کل پانچ کوس اب ز پا

اسی جا پہنچی ہون خمی سب

ہوا میری سہنی کامی قوت سوز

خدا کی کر مسی یہ آیا ہی روز

اوسی جا پہنچی سب ہو گئی

وہ فکر سفری رہا ہو گئے

کئی کوس تک جب ہر شکر پڑا

زمیندار و ملکوت ہا تر و در پڑا

کہا وہ تو سنا غم بہا را ہوا
 یہ تب ماہ پیکہ فی تبہ بریکے
 مکڑہ لیں نہرید خیال الگین
 غرض تیسرا اوشتی سا غریزا
 کہا ستم سن کہ انی جان من
 یہ جلو وقت نہ گزشت زو جلا
 اہ تیو وقت میں تو پتو کا دی جام
 سہر سکا صدمہ جو ہوئے لگا
 کہہی ستم کو کیا برو کی پیارا
 بلا تین دلی کی زوئی لگین
 اید ہر تو لہ سا مان ہر سکا خشت
 یکا یک ہوا فوخ میں یہ غریو
 یہ ستمی ہی اسی جو مرنی کی ہر

یہ پنی کو حصہ بہا را ہوا
 مکی نہر حلق آب شمشیر کی
 کہ وہ ہر میں سامتہ ان و نو کا
 وہ سا غرضی ہو کی الگ و ہرا
 ہی ما و تلو یہ میسر سخن
 کہ شکریہ و یو پو کا بشکرا
 وہ تم کچھ جو تن زنی تسی کلام
 وہ دو نوئی بل کی دلی لگا
 ہوا لگا دسرو ہستی پر شباد
 غم و زوئی جان کہو فی لگین
 او ہر کی حقیقت سنو اب ورا
 کہ اس ستم اتی ہیں کہوں ہی ہو
 او ہما ہی او ہون فی ہین جام ہر

وطن کا بڑا زہ گیا اشتیاق
 زمان باپکی ہمئی دیکھنی قدم
 بچالی اگر تھکورتی غفور
 کہا ستن سی کہ کیا روتی ہو
 وصیت میں ہرگز نہ کرنا خل
 مری باب مان پاس تم جائو
 یہ کہیو کہ وہ راہ میں چل با
 یہ سنتی ہی کہنی لکھے ستن
 نہ ہو سر پہ تما جو صاحب جمال
 اہٹی ناز سی پہر وہ ماہ تمام
 لگی کہنی سروہی پہر کی آہ
 جیونگی نہ رنج و بلا کی لئے
 کیا اوسنی طیار اور ایک جام

۲۶۲ فضا و قدر گاہی یہ اتفاق
 لگاتی نہ انکھوئی اونی قدم
 تو جانا ہماری وطن کو ضرور
 جو میں کہہ رہا ہوں وہ تم بھی سنو
 جو کہتا ہو نہیں اوسہ کیجو عمل
 مری سمت سی اونکو سمجھا سہو
 ہمیں سمجھو اب ماہ پیکر کی جا
 نہ خالق دیکھائی یہ رنج و محن
 تو جینا ہمارا ہی امر محال
 کیا نہ ہر کا ایک طیار جام
 یہ لونڈی پہر لگی کہاں اب تبا
 یہ دو جام مجھ کو خدا کی لٹی
 کہ نہ ہر ہلاہل تھا اوسین تمام

جو کہ عرض منظور تھی کی وہ عرض
اونہون فی یہ شہزادہی جب کہا
قلق ماہ پیکر کو ہو فی لگا
کیا سیتن پاس و وہ بہ حسین
کیا سیتن سی یہ و کر خطاب
اوسیطر علی آفت آئی ہی پہر
سیراہ لاکھون ہی ہین و یوجع
چہٹی گی جو تو بھسی امی شکِ خو
خطائین مری ہی نخعی بخش و
یسنی ہی بس وہ تور و فی لگی
یہ اوستی کہی ماہ پیکر فی بات
کئی ہون جو ہمینی تمہاری قصور
بڑی آفت اسوقت آئی کو ہی

۲۶۲ گنوار ہین خیر خواہی ہی فرض
تو دل تڑپہا سنی مین حدی سوا
رکھا نہہ پر و مال رو فی لگا
بلا بہیجا سر و سہی کو و ہین
کہ لو جان جان پہر ہی عدا
ہماری تمہاری جدائی ہی پہر
ارادہ ہی اونکا کرین قتل و قمع
مر و نکا گلا کاٹ کر مین ضرور
مری جرم تم با خوشی بخش و
نخا طلب ہو اسوی سر و سہی
کہ تمی ہی نصرت ہی خوش منشا
کر و عفو و لسی و دساری قصور
کہ پیکر سی جان اپنی جانیکو ہی

غرض جب نمایان ہوا آفتاب ۲۶۱
 یہ مضمون ابن من الامس تھا
 کہ کیکی شکر صفت آرا ہوا
 وہاں سی ہوا ماہ پیکر سوار
 بعد احسانم اوس جگہ سی علی
 خبر و ازون فی وی یہ اگر خبر
 جو بیعت سی او کی وہ کیونکر کہین
 ہمیں اس گہری غدیہ سی برا
 سلاح او کی سمونہ سب ہمیں در
 وہ ہمیں شمار آنا کہتی ہیں ہم
 اگر چار بھی آریگی او ہر
 اگرچہ ہوا قتل و پور سمید
 پور و پور او کی ہون بہا سی بند

پراگش سمونہ باب و تاب
 تراک شمشہ خیمہ خود شمس تھا
 وہیں کوچ کا بھی لغز ہوا
 بدستور ہمراہ سب نا ہوا
 وہ جب خد گام اوس جگہ سی علی
 ہی ہستی کو اگر دشت دو کوس پر
 بجای جو صحرائی محشر کہین
 کہ دیو و کائنات شکر سی او سچا پڑا
 وہ ہمیں جنگ پر جیسی چالاک و چست
 میں لاکھ ہستی افزون کر و روئی کم
 تو مقبول ہو جائیگی فوج جبر
 سہو کی و لو کی برائی سید
 کہین یہ آتی ہوں بہرگز نہ

کجاست آن او کی سینه یی تنه
خویشی یی یزیدان نه تنه یی کا نه به
او و هر تنه یی خوش تنه یی سرور تنه
نه تنه یی شین کو کوهی تو و نه غم
و تو طره خویمونکی باز آری به
جو لود کار چایا کا بهی خود و نه
سایه یی تنه یی باشه سرور تنه
طوافت کی اک تحت خمی مله
تنه یی مشغول تعلیم مین پر پر یی
و نه تنه یی لطف لشکر که جانی تنه یی
براک کی تنه یی اوقات عشر کی تنه
مواصب کا بطن شب سی بهلور
سینه او و نه تنه یی تنه یی جون

ترک و نه جو پر مانه یی یکا مجال
معدله یی یی یی یی یی یی یی
ایده یی یی یی یی یی یی یی
نه تنه یی یی یی یی یی یی یی
و کا تو من نه یی یی یی یی
و نه یی یی یی یی یی یی یی
نی یی یی یی یی یی یی یی
نه یی یی یی یی یی یی یی
اک حیرت یی یی یی یی یی
کیکونه ز نه یی یی یی یی
بسر یی یی یی یی یی یی
و و نه یی یی یی یی یی یی
و نه یی یی یی یی یی یی یی

وہ عالم سحر کا وہ ٹہنڈی ہوا
 جو کہوڑی تھی زیور سی آستا
 جو نہ بھیرن فیلونکی تھیں سوئی
 ہی پڑتی جاتی تھی اشتر سوا
 وہ راہی ہوا یون و طنکی طرف
 صفت کر سکون اوس سوار یکی کیا
 ہوا اسکی اوپر جو اہر نشا
 غرض شہری ہو گیا جب گذر
 چہان پیش خیمہ ہوا تہا بپا
 جدا تری و خیمونین و نوشاہ
 زمانہ جو و و خیمی تھی ایک سو
 نظر حکی پڑ جاتی تھی ایک با
 بہلا و کھینی کی کسی ہوئی تاب

ہر اک سمت کو جلوہ گر نور تھا
 عجب خوشما چلنی مین تھی جدا
 عجب لغوب اونکی جہکار تھی
 کہ بیہوش تھی نکی سب ہوشیار
 چلی جیسی بلبل چین کی طرف
 حقیقت نسیم بہار یکی کیا
 زرو لعل و گوہر ثانی شمس
 تو آیا اوسے شت و صحرانظر
 سر شام اتر اودمان بہشتا
 کئی کوس تک گرا تری سپاہ
 دولہن کا حسن اور دولہن کی سی
 نہ ٹھٹی تھی اوپری پہر زنجیر
 کہ دو نوین تھی وہ و آفتاب

پلا جام ایسا کہ کام آئی وہ
 رقم کرتی ہیں راوی خوش نگار
 سواری کی ہونی لگی دھوم دھام
 ہوا اس طرف ماہ سپر سوار
 سواری پر اپنی اید ہر شاہ جی
 جو تہین سیتن اور سر ویسے
 ہزار وزن خواصین تہو نہیں سوار
 جلوس سواری عیان کیا کروں
 یکایک علم کا پیر ہر اکہلا
 غرض بادشاہ کی ہر چیز سیتے
 سواری چلی جیکہ با صد جلوس
 وہ اس شانس جب روانا ہوا
 وہ تہنائی کی دین نوبت کاشو

کہین سی کہین جگو پہنچتی وہ
 سحر کو چلی جب ہوئی آشکار
 ور و بام پر بیٹی خلقت تمام
 ہوئی ساتھ وہ نون شہ و شہر
 او دہراؤ کی ہمارا داؤ دہی
 محافونین کی اپنی بعیش و خوشی
 مجاؤنگی پچھی دتھونکی قطن
 جو جید ہوا و سکویان کیا کروں
 مرین جو انا فحتا ہی تہا
 دقیقہ نہ باقی رہا تہا کوئے
 ارشی ایک سو ایک تہا رتوس
 سواری کی ہمارا دتھونکا ہوا
 ور و بام پر ساری خلقت کاشو

شدن ماه پیکر و ۲۵۰ خورشید شاه و شاه

جنات بصد چشمت و شوکت و عجب سواری

ایشان جلوس سواری ملکه ستین و ملکه سرو و بی بی

اسوار شاهی صاحب و او جن معیت لشکر ماه پیکر و بعد طی مناز

نمودار گردیدن سواد ملک و ماه پیکر یعنی بدی حرمین و قطع و

که و بیکلای دی مجکوسیر بن

کهنین و ره و لسی غبت کاورد

نهایت او و هر گاهی اب شایق

پلا ساقیا و شراب کهن

بیت و ن ماه و نهمین صحرانورد

وطن کی جدائی بیت اب شایق

غرض کوچ کا دن مسرور ہوا
جہان میں خمہ ہوا تہا کہڑا
دھند وراپٹا شہر میں ایک بار
سہانچا جو سلطان دیو جاہری
وطن کو چلا ہی جو وہ رٹک باہ
بکھی یہ ہوئیں تہیں نہ تیار بان
نہر انگلی ہیرا پس لفظ
وہ شہزادہ جو وقت ہو گا سوار
جوہن شہر ہیر من فقیر وکدا
دھند، راغرض پچکا اسکا جب
رہا شون میں ات بہر اضطراب

۲۵۶

وہ ان شہری پہلی شکر ہوا
اوسی جا پہ جا کر یہ شکر پڑا
کہ کل ہو نکا ماہ پیکر سوار
وہ اوس شاہزاد کی ہیرا ہی
تو ہی ساتھ اوسکی جو نکا ہی شاہ
زمانی ہی میں ساتھ اسوار یان
جاؤ ہو سبکا، و رہ بام یہ
نثار اوسہ ہو گا زربی شمار
وہ لوئیں ہی حکم ہی شاہ کا
ہوا شہر آما وہ دید سب
خوشی کی کو نہ آتا تھا خواب

تمام شدن شب و ہنویدا کردین صبح و سوار شدن

۲۵۵ وہ ہر کارہ ایسا چل رات دن

گیا شاہ جن کی جو دربار میں

وہ عرضی پڑھی شاہ فی حب تمام

سنگا و سیرا جلد تخت ہوا

وہاں میری دختر سی سر سہی

سفر ماہ پیکر کا ہی گہر کی سمت

خدا جانی کب دیکھنا ہو نصیب

غرض آیا اوسکا جو تخت ہوا

مگر اونی وہ کر گیا یہ کلام

پہر پہر ہوا پر از احب و تخت

ملا ماہ پیکر سی پہلی وہ شاہ

ہوئی پہر ملاقات خورشید

طریقہ جو ملنی کا شاہوں کی ہے

ملا الغرض ملک سلطان جن

تو عرضی وہ دی ست دربار میں

وزیر ونسی اپنی کیا یہ کلام

کہ جاؤن سوی شہر مہر انجلا

وہاں سی ہی اب دور تر وہ چلی

وہ جانیکو ہی ملک شوہر کی سمت

میں کہیہ آؤن ایسی میں ہی وہ توب

سوار اوسپہر ہو کر وہ راہی ہوا

مری بعد لشکر بھی آئی تمام

تو پہنچا وہاں شاہ و خندہ بخت

ملا بیٹی سی بھی جوتھی رشک ماہ

کہ رکھتی تھی دونوں نہ امیشہ

بہم وہ مدارج ہوئی ساری طے

سناہ فی اوگنیری حال خواب

یہ پیر حکم باہر نکل کر ویا

لدی پیش خیمہ وہ میرا شتاب

جو ہوساتہ فوج اوکسا ہی یہ شمار

ہوئے لہزار اونگی ہمد سوار

سواون چارمین حملہ ہمراہ ہو

ہون دانی اسواریان بھی بھی

عرض جو سفر کی لئی ہو ضرور

ایہ برتویہ طیاری ہونی لگی

پر کو یہ کی عرضی اوسنی رستم

ہمین آکی ویدار ویکھلای

خبر تلو کردی کہ ہشکوانہو

یہ عرضی وہ طیار جب کر چکی

۲۵۲

بجارت اوسی کوچکی دی بشتا

کہ طیار اسباب ہو کوچ کا

ہزاروں کلس جیکی ہیں لاجواب

کہ طیار پیدل ہون اسی ہزار

ہری لاکھ ہونین باقی جو چار

وہ شاگر وپیشہ ہی کہلاتا جو

زمانی سواری بھی ہر قسم کی

وہ سامان طیار کرد و ضرور

اوہر خط لگی کھنٹی سڑوہی

وطن ماہیکیز کی جاتی ہیں ہم

وہ روی پرانوار ویکھلای

خدا جانی یہ زمانہ پھر یا نہو

روانہ اوہر کو بہت جلد کی

ہر ایک لکھ او سکی اہل آبی ہے ۲۵۲ نہ طاقت نہ اوسین تو اناسی ہے

کیا باعث گریہ کا جب سوال
زینس ماہ پیکر کی عاشق وہ تھے

پہری کر تو ماہ پر پروانہ سان

غم و سنج کہا میسی کیا فائدہ

یہ بیاہ و زاری ہی کس واسطی

کر و کوچ اپنی وطن کو شتاب

وہ کہہ تمہاری جوہن والدین

یہ سنتی ہی وہ رقت او سکی تھی

پر پاس اپنی چلی جاؤ تم

کہا ستمن فی کہ جاتی ہو نہیں

مین لی آتی ہوں او نہی رخصت ابھی

گئی باپ کی پاس تب ستمن

تو سروہی فی کہا سب وہ حال

چہر کھٹ کی چوگر و پیرنی لگے

یہ اوس شمع زوسی کیا پھر بیان

یہ بیکو جلا میسی کیا فائدہ

بہلا بیٹھاری ہی کس واسطی

زیارتی کہہ کی ہو کا میاب

زیارت ہی خلی تمہیں فرض عین

کہا سکر اگر کہ اچھا ہے

اجازت مری اپنی لی آؤ کم

یہ سب حال جا کہ سنائی نہیں

وہ دینگی سفر کی اجازت ابھی

کہا شانہ زو یکا سا راحن

۱۰ لاسا پر وہ دیتی رہی ہے

نہنا تھا سروہی کا سخن

کری پیر تو پاؤ نہ سروہی

وزا و لکوا وقت سمجھاؤ تم

جونالی رہنگی یہی ورنہ ناک

گلی لگ کی روی جو سروہی

سیان دیا اوتی سب حال خواب

کہا اسکا ناحق ہی تھو ملال

ہوا صبح کا جب گریبان چاک

ہوئی سیتن کو یہ جدم خبر

زبان پر ہر دم تھا اوس ماہ کی

چھیر کٹ کی ہو چکی وہ جدم تیر

سوار و نیکی سب فراموش ہی

۲۵۲

بلا تین ہی تاج لیتی رہی ہے

قلق ایک ایک تھا محن

کہا جوڑ کر ہاتھ صدیقی گئی

سبب اپنی روئیکا بتلاؤ تم

تو سن نکلی مین غمی ہوئی ہلاک

کی روئین ماہ پیکر نی کی

منفصل بنا اوتی جب حال خواب

خیال اسکا کیا ہی خواب خیال

کیا اسی ہی غمی و امان چاک

مجلسی وین و رشی و نوہ گر

خدا یا ہو خیر اوس می شاہ کی

تو آیا نظر حال او کا عجیب

رخ و رفتہ ہی اور پیہوش ہی

خبر بھی کوئی لینی والا نہیں
 مریگی اوٹھا کر جو اس جبر کو
 چلا آب ای ماہ پیکر شتاب
 تجھی دیکھ لین اب کدڑی تین
 یہ حال او سکو جدم نظر اگیا
 زیادہ قلق و لپہ ہوئی لگا
 بکا جوہن کی با صدائی بلند
 پیرات تھی جب کہل چشم تر
 نہ آئی نظر شکل مان باپ کی
 وہ رونی لگایا دین زار زار
 کہاں کہاں تھم ای والدین
 بلا کر محل سی نکا لای مجھے
 یہ کہہ کہہ کی تا صبح رویا کی

۲۵۱

کوئی مٹی بھی مٹی والا نہیں
 لگی گئی پٹیہ ای پسر قہر کو
 دیکھا وی پین وی انور شتاب
 یہ حسرت نہ رہ جائی تھی توہن
 تو اوس خوابین سخت کہرا گیا
 وہ چلا کی یلکار رونی لگا
 تو دایو گئی خوابی چشم بند
 تو حسرتی دیکھا ایدہر اور اوہر
 چہر کہٹ وہی اور مکان بھی وہی
 کہہ رہ چپ گئی اسکی ڈالی بکار
 فدا ہو تصدق ہو یہ نور عین
 مصیبت میں ایذا میں ڈالا مجھی
 قلق سی ہ جان اپنی کہو یا کی

محلین گذر او کا جدم ۱۰۵

بہان چھپی رہتی تھی رات دن

جو تھا خاص دوس ماہر و کامکان

ز چھلین محل کی نہ وہ چھپے

نظر با پان پر جو کی ایک بار

تپ بھری ہی بون اونکا حال

یہ دھنست میں ہی ہین صدا

خبر لی کہیں اب گذرتی ہین ہم

ہی کب تک یہ تاست ہمیں

اگر آج کل میں چلی آؤ تم

جو آئینہ ای لعل عرصہ ہوا

تہاری نہونیکا نم ہی کمال

جباب اب تم ای ماہ سمجھو ہمیں

۲۵۰ چھپکر وہاں اور بھی غم ہوا

وہ منان ہی اور رہتی ہین جن

نظر آیا اور چاہی ہو کامکان

نہ اگلی مہنی اور نہ وہ تھمتے

زمین پر پڑی دیکھا با حال زار

بہور دنیسی ہراک آنکھ لال

کہ ای ماہ پیکر کہ ہر کو گیس

تری غم میں ای لاتی ہین ہم

دیکھا شکل ای شک یوسف ہمیں

تو شاید کہ جیتا ہمیں پاؤ تم

تو ہرگز بہرہ سا نہیں نسبت کا

خدا جانی لی کون یہ ملک و مال

چراغ سحر کا دیکھو ہمیں

ویران بہت و چون ۲۴۹ ور محل خود رسید

وید کہ والدین فرط گریہ و زاری و افتادہ اند و چنان کہ

نمودہ اند کہ نو چشمہ ازل کہ دیدہ بہت و فرط لاعری شناسان بہت

سو جہائی مچی جگانشہ وصال
کہ سو جہی وطنکا بھی راستہ
کہ جسی وطن کی نظر آئی راہ
بکسی خواب میں بہی ہکا کروں
تو اپنا وطن او سکو آیا طرہ
کہ ویران ہی شہر او سکاکمال
وکانین میں سو ہی غم کی اسال

پلاسا قیادہ شراب آج لال
کراوس می سی اب بزم ارستہ
مری و لکوی ایسی نشہ کی چاہ
وہ خوشبو ہو می جسی ہکا کروں
جوہین ماہ پیکر ہوا بی خبر
نظر آیا خواب میں او سکوحال
وکانین میں ویران بازار او دال

رستنگی اگریشا و سرو و سی
جو انکو کوی رنج منی و یاز
گوارا که وین کس طرح انکا سوز
ایه جاتی بین ساهه انکی ایاه جاو
مگر کل کیوقت آب ساینو
یسنکر هوا و نهایت هی شاد
محل و سراوس محل پاپس تھسا
بکان و سجاتها سیکی لئی
رموی مشی عشرت میں جو وقت شام
وہ کہانی کہ دیکھی سی اور جائیں ہوش
غرض ہاتھ و ہود ہاکی اپنی شتاب
وہاں ماہ پیکر جو میں سو گیا
بجواب دیدن ماہ پیکر

۲۴
بجھو کہ ہی سیتن ہی خوشی
تو و انتدین منی ہو انکی خفا
کہ دنیا میں ہی زندگی چند روز
مری سمت سی انکی ہمراہ جاو
بجھی اپنا چہرہ دیکھا جائیو
چلا او سکی ہمارا آسئی ہمارا
کیا تھا او سی خوب آ رہستہ
شرف جاکی زہرہ فی نجسا و سی
تو حاضر ہوئی اکی خوان طعام
کیا ملکی و نون فی آپسین نوش
چیرکٹ میں لٹھی مہم بہر خواب
وطن کی طرف کا کہلا رہتا
بجواب دیدن ماہ پیکر خود را کہ ویرا

مزی لوتنه تها و رشک قسم
اگر سیتن پر هوا و مند
یهی کشتا تها ماته و دماند و کر
نوش سیتن کو به الفت هوئی
دل اندر و دغا طلب هوئی
فرغ آینه دن بعد نصحت کیا
جو اهری سو گشتیان تبین بهری
هوا وقت وقت نهایت محن
لگی و نی جیوقت سرو سیبه
که ابا کز باوند رو کر ذرا
یه سرو بهی اوستی کهنی سیلکه
که حاجب یه سرو بهی فی سخن
که ماه پیکر سی بن اب مین شاد

چو اک انکه اید بر تپی تو اک انکه او بر
توسه و بهی پر بهی صدقی هوا
بول جان تصدق بین تم و دون
کتنی دن گوارا و فرقت هوئی
که کو یا تهی معشوق سرو بهی
جو اهر کار یور و یابی بجا
و بهی مطلق وقت اوسکی همراهین
کتنی ساهته در وازی ملک سیتن
لکا کر کلی و بهی رونی سیلکه
که اب عمر بهر انس تنس رها
که لوندهی هونین آجی آپ کی
زیاده جوئی شر مکن سیتن
اب انکی کیا کچو خاطر زیاده

ہر اک زندنی کہتی تھی کر کی نگاہ
 وہ صحن گلشن جو ملی ہو چکا
 وہ دیریاں بہم بیٹھیں اک تخت پر
 کیا حکم یہ اوس گل اندام فی
 وہاں جب یہ سامانِ عشرت ہوئے
 وہ تھی شاہ صاحب بڑی باکمال
 اوہیں ناچ گا مینی پہ پیر تہا
 پڑی طلبی کی جو طلی پہ تہا پ
 لگا ناچ ہوئی عجب لطف سی
 جو وی تال مہندی لگی ہاتھی
 کیا طاقون فی جو گانا شروع
 یہ گانیکا اوس دم ہوا تھا اثر
 ال ماہیکر گایہ حال تھا

۲۳۹

زمین پر خرامان ہیں مہر و ماہ
 تو بار و دریمین ہوا و اخلا
 خدا چرخ ہوئی لگا بخت پر
 طوائف کا اب ناچ ہو سامنی
 تو وہ شاہ جی اونی سخت ہوئے
 عمل شرع کی حکم پر تہا کمال
 کہ دل حکم پر شرع کی تیر تہا
 تو آتی صدا ہو مبارک ملا پ
 کہ سب دیکھنی والی غش ہو گئی
 شرر مثل حقیق جہڑنی لگے
 کیا راگون فی فوراً انا شروع
 کیونکہ تھی جان و تنگی خبر
 کہ غم میش و عشرتی پامال تہا

جوین ماہ پیکر کو بہی دیکھا تھا

مگر بیان تھا قول و اقرار کا

جوین سین پر نظر پڑ گئی

عیان و وری سین جب ہوئے

وہ آئی جب سین شاد کام

جھکی دوسری بار لیکر و نذر

کہ شہزادی تھی یہ بھی ہر و جمال

کہا نذر لون کس طرح تھی واہ

جوین موعن وہ تم فوق کس باکا

سوا اسکی یہ بھی مثل ہی سنی

عیان تھی ایسی محبت ہوئی

یہ لیکر بدل پہر لگایا گلے

پہلی سین سوی بار و وری

۲۴۵

تو بار اوچین اپنی ران پر ہاتھ

روانہ ہوئی لہنی کو پیش

ہو واری اتری سر و ہسی

تو تسلیم کو یہ ماد بھوئے

کیا جھک کی سر و ہسی فی سلام

بہلا لیتی کس طرح حسی پر و نذر

لگایا گلی شاد ہو کر کمال

ہی مجھسی تھی نہ یہ رسم و راہ

بہلا نذر لہنی کی کب ہی یہ جا

کہ پی جھکو چاہی ہما گن وہی

کہ مجھو بھی اب تھی الفت ہوئی

جو رشک حسد تھی و دونوں جلی

برابر قدم با قدم وہ پر یہ

جواہر کی کوششیں کین طلب
لکھنوں کیا سنگار اوسنی عیسا کیا
یہ مطلب تھا جب رو برو ہو جی
یہ یک رنگی اوسکی نمودار سی تھے
گل او سپر فدا ہوتی تھی بار بار
بیان کیا کروں جسکی مین نمود
جنین اوسکی خدمت میں تھا اختصاص
کہ آئین محلہ اربین و وڑی ہوئی
سوارنی نور خاص پر آگئی
کیٹیا چرخ پزلال پروا دین
کہ اسمین سوار سی ہویدا ہوئی
ہو اوار پر یان اوٹھائی ہوئے
جلو مین شرم اوسکی اور جاہ ہے

۲۴۱

چند

۲۴۱
کہیں اوسکی دینی کو وہ سبکی ب
کہ سب یو راو کا تھا یا قوت کا
تو اوسنی بہت سرخرو ہو جی
کہ پوشاک یہی ساری گلن تھی
ہو الالہ یہی رشک سی داغدا
ملائک یہی پڑھنی لگی سب ورنو
دور سے جین وہ خواصان خاص
یہوت ادب بانڈہ کر عرص کیے
یہ سکودہ شہزادی گنبر لگئی
سو ورن لگی دیکھنی تہ جبین
خدا کی جو قدرت تھی پیدا ہوئی
وہ بیٹی تھی دلمان اوٹھائی ہوئے
اوڈہ شہزادہ جی ہی ایدہر ماہ ہے

سنی جب یہ سروہی فی کلام ۲۴۳
 کہا جو کہیں یہی مین کروں
 شرف کیون نہ ہو مجھ کو اس بات کا
 طلب اوسنی پہر ایسی پوشاک کی
 وہ پوشاک جب کر چکی زیب تن
 عجب فرتہا پاؤںسی تا بفرق
 ہوئی سکی سب بادل و جان نثار
 جب آرائش حسن کی اوسنی سب
 ہوئی اوسہ انوار وہ رشکِ قمر
 روانہ ہوئی جب وہ رشکِ قمر
 اوہر دہنی جانب کو تھی شاہجی
 خواصون فی دی سیتن کو خبر
 کہڑی ہو گئی سرو نو خاستہ
 وہ ناما کام کیا تھی شاد کام
 اطاعت مین مین ماہ پیکر کی ہون
 مین لوندی مچی عذر کس بات کا
 کہ خیرہ ہو چشم اوسنی افلاک کی
 تو زیور کیا اوسنی ریب بدن
 جواہر کی دریا مین گویا تھی غرق
 ہوئین حسن پر اوسکی پر یان نثار
 ہوا وار نور اک کیا پہر طلب
 خدا اوسکی چہرہ ہو تا تھا نور
 جلو مین تہمین پر یان اوہر اور اوہر
 اوہر ماہ پیکر سہنی اور خوشی
 قریب آچکی ہی وہ رشکِ قمر
 کیا مسکن خاص آراستہ

اوسى لاؤيا مجھ کو ليں اوتھم
کہا شاہ صاحب فی ویکر وعا
مین لاتاہون سروہی کو اوہر
گئی شاہ جی ماہ پیکر کی پاس
عدوت کی بالکل صفائی ہوئے
عیان جب وہ راز نہفتہ ہوا
کہا جوڑ کر ماہ پیکر فی پاتہہ
گئی ساتھ شہزاد کی شاہ جی
کیا شاہ صاحب کو جبک کر سلام
کہا چلتی جلداب بھر جی نہ آپ
بس اب دور دلی کہ ورت کو
کہ ورت زاب رکھو ز نہار تم
تہو کہہ تمہاری طرفی نفاق

۲۴۲
مجھی جلداب اوسى ملو اوتھم
کہ بابا خدایتھی راضی ہوا
مگر ہیو ثابت اس اقرار پر
کہا لو گیا سب تہار اہر اس
طبیعت ہی ملنی پر آئی ہوئے
وہین غنچہ دل شکستہ ہوا
اوہر ہی چلین آپ اب میری تہہ
کہ اوتری تہی خیمی مین سروہی
وہا دیکل پیہی ہوئی شاد کام
ہمار کہ ہی ستین کا ملاپ
چلو ستین ہی محبت کرو
بدل اوسى ملا خبر وار تم
اب اوسى ہمیشہ ہی اتفاق

شاہ صاحب کا جب یہ سخن ۲۴
 تمہیں روکی میری لذت نہیں
 بنا تا جو اند عورت تمہیں
 وہ معشوق ہوتا بہت خوش حال
 وہ کر بیٹھا اوہیں اک اور زن
 جہی تمکو معلوم ہوتا یہ حال
 مری دروسی جیکہ واقف نہ ہو
 گداب یہ آتا ہی مجکو خیال
 تو تم مجھی بی شبہہ رنجیدہ ہو
 مرا باپ رکھتا ہی تمکو غیہ
 یہ ممکن نہیں اب جو اوستی جلون
 کرو شاہ صاحب تم ارشاد اگر
 جو مرضی ہو میں خود اطاعت کرن

تو اوستی یہ کہنی لگی سیتن
 کہ تم مرو ہو مای عورت نہیں
 کسی مروسی ہوتی الفت تمہیں
 اوستی عشق تمسی ہی ہوتا کمال
 تو پہر پوچھتی ہم ہی رنج و محن
 نہ اس امر میں کرتی کچھ قیل و قال
 گلہ تمسی کیا ہی جو چاہو کہو
 اگر رو کرو نہیں تمہارا سوال
 بڑا صدمہ ہو تمسی ویرینہ کو
 مجھی شاہ جی جانو اپنی کینز
 جو مرضی ہو میں پاپس او کی چلون
 تو سر وہی کی کروں پاؤں پر
 کینرو کی ماتہ خدمت کروں

جو آراء دل تھو مطلوب ہی
ہیں خیر خواہ ایں اتم جان لو
باب الکاہی مطلوب ہو جواب
یہ سنئی ہی چہ یہ آنسو پیہ
بند ہمارا لکھنکا جب متصل
جب لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
عبث اتنی کلمی پر بخند ہے
کین ہم وہ نوحین سرور ہو
وہ بولی جواب الکاہی دون تھو کیا
چراغ خواب اگر گل کروں
مگر بج ہو ماسی جو سوت کا
اگر تہ صاحب کرو تم معاف
کہا شاہ جی فی کہ بابا کہو

بہت خوب ہی یہ بہت خوب
جو ہمیں کہا ہی اسی مان لو
جو کہنا تھا ہم کہ چلی دو جواب
ہو غیث حیرت مناب کیا کہی
تو بہر آیا خورشاہ جی کا بہی دل
تو یہ سمن سی وہ کہنی لکھ
کہ اسی سخن تو تو بخند ہے
وہی بات کہی جو منظور ہو
جو منظور نہا تھو وہ ہو حکا
تو اس بات میں تامل کروں
بیان اوکاسی ہی بی فائدہ
تو تھی کہوں اک سخن صاف نہ
یہ ممکن نہیں دل جو بخند ہو

یہ مطلب ہمارا ہی اور دعا
 سنا ہی جو اونسی تہین رنج مین
 ہمیشہ وہ غمی بکا کرتی ہے
 جو خالق فی دی ہین تہین جو بیان
 قبول اتنی ہم دونوں کی بات ہو
 نہ ہرگز بھیجو تم اپنی عزیز
 نہ اوستی ملوگی تو کیا پاؤگی
 تمہارا گھر آبا و ہوجا ایگا
 جو تم دونوں صاحب ہو ایک جا
 محبت مین جسکی ہو تم چور چور
 اگر اوستی ہی عشق کامل تہین
 تہین او کو جب ایک جا پا ایگا
 اید ہر ماہ پیکر اطاعت کری

۲۲۹ کہ اب تو جو ہونا تھا وہ ہو چکا
 تو سروہی ہی شش و پنج مین
 ہمیشہ وہ تہی ڈرا کرتی ہے
 وہ ہین صورت شمس ہمسر عیان
 کہ سروہی ہی ملاقات ہو
 تمہاری بدل وہ ریسی کنیز
 جو مل جاؤگی تو مرا پاؤگی
 کہ شہزادہ ہی شاد ہو جائیگا
 تو نگو ہی اس مین بڑا فائدہ
 نہو گا وہ دم بہر ہی انگوٹھی و
 جلانا پڑیگا نہ پہر دل تہین
 تو پہر ماہ پیکر کہان جائیگا
 اید ہر و پری و خود مست کری

یہ کہہ کر کہا حال سر و سب سے
 جہ گذار تھا و سب بیان کر دیا
 کہا سکی و دونوں فی یون بر ملا
 اگر عقد کرتی نہ تم او کی ساتھ
 ملاپ اگا اور او کا شکل نہیں
 یہ کہہ کر او بھی شاہ صاحب سن
 گئی سیتن پاس و نوشتاب
 یہی ہوتی آئی ہیں دنیا کی طور
 کہ ہی ماہ پیکر جو پیار اہمین
 یہ ہمارا او سکی جو ہی رشک جو
 محبت نہ تھی کچھ اسی او سکی ساتھ
 کیا آخر اسی گوارا وصال
 علی ہی قدر میں تدبیر ہے

۲۲۸ کہ جطر حسی تھی وہ عاشق ہوئے
 سبب عقد کا بھی بیان کر دیا
 تمہاری نہیں انہیں مابطل خطا
 نہ پھر سیتن ہی کہی آتی ہاتھ
 کہ کچھ سیتن ایسی جا ہل نہیں
 یہ او کی ہمراہ و او و جن
 کہا لائی ہیں ایک کارِ ثواب
 مجھدار ہو تم سنو اب بھو
 خوشی بھی ہی اسکی گوارا نہیں
 خدا کی قسم ہی یہی بی قصور
 ہمینوں رہا دور و امن سی ہاتھ
 کہ اتل صل میں تھا تمہارا وصال
 سنی ہیں کہین حرفِ تقدیر ہے

غرض جو چکا تھا جو کچھ سانچا
 پکاری یہ پھر ستن بیستہ
 اسیر کا اپنی کروں کیا بیان
 محبت ہی واؤ و جن فی کہا
 کئی دور خالق فی رنج و فناء
 پھر ہر دن ان باتوں میں ایسا
 کیا ماہ پیکر فی تب یہ کلام
 یہ واؤ و جن کو اشار کیا
 غرض و نون صاحب کھڑی گئی
 کہا رنج جو جو ہی، مچھر پڑا
 جو تم دو نو نصاحب ارادہ کرو
 مری عقد میں ہی جو سر وہی
 نقیض انکی محیرہایت ہی شاق

۲۳ وہ اولی سب تا با خر کہا
 کہ اسی بہائی میں تیری اوپر شا
 کہ روئنگی قابل ہی یہ دستان
 کہ ہمیشہ چپ رہتی بہر خدا
 گذشتہ مصیبت کروا ب نہ یاد
 تو خاصہ کیا ستم فی طلب
 بھی آپسی شاہ صاحب ہی کام
 الگ آپ بھی چلتی اب اک و زرا
 گیا ایک کریمین اونکو لیتی
 ہی اون سب سی اور ایک صدہ
 تو میرا یہ صدہ ابھی دور ہو
 ملی ستم استی تو ہون خوشی
 ملا و انہیں جابی انکا لفاق

سلام کنو شاه فی بی کہہ
جو کرنی ہو کر لہجی گفت و شنید
رید او کی تب شاہ جی فی لکھی
غرض دیو تو او سطر کو گیب
ہوئی جب ملاقات و انو دی
کہا بہائی تپس بڑا دکہ رہا
مجت کا کیا ہی کیا ہی نہا
ہی ہنی ہی دکہ تمہاری بغیر
رہا سخت ایذا میں سا را بدن
او ٹہائی غرض ہنی ایذا کمال
پہنسی دیو کی قید میں ستین
رہائیگی خاطر لڑائی ہوئے
بگڑی چکی تھی لڑائی تمام

۲۳۶

کہا ہی یہ قیدی رہا ہو گیب
پہر اسکی غایت ہو مجبور سید
چلا دیو لیکر ہنسی اور خوشی
ذرا اب ایہ ہر کاسنو ماہرا
لگا دوڑ کر ماہ پیکر گئے
یہ میری لئی رنج و صدمہ بہا
جو اندر ایسی ہی ہوتی ہن واہ
مگر کی خدائی تعالیٰ فی خیر
کہ شہر ہو اتہا ہمارا بدن
رہا چہ مہینی ہمارا یہ حال
ہزاروں ہی لسنی او ٹہائی محن
ہوا گشت خون تب رہائی ہوئے
تمہاری لگو ہنی بہت آبی کام

تم ایشاہ جی ہو بڑی با خدا
 ہوا قید و ہو کی مین و ہستی تصور
 ہوا مہربان ہمہ پہر ذوالجلال
 خدائی کئی و درینج و محن
 سخن نکی یہ شاہ جی نی کہا
 جیہی ہمیں شکوہ دی تہی خبر
 کہا شہ فی حضرت کی کیا بات
 مگر اب کرامت یہ ظاہر کرو
 یہ کہنی لگی شاہ سی شاہ جی
 غرض نقش اک شاہ جی نی لکھا
 گہڑی بہرین کی اک طرف جو لگا
 جو دیکھا تو واؤ وہی اوسکی تہہ
 کیا شاہ صاحب کو اگر سلام

۲۳۵

ہی واؤ و پر اب ترجمہ کی جا
 رہائی ہی واؤ کی اب ضرور
 کہ حاصل ہو سیتن سی وصال
 کہ ہمیں ملی آکی پہر سیتن
 کہ ہمیں کہا تہا بتاؤ تو کیا
 کہ پہر ہی ملیکی وہ رشک قمر
 ہر اک بات بیشک کرامات ہی
 کہ واؤ و جن کو یہی حاضر کرو
 کہ ہوتا ہی واؤ و حاضر ہی
 چلا نقش ازخو و برو تی ہوا
 تو آیا نظر ایک دیو سیاہ
 مگر دیو پکڑی ہی اوس جگہ تہہ
 کہا یہ امانت ہی لایا غلام

پلا ساقیا اب می خوشگوار
 بس الی بلب بوی ایسی پری
 سنجی و او و جن کایان
 پرسی یہ ادنی کہا ایک دن
 ہی ادنی ہی وکی صفائی ضرور
 و جن بیٹا ہی خدا کی قسم
 کہا شہ فی دل میرا سرور ہی
 مرا اختیار امین کیا لعل نام
 مگر تیری کہنی سی جاتا ہونین
 حکومت ہی اوس عبد معبود کو
 یہ کہک وہ ماہر و دانہ ہوا
 بلا ہیجا و ویش کو اپنی پاس

چڑھای جو جن میری سی اوتار
 مری آگی ہو جنگی جلوہ گری
 رہائی اوسکی یہی دستان
 کہ ہی بیٹا قید و او و جن
 ہی اوسکی یہی شاہار ہائی ضرور
 خدا کی قسم مصطفیٰ کی قسم
 توجو کہ کہیگی وہ منظور ہے
 کہ دانند ہی شاہ جیکہ کام
 ابھی شاہ جی کو بلاتا ہونین
 ابھی وہ چہرا لیگا و او و کو
 تو پر نور دیوان خانہ ہوا
 کہا ادنی ہی یہ میری التماس

جو ہمراہ تہا قید وہ دیوبند ۲۳۳	کیا تھا اسیر او سکو با جد و کد
مروت نہ کی بیروت کی تہم	کیا قتل اوسی بھی سیاست کی تہم
ولونکو اید ہر ہو گئی انبساط	وہی پھر سرور اور عیش و نشاط
بسر ہوئی تہی عیش و عشرتیں	سنباب و راحال واؤ و جن

رہائی یافتن واؤ و جن از قید بادشاہ خود سب

ملتی شدن ستم و ماہ پیکر از خورشید شاہ کد

یستم بود و درخواست رہائی نمودن خورشید شاہ از

شاہ صاحب رہائی واؤ و جن آمدن اوار قید و ماہ پیکر

نہ معلوم تھا کہ مطلق یہ خیال
جو کچھ تخمینہ کی بجائے لائین سے
یہ نیکو ہوا مانا نہ پیکر حسیور
کہنا پانہ کر ہاتھ یون باپتی
جولہ وٹھن ہمارے ہی وخت پور
ایک سبب یہ ہے کہ یہ سبب
نہ تھی تھا لیکن تو پیر سے
غیر جانی کیونکہ یہی سبب
میری و لکھا تھی راجہ مدعا
سزا اگر نہ پانگی حدی نہ دیا
ہو ایک سلطان و الاست
نمایہ پیش نمود گیارہ من اعظم
و تمینون نہا طین چوتھی کیندین

۲۲۲ تھا رہا ہی احسان ہمہ کمال
جو ہر وقت کیا کیا پانین کے
مگر پتھن کو وین آیا خوش
کہ ایک عرض کر تے ہونین پس
ہمارے ہی لو پز لگائی ہیں تب
کہ پتھن قیدی برج و آفت پوری
خدا کی نیایت سے گھر خیر کی
لگائی پچھائی تھی تھو گائی اگر
کہ اس نے بھلا کو ملی کچھ سزا
اوٹھا لی کیا جانی نہ کیا جسا
وہ لکھا تھو ہلان جلد ہوا تب
اسیر ہو چکی تھو و آفت پوری
بھائی حکم دے کیا تھو ہی قیدی

نہ پیتی رہی اور نہ کہا تی رہی
 یہ کہہ کر او دہر روئی مان زار زار
 غرض ویشلی جب ہوئی استہما
 ہوئی ستین دیکھہ کر بی حواس
 کہہی باپ کی منہ پر منہہ رکھہ یا
 و دکھنی لگی آیا جب او نکو ہوش
 ملاقات میری جو اس آن ہی
 کروا سٹی اب تم محبت کمال
 پہنسی تہی بہت بطرح میں بان
 ہوا لا کہون یو و نکاح جب قتل عام
 سوا جانسی جانو اسکو غریز
 یہ تب اوستی کہتی لگی والدین
 کہا ماہ پیکر سی با انکار

۲۳۱

ایو اگھو نسی مین بہاتی رہی
 انکار و نی باپ سطرٹ زینہار
 تومان باپکو او سکی غش اگی
 لگی تلوی سہلانی با حزن ویاس
 کہہی پٹی ماورسی وہ بہت
 جو کہتی ہون او سکو سنو تم بگوش
 یہ سب ماہ پیکر کا احسان ہی
 کہ اسی ہوئی ہی مشقت کمال
 لڑاوی رہائی مین راپنی جان
 تو مٹی ملی اکی مین شاو کام
 کہ مین تو بدل ہو گئی ہون کنیز
 کہ ہی افس اسی بہن فرض عین
 ہماری خطا بخش اسی شہر بار

ہوتی تھی وہ دونو جہان ناما سید

وہ او بجای چوٹ ہونی لگی

کہا کہ گئی اک طرف جو نکلا

بہلا یا زہنہار تکریم کو

نہ اپنی تن و سر کی رکھتی خبر

کہا اب بڑا ہی میری دلوچین

اوٹھایا جو صدمہ اچسی کیا کہون

وز اپنی مانگی طرف غور کر

جو ہیں پہنیز کرنہ ذرا غور کی

مگر لاغری کا بڑا زور ہے

ہوا ضبط اوستی نہ پھر زینہار

صد امان فی دی یہ برنج وحن

کہون تجھی کیا دلا کیا حال تھا

۲۳

اٹھایا کیا تھا وہ وہ یوسف

کلی لگ کی آپسین رونی لگی

تو دیکھا کہ اتابی خورشید شا

کہڑی ہو گئی وہ نون تعلیم کو

لگایا کلی بیٹی کو وور کر

نہا ہو پر بچہ اسی نور میں

ہیا یا مہینون ہی انکھونی خون

بہلین خور انکھونین نور نظر

تو دیکھا کہ مان و رہی کہڑی

یہ فرقت میں وی کہ وہ کوہی

کلی لگ گئی مانگی وہ گلزار

مین واری گئی اسی مری ستین

مری جان میرا برمال تھا

عوض جنگ آیا نظر سب واد باغ
پرور پرور و زونیکا پلکا پرور
صدای ملکی ویتی تهنین یقربان
نہان تو جوای کیک فاری
مرا کہ بیل اس طرح ہی نوہ کر
پرور قتی ہی زکس کہ کب آوگی
بہار اوس جگہ ہی تہی لکون ہی کوس
وہ بنگلہ جو آہستہ اوسین جٹا
نظر آگیا اس طرح جب واد باغ
بہت غیر حال اوسکی دلکا ہوا
وہی باغ یہی جو تہا پر بہار
یہی کہوش چرخ کا کام ہی
نظر بنگلی مین اوس جگہ جب پڑی

۲۲۹ ہری پائی لالہ کی سنی مین داغ
کہ تہا اکہہ ہر واسمہ لکھو کا
نہین اس چمنین واد سرور وان
مرا کہ سر و گلشن تہین واری
کہ ای ستمین تو کہ ہری کہ ہر
کب ای ستمین اکہہ و کھلا قگی
خراگلی پڑی جیسی گلشن پر اوس
سو دشت کا آب استہ اوسین تہا
نہو اماہ پیک کا دل داغ داغ
تو یون ستمین سی واد گویا ہوا
نظر آتی ہی شان پرور و کار
کبھی صبح کہ ظلمت شام ہی
چہان مٹی ہی واد سنی اور خوشی

و سب کی کرنی بہرہ کی آد
او دہرہ ہی زیادہ ہوا اضطراب
پر کی زیادہ گاہتا اشتاق
تپان سنی مین دل نہایت ہوا
شوازاؤں جگہ سی جو ہی جیتے
یکو مانہ ہی دو گل ترہی تھا
صنوبری کرنی کو تھی بہتری
غرض مانع لین اتری جب حسین
نظر آئی ہر اک کلی سینہ خاک
چو تھی ہر زویش آئینی سی صفا
ہر اک سہل تو تھا یا گل و زویش
و گیندی تھی چہرہ بستی تھا
چو چلی کو اپنا چہرہ ہر عین

الہی سلامت ہی بادشاہ
ہی ہجر کی بہن کو نہ تاب
قرب لکی او کجاڑ ہا نیان
کہ ماوری ہی مٹی کا شوق تھا
چلی باغ کو مثل باد بہار
سوا دپ پر ماہیکہ ہی تھا
نئی باغ سر و ہن ہی سیلے
نظر آئی ویران سیاری چمن
دھی تھی ہر اک گل کی چہرہ خاک
جن و خار کا او پسر اپنا بخت
نظر آئی لالہ کی گل زر و سیہ
خوابی نظر آئی سب یکساں
نہایت مین مین سی و تھی زکیم

جو سامان تہا وہ عیان کیا کروں
 روانہ ہوئی شان شوکت کی ساتھ
 روان بھی سرو سہی ساتھ ساتھ
 یہ کہتی تھی لسی کہ اسی بد خصال
 بگڑب طرح اب ہی بہرنا بھی
 اسیران کی ہراہ و یوسف
 یہی روز و شب کوچ تھا یا مقام
 کئی کوس جب شہر وہ رہ گیا
 پرستین کا جو تھا شہر یار
 کئی دور خالق فی بنج و محن
 یہ شکر سرور ایسا اوس دم ہوا
 عجب یہ تھا جو نکل جابی و مر
 رتو و ہوئی اسین سبکو بڑی

۲۲۴

حشم اور خدیم کا بیان کیا کروں
 کیا کوچ عیش اور عشرت کی ساتھ
 مگر رنجی تھا کلجی پہ ہاتھ
 پڑا تیری باعث محبت کا جال
 جو مالک کی مرضی وہ کرنا بھی
 کہ ہر لحظہ جینی سی تھا نامید
 کہ آخر سفر ہو گیا وہ تمام
 تو خیمہ کیا اوس جگہ پر بسا
 خبر اوسکو یہ ہو گئی ایک بار
 یہاں سی کئی کوس ہی سین
 کہ فی الفور سکتی کا عالم ہوا
 زیادہ خوشی زیادہ ہو غم
 کہ یکبار لینی کی دینی پڑی

یہ سکر ہی سیتن کو نہ تائب
 زبس عشق نہا ماہ پیکر کی عاتقہ
 کلا کاٹنی کا نہ مذکور آسینے
 یہ ہر دم جو پتی ہونین و لکاون
 اب اس نکب سی کو کہ مرقی ہونین
 نکل جابی صد می گو جان ہی
 بس اب مینی و لکو کیا استوار
 اگر دم چھی گھٹ کر نکل جائیگا
 جو سہرہ ہی سی کری تو ہزار
 یہ سکر خوشی ماہ پیکر ہوا
 نگاہی بہت عمدہ اک پاسی لکے
 کہا سیتن سی ہوا سیمین سوار
 بلا عذر جابھی و نہ نازنین

۲۶

اوٹھایا اوسی یا تو نیری سستار
 کما اوسی یون جز کر اپنی ہاتھ
 خدا پہلی نیاسی مجکو اوٹھای
 محبت کی باعث سی مایا ہون
 مگر تجھی اقرار کرتی ہونین
 مگر اب نہ تجھی لڑوگی سی کہہ
 نہ اب دم ہی ماروگی مین زینہار
 محبت مین ہرگز نہ فوق ایگا
 تو مند پر زکھون ترسی زینہار
 لکایا گلی پیاری خوب سا
 کہ بالکل جواہر مین تھی و چھی
 یہاں سی حلین گی تہاری دیا
 اید ہر گھوڑ پر یہ چڑھا ہر جین

جوان

کہا کیون مر جان کیا حال ہی ۲۲۵
کہا اسی تم کیون ہو میں نا مراد
کہا اسی کیا میں تھا را نہیں
کہا آخواب یہ الم کب تلک
کہا کس لئی میں یہ یوز و الم
کہا دل کی طرح بھی چین پائی
کہا یاد کرتی ہو کیون موت کو
یہ کہہ چور وئی وہ زہرہ جان
سمٹ بیٹی غصی سی وہ میرین
کہا اونی چوڑا بھابھی قدم
انہیں کی لئی سلطت چوڑوی
رہو کی خفا تم جو ماہ تمام
فدا ہو کی تمپر گزر جاؤں گا

کہا ستن فی بر حال سیب
کہا پوچھی سی تمہیں کیا مراد
وہ بولی کہ دلیرا جا را نہیں
کہا زندگی ہی ہی حب تلک
کہا عشق سرکش کی کشتہ میں ہم
کہا چین اپنی ہی اگر موت آئی
تو بولی سب آپ تم سوچ لو
گرایا ویر ماہ پیکر ڈھال
مگر اسی آنکھیں قدم پر ملین
یہ بولا چوڑو نگا پیارنی قدم
انہیں کی لئی ملک چوڑوی
تو لیر ہی عمر کا اپنی جام
گلا کاٹ کر اپنا مرجسا ونگا

پر پیکر کیا خوب مٹی کو پیرا
 جلیقہ نسی پیر کیا ہی ستم
 سحر اسکی تسی کہیں اور یک
 مری دشمن جان جو ہی سین
 غرض جب سہو نسی و نصیحت ہوئی
 رہو نہیں خواہیں جو تین سب ہوا
 چیرا شتر و پیر لدا ہاتیا م
 لگی ہوئی سرو سہی جب سواز
 ہوئی جب سوار اوہین و مدد لقا
 لکھو نہیں سوار کا کیا جلتیا م
 ایسے عشق میں تھی پی ریڈا ہن
 جب اسکی سواری روایہ ہوئے
 کیا ماہ پیکر جو بن او کی یاس

کنا تیرا قیلا ہی پر ورا و کار
 کہ اب تم سہو نسی پھر نہیں ہم
 ہمار ہی لہی کیجئے تم نہ عیلا
 خدا جانی ویکلائی کیا کیمن
 تو اسوار ہو نیکی نویت ہوئی
 چلین ساتھ مغلیان فی و قار
 کہ اجازت تہا بے طر حکا تمام
 محاذ اک آیا جو ہبہ بکار
 بڑی عمر و ولایت کی آئی خدا
 کہ خود ہو رہا تھا خدا اقسام
 گر تیار نہ تھی او نہ ہر ستم
 تو وہ تیر غم کی نشان ہوئے
 تو اسکو نہایت ہی کیا و اس

نہ کیجو اطاعت سی تو اسخرافٹ
 یہاں سی سفر او کا ٹہرا ہی اب
 نہاں ہی ہی ہی عیان ہی وہ
 نہین عجب صدا ب کوچ مین زینہار
 یہ سنتی ہی خاطر کبیدہ ہوتے
 کہا اوسنی رور و کی یہ باپسی
 ہوئی ہوئی جو جو کہ محسب خطا
 رہی اپنی مجبہ کیا ن عطا
 کہا شاہ فی مین فدا مین نثار
 جوا جیانا ایجان ہو کہ قصور
 پرسی وہ اپنی جو مین مل چکی
 یہاں سی کہا بہر رب و و و
 وہ بولی کہ بیٹی یہ کہتی ہو کب

۲۲۳

نکرنا کہی حکم کی بر خلاف
 سد ہار و بس اب تم ہی قوط ہی رہا
 یہاں ہی ہی ہی مان ہی وہ
 گلی میری لک لو تو ہو تم سوار
 گلی ملکی وہ آبدیدہ ہویتے
 کہ اب مین جدا ہوتی ہون آپسی
 اوسی عفو کر دیجی بہر خدا
 زحر دان خطا و زبزرگان عطا
 خطا کوئی تیری نہین زینہار
 اوسی دلی شجائی سبکی حضور
 تو پیرمانسی جا لپٹی سر و یہ
 مجھی بخش و جو پلا یا ہی و و
 مراد و دی ہی اور مین ہی فدا

جی بیاہ دیتی بن حق کی قسم
مجازی خدا جانتی ہیں سبھی
مچی خانسی گو سو ہی عزیز
مگر ہاں یہی ایک تھی امید
اطاعت تھی قنہ نہیں زینہار
نہیں نیک بد کا ذرا بیان بھی
کبھی دیا ہوں تھی میں صاف صفا
یہ کہہ گیا اپنی دختر کی پاس
کہا پاریسی او سکوائی لاڈلی
ترا ماہ پیکر جو مختار سیب
اطاعت میں تو اسکی رہنا دمام
اطاعت تری کام آجائگی
اوٹھائگی لذت تو اس ساتھ میں

۲۲۲

اوس پر بھتی نہیں اپنا ہم
ہو اعدا حتی اویکی ہو سے
پر اپنی اسی تم سمجھو کسیر
نہیں دیکھا اسی سیاہ و سفید
رہی عشر و عشرت میں لیل و نہار
یہ کم سن بھی ہی اور نادان بھی
قصور اتنی کچھ ہو تو کیجو معاف
بظاہر خوشی اور باطن اوداں
نصیحت یہی ایک مجھو تری
وہ جو کچھ کری سب سزاوار ہی
کری ظلم ذہ بھی تو ہنسا دمام
مزا ایک دن تجھ کو دیکھ لائے گی
دل ماہ پیکر رہی ہاتھ میں

ماه پیکر از بادشاه یعنی پدز بهر و سی

برای رخصت نمودن دختر همراه خود

وطن خود و راضی شدن بادشاه بر و راع نمودن

آن دختر و رخصت شدن او از

هر یک

غرض و مبینی بومی جب بهر

کیا شاه سی و لکا مطلب غرض

جدا بویگانده اب آب سی

اگر میراناموس همراه بود

بواجب یہ معلوم اوس شاه کو

جهان چاهو لجا و ناموس کو

تو آئی اسی یاد ماور پدز

بیارت بی مان با یکی مجکو مرض

مگر بی اجازت طلب آب سی

سوا عزت ایشاه و یجاء بود

کها تگلو سوپا سی الله کو

آهین اسکی مالک نهو مختار بود

آوٹھایا محبت سی تو فی تو ہا تہہ
بہت تنگ ہوں اس دل تنگی
محبت کی زنجار بواب نہیں
یہ بات اونی تب سیتن سی کہی
تمہاری محبت رہیگی مدام
یہ عقد اپنا جس وجہ سی ہو گیا
وہ جب دلی موجد واپس ہوئی
لکرتا اگر عقد دشوار تھا
یہ کہنا نہیں مین کہ مجھو غیہ
مگر ہو چکی ہی یہ حرمت مری
ارادہ کر و تم جو ای شک باہ
بنت مفصل کہا جب یہ حال

۲۲۰

پہ ہی تیری الفت مری سر کی تہہ
اب اس کو پہوڑ ونگی مین تنگی
ارسی ماہ سپر وہ تو اب نہیں
حد کی قسم مین ہی ہوں وہ
ہی مین بدل ہوں تمہارا علم
وہ سب کہ چکا ہوں نہیں اسی دل با
ملاقات تھی میر ہوئے
قسم اسہ تھی قول و اقرار تھا
ہمیشہ تمہاری رہیگی کنیز
تمہاری ہی اب ہاتھ غزل
تو ہو جائی او کا بچو بی نباہ
ہو او در کچہ سیتن کا ملال

سوال نمودن شاہراۃ ماہ پیکر

طبیعت کا ہی جوش حدی ۲۱۹
 پڑی فاصلہ حال میں شمار
 لہذا مناسب ہوئی یہ صلاح
 واجب و قیقہ ہوئی عقد کی
 فقط اس لئی خوشدل اوکا ہوا
 جو تہی حسن میں پڑی پیمال
 ولہن جب نظر آئی سروہی
 ہوا عاشق اوں شتریکا وہ ما
 جب آگہ ہوئی عقد سی سیتن
 دل اوکا جو صدیسی گہرا گیا
 بڑی دیر بعد آئی جو ہوش میں
 کہا اب جوش آگہی حاصل نہیں
 بس اب ہم تہمین دیکھنی کی ہی

مگر طول پنی کی ہی کب یہ جا
 تو پیدا ہو مضمونین انتشار
 رقم امر شرعی ہو یعنی نکاح
 تو خوشدل بہت ماہ پیکر ہوئی
 کہ سروہی پر بہی قبضا ہوا
 یہ در پر وہ رکھتی تھی الفت کمال
 محبت زیادہ ہوئی اور بہی
 نئی وہ ولہن اور نئی اوں کی جا
 نہایت ہوئی اوں کو رنج و محن
 یہ روئی کہ آخر کو غش آگیا
 تو سر پایا دلیر کی آغوش میں
 یہ سرتیری انو کی قابل نہیں
 یہ اخلاص سروہی سی رسیہ

ایکی بہت ونسی تہی کد مجھی
رہ راست پر تم لگا دوسجھے
کہا ماہ پیکر فی صد مہربا
کیا خوب آگاہ جب شاہ کو
وہاں تہی جو جن لای ایمان سب
اماموں کی وقت ہوئی نام سی
غرض جس حق اونکو ستی ملی
یہاں تک تو حق پر وہ مائل ہوئی
ہو اوین حق پر جو سب کا قیام
وہ سامان شادی جو مقول ہو
اگر اونکی باجی مین ہو گفتگو
جو سا حق کا ہدیہ کیا کبھی خیال
بیاں اونکی شادی کی کرہ ہوم ہو

۲۱۸

کہ حاصل ہو دین محمد سچھے
تم آیتن ساری بتا دوسجھے
یہ گلہ ہی پڑھتی اسی اک ذرا
کیا پھر سلمان اوس ماہ کو
ہوئی صدق دلی سلمان سب
شرف ہوئی سب اسلام سی
کیا کفر اور حق پرستی ملی
جو ساحر تہی تب ہوئی سحری
ہیسا ہوا جشن شادی تمام
تو اس شونی کو بہت طول ہو
یقین ہی کہ اک جزو مین ختم ہو
رقم چار جزو دینم ہن یہ حال
تو یہ پانچ جزو دینم مرتوم ہو

تہین میں نہایت ہی تابوین ۲۱
یہ دختر جو ہی جانی بھی عزیز
کر لگی یہ تسی محبت کمال
بہار کہ رہی عیش و عشرت تہین
یہ سنتی ہی سر خم کیا شرم ہی
کہا آپ سیری ہی مختار میں
مگر آپسی یہ مری عرض ہے
یہ اسلام سی پہلی ممتاز ہو
جو دین محمد کبری اختیار
بہت اپنی نہیب میں سوئیں کڑا
کہا شاہ سی جب یہ اوس ماہ نے
ترا ماہ پیکر کہ ہر وہیاں ہے
مجھی آپ تہی دین حق کی تلاش

جو کچھ میں کہوں وہ کر دیتا
جو چاہو تو اسکو کر دتم کسیر
یہ لائگی یہ اطاعت کمال
ملگی کمال اسی راحت تہین
بس اک آہ کھچی دل گرم ہی
سخن آپکی سب سزاوار ہیں
کہ آگاہ کرنا بھی فرض ہے
تو پھر رسم شادی کی آغاز ہو
تو شادی کروں فخر سی
نہیں مہر بھی اس میں چون و چرا
تو اوس ماہ سی یہ کہا شاہ نے
او دیر تو میرا آپ میلان ہے
یہ پرواہو ای نگر آج فاش

ایسا ہنستہ ایو ہنستی کہنا باپ سے ہے
 سلامت یہ کہی آپکو وہاں چلا بن
 مگر چپہ گدڑنگی مریخ و زمین
 رہی سگی پنجو پہلو ہنستی و رشک دیا
 مگر سب کچھ باہر نہ تو مان ہی
 بہت آپ رہتی ہیں مچکو غریب
 بنو کھی تو ہی مچکو مریخ و زمین
 یہ ہنستی ہی لوستی ہوا شاد و شاد
 مریخ و شاد اوس و لا و لا و لا
 جب آتا تھل میں وہ رشک سر
 کیا چھت کی سلاطین کو مجاہد
 ادا کی اچھیلیم اوس ماہ ہنستی
 یہ پھر اوس و لا و لا و لا کہنا

۲۳۶

کہ شاہا کو عین ض کیا آپ سے
 کروین جو انکار یہ کیا جان
 کہ شہزادہ ہی ماریش سیمین
 مریخ کی کیا ماہ پیکر کو چاہ
 اطاعت میں دلی ہون اور چاہی
 مگر پکی دلی جو نہیں کسیر
 مریخ حتمین سب طرحی خوب ہی
 ہنستی یہ کہنی لگایا و شاد
 ویرا چا کی اب ماہ پیکر کو لا
 ہنستی شاد اہل محل و مریخ
 اوب قاصد وہ جو ملجوڑ تھا
 کیا پار سلطنت و مریخ
 موصوفت ثم شرح میں مریخ

ہوئی شاہ و مسرور و زوہ ماہوش
جواہر پہ کی شاہ فی جب نگاہ
کیا باپ فی خوب بیٹی کو پیار
کیا فتح کا شاہ فی اوستی ذکر
مگر فتح کا یہ جو سامان کیا
اوستی فی کیا ساری یو و نکو تنگ
ہوای دی فی فتح اس رزم کا
شرفت میں ہسی زیادہ وہی
سخی ہی جری ہی بہت چلیل
مری لنی مجکویہ دی ہی صلاح
بہت چاہیگا ماہ پیکر تجھے
یہ سنگڑ ہوئی شرمسی سرنگون
کہنا اوستی لنی کہنا کا حجاب

۲۱۵

طبق میں جواہر کیا پیش کش
کیا سب جواہر وہ قربان شاہ
و لونکی محبت ہوئی آشکار
کہا شکر ہی اب نہیں کوئی فکر
بڑا ماہ پیکر فی احسان کیا
اوستی فی جو کہ کی ہوئی فتح جنگ
بڑا عزم ہی اوستی و لو العزم کا
خدا کی قسم شاہزادہ وہ ہی
ملیگانہ ایسا شکیل و جمیل
کروں اس لاورسی تیرا کاج
پہر ایسا ملیگانہ شوہر تجھے
کہا دلی کیون لنی اب کیا کہوں
جو مطلب ہی کہہ دی ہی تو شہاب

ہوا حسن پیرستین کا و سنے

۲۱۲

کہ بیا رہی ہجر معنوق کے

وطن کی طرف کوچ اونکا ہوا

چلا شکر شاہ ڈنکا ہوا

دور یونہی اونکی ہمراہ اسیر

لدا اونٹو پیرا دسکا مال کشیر

داخل شدن بادشاہ قوم جات و شہر خود مع شاہراہ پیکر

و ملکہ ستمین ہزار ایش و عشرت و در خواست و شاہ جات مر

کلیا پاز و خبر ملکہ خود برای و بج از ماہ پیکر و بطاہر از خبر

راضی شدن او

سرطی و منزل منزل ہوا

غرض شہر میں شہادہ داخل ہوا

محل میں جو آیا ہنسی اور خوشی

گری آکی قدموںہ سردیہ

سنبھلتی میں اس عشق کی جوش سے
جو مورتی تو جلنا نہوتا نصیب
یہ جلنا تو مول اب لیا مینی آپ
اب اس وہ کایں کروں کیا علاج
یہ کہہ کر بہری دلی اک آہ سرور
کہا کیا کہوں تجھی میں ای نہیں
اگر سو فانی کا کرتی ہوں بیان
مگر جوش ہوتا ہی جو عشق کا
عجب بیخ میں دل گرفتار ہی
بہی تک تو رنج اوستی ہی بیمار
ہیگی نہ نہ ہمار کچھ ہی تمیز
محبت میں ہی چشم دل اپنی کور
غرض سنبھلتی کہ زرا اسی طیش میں

۲۱۳ اگر جان جاتی تو پاؤش سے
بزرگشتہ ہو یوں کیا نصیب
تم اپنی حق میں کیا مینی آپ
کہ خود کردہ رنجیت حاشا علاج
رخ سرخ او کا ہو انجمنی زرد
کہ جسطرح کی دل میں او ہستی ہی نہیں
تو کہتی ہوں مصلحت کو ہرگز نہ مان
تو کہتی ہوں اوس ماہ پر میں خدا
کہ دونوں طرح محکو دشواری
یہ معلوم ہوتا ہی انجام کار
کر لگا مجھی عشق او کی کنیز
وہ ہی ماہ پیکر تو میں ہوں چکور
یہ ہی طیش میں اور وہ طیش میں

بہت ایک عورت جو دسازبی
 بلائیں وہ لی لکی کہنی لگے
 نہایت ترو میں اس وقت ہوں
 یہ سنتی ہی تہ پڑی اوسکی اور
 کہوں اوسکی کیا بیو فائیکا حال
 ہوئی دورب اوسکی رنج مچوں
 پڑی اوسکی جو وقت اوسپر نظر
 اوسکی مکھ کر پھر نہ تھا ہوشمین
 ہو اسقدر اوسکی وصلت سی شاد
 کیا ہی مقام اوس جگہ ہفتہ نہر
 نہیں اوسکو پروا میری درد کے
 یہ جہد رجب کی اوسنی فخر حبنا
 وگرنہ یہ نہ ہار کرتی نہ کام

اک سب طرحی محرم راز ہی
 سبب روئیکا کچھ کہو تو ہی
 اجازت ہو تو جھنسی میں بچہ لوں
 کہا کیا کہوں ماہ پیکر کی جو
 نظر آیا وہ بیدرت کمال
 ملی اوس شنگار کو سیتمن
 تو لیکر بلائیں گرا پاؤں پر
 لیا شل دل اوسکو آغوشمین
 رہی اپنی اقرار مطلق نہ یاد
 کہ تا وصلی خوب ہو پہرہ در
 بہت بیو فادات ہی مرد کے
 یہ بھیجی تھی ایسا اوس بیوفا
 کہ ناحق ہی ناحق ہو اقل عام

یہ جاکایت کا تہا سلا
جو بچھو تو تہا یہی الفت کا جوش
کہا ماہ پیکر فی یہ کیا کسا
میری جان نا کام تیرا
کلام اسطر علی جو اس دم ہوئی
نہتائیں میں جو طاقت کا نام
ذرا قوت الی تو گہر کو چلین
رہا کوہ پر آکی وہ شاہ ہے
زبس کوہ پر تہی نہایت فضا
ایدہر کی طرف تہی یہ دل تنگی

۲۱۰

یہ ناحق کا مین کیا تہا کلا
محبت فی کہو دکہی مین یہی ہوش
محبت مین یہا ہی ہی سب بجا
مین ہی سب طرحی مین تقصیر وار
وہ نشان و سرور با ہم ہوئی
ارادہ کیا ہو گئی دن مقام
لئی ساتھ رشک قمر کو چلین
ہو اخیہ مین اور خکا وہ ہے
تو خود شاہ جہات کا دل لگا
حقیقت ذرا سنی اوس سمت کی

ماست نمودن سر و سہی و خسر شاہ جہات در فراق چو
و گریہ و زاری نمودن در بحر محبوب و معشوق دکہ ماہ پیکر

ہوا ہی گرفتار ویونیف
بناؤ جو ہوا سنین میں افصور
اگر ولسی اسین کرو منصف
جو انصاف کو دلیں دواپی جا
کر وور غم کو رہوشا و کام
تمہاری بلا کہائی اب بچ و طیش
ز بس عاقلہ تھی بہت ستم
کیا چار و ناچار صبر اختیار
محبت جو دل گدگدانی لگی
حیانی جو دلکاویا چھوڑتا ہے
پٹ کر گلی روی وہ زار زار
جو آئی تھی دلیں کدورت گئی
کیا ماہ پکیر سی ہنکر خطاب

۲۰۹

کہ اب ہو گا مقول و فنا
نوا اسکی تبار و ہی کیا قصور
تو محسن تہا زدی ہی سروہی
تو او سکا ہی ہی شکر کرنا روا
کہ فرقت کی دن ہو گئی سب تمام
کر وچین سی تم اب آرام و عیش
کیا ولسی موقوف رنج و محن
بجائی اگر کہنی حیر اختیار
وہین ستم مسکرانی لگے
تو ڈالی وین او سکی کرو نہیں ناہم
کیا ماہ پیکر کو خوب اوسنی پیار
وہی سچا تھی جتنی شکایت گئی
جو ہو میری نصیر خوش شتاب

عجب بیچ پر کر ہوئی مخلصی
 نئی طرح تیرا ہوا ہی وصال
 فلک فی یہ کہو یا ہی کیا فراق
 وصال ای طرح کا گوارا نہیں
 یہ کہ کر جو روئی و ماہ کمال
 خدا فی ہمیں دی ہی فہم و خرد
 ہمیں اپنی دلین کر واسکو غور
 ارادہ نہ کرتی جو سر و سہی
 جو کہتا ہوں اُفت ہی اسی خدا
 ہمیں ہی مینی کیا اجشاب
 کہا ہو اگر و صلتِ سیمن
 غرض جیکہ اوسکا نوشتہ لیا
 ہوا جنگ کا دشت میں اگر غریو

۲۰۸

کہ بدتر ہی اب مرگ سی زندگی
 کہ حاصل ہوا رنج جستی کمال
 کہ پیدا ہوا مرگ کا اشتیاق
 وہ دل اب ہمارا تمہارا نہیں
 کہا ماہ پیکر فی اینخوش جمال
 بھجتی ہو دنیا کی تم نیک و بد
 سو اسکی ملنی کا ہتھاکون طور
 ملاقات کی شکل تھی کونسی
 سوال اوسنی جدم کیا وصل کا
 تمہاری محبت کی کہولی کتاب
 تو کٹ جائیں تیری ہی رنج و محن
 تو پہر و بکہہ لو اوسنی ایسا یک
 کئی چار و نہیں کئی لاکھ دیو

توقع بھی تھی کہ ایسا تو
 مگر کچھ بھی تجسی شکو انہیں
 تجھی عشق سی بھی نہ آیا حجاب
 رتی پیچی میرا تو یہ حال ہو
 سنی شکایت کی جسم سخن
 یہ سنی کی لائق حکایت نہیں
 تمہاری اگر فکر مجھ کو نہ سیتے
 لڑائی ہوئی ہو گیا قتل عام
 اوسے اپنی گو دیمین ٹھلا لیا
 حقیقت جو کہ رتی تھی آغاری
 سنا اوسنی سروہی کا جو حال
 نہایت ہی اوسکا اوسی غم ہوا
 کہا آہ بہر کر تم ہو گیا

۲۰۴ بھی قیدِ غم سی چڑا ایسا تو
 بری وقت کوئی کیسا نہیں
 کیا تو فی نامِ محبت خراب
 خبر تو نہ لی فارغ البال ہو
 کہا ماہِ سیکر فی ای سہن
 بجایہ تمہاری شکایت نہیں
 تو کیونکر ہوئی صورتِ مخلصی
 تو پہنچا یہاں تک تمہارا غلام
 ہر انا خدا او سکی سر پر کی
 بیان کی سب سے ماز سی
 کہ باعث ہوئی ہی وہ بد کمال
 دلِ غمزدہ اور برہم ہو
 سوا اور ورو والہ ہو گیا

۲۰۹
وہ دستِ خنای کہ پڑھتی درو

جو باز و گلائی میں تہی بیکال

ہوید ابد کی ہر اک اوسکی رگ

بدن پر یہ گر و کہ ورت ہوتی

غرض کیا کہونین ہوا کیا غضب

نقاہت جو حدی سوا تہی کہین

خوشیکا جو و ہچکے یکا یک ہما

بڑی ویرین اوسکو آیا جو ہوش

کہا جو ذکر ماہ پیکر فی ہاتھ

ہائین میں لیا ہون ای شکر

یہ نہک ہوا جو محبت کا جوش

کہا کہنچک اپنی سینی سی آہ

ہی قید میں مینی کہہ استدر

ہم اوسکو ملکہ کیا تہا کہو و

وہ بین تار سطریری اوسکا حال

عیان استخوان پست سی سب الگ

کہ ووصاف مٹی کی مورت ہوتے

ہوا انکھ سی انکھ ملنا غضب

اوسی دیکھ کر غش ہوئی نا زین

اوسی غش میں خون ل اوسکا ہما

ہوئی مثل تصویر گویا خاموش

کہو بات بہر خدا میری ساتھ

برانی خدا بخش میرا قصور

زیادہ ہوا اوسکی وقت کا جوش

عشہ میں ہوئی تیری چھی تبا

خونکے تیر تونی اوبی خبہ

مجت میں نام اپنا میں کر چلی
بہی آخر اک روز مرنا تو ہوتا
مگر کیا بڑی وقت مرقی ہو نہیں
کہ غیر از خدا کو ہی سہی نہیں
یہ اتنا ان اوہ دم نکلتا میرا
پہر ایک آہ کی اور دہی یہ خدا
کہوں کسی غیر از خدا اپنا حال
کروں کیا رہا ہی میں کیا زور
بہی پہنچی کن طرح میری خبر
ول سین اس جفا میں پہنسا
نہیں سین کی اب الفت بھی
کوئی ساتھ مرقی کی مرنا نہیں
بہلایا ہی مجھ کو میری جان

۴۴
بڑی عشق میں سین مر چلی
ضرور اس سہی گدزنا تو ہوتا
سفر کی ساعت میں کرتی نہیں
وہ عاشق مرا ماہ پیکر نہیں
اوسے فیکہ کر دم نکلتا میرا
کہ ای ماہ پیکر مری نہ لقا
تصدق ہوئی جلد محکون کال
یہ شیدا تری زندہ و در گور ہی
ملی محکو کطرح تیری خبر
خدا جانی تو کس بلا میں پہنسا
نہیں تک تھی سچ ہی محبت بھی
جدا ہوئی پہر یا و کرتا نہیں
جہان جو دہان خوش ہو میری جان

رہا برسوں مجھ ب وکشی فصل
 کئی پین بڑی دکھ سی ایانہ بھر
 روانہ ہوا ماہ پیکر او دھر
 فلک کہتی تھا اس قدر وہ رفیع
 عیان او سین ہی ایک بارہ در
 وہ بارہ در سین جو داخل ہوا
 تحسین پنی لگا ہر طرف
 چھٹی پین جب ماہ کامل گیا
 کلان ایک صندوق آیا نظر
 لگا تھا جو اک قفل او سین گران
 گیا جیکہ صندوق کی وہ تریب
 کہ آتی ہی صندوق سی اک صدا
 یہ اک خستہ کی او سین آواز ہی

۲۰۳ کہین مدتوں بعد ہوا بتو وصل
 ہوا روز وصل اور گنی شام بھر
 پہر دن چڑھی وہ گیا کوہ پر
 بہت با فضا اور نہایت وسیع
 کہ ہی شیشہ آلاسی وہ بہرے
 اوی مڑوہ وصل حاصل ہوا
 خیال اسکو صندوق کا ہر طرف
 وہین و لگا ہی مدعا لگیا
 جوہین اسکو دیکھا تو رٹ پیا جگر
 نہ کنجی کا نام اور نہ او سجا نشان
 نظر سانچہ ایک آیا عجیب
 صدا میں مگر ضعف لانا تھا
 دل ایک محبت کا دوسا نہ ہی

غرض کہ ہر شے کا شکر چلا ۲۰۲ چہرانی اوسی ماہ پیکر چلا

یافتن ماہ پیکر صندوق متعل و صحیحی بارہ وری و کشون

قل برب و م کردن اسم اعظم و بیرون آمدن نیکه ستم

ازان صندوق بحال حال ربون و پنجم آغوش

گر ویدن عاشق و معشوق و گریه و زاری

نمودن و دوران بارہ وری تا یک سفتہ ماندن

می وصل ساقی پا دی مجھی کہ یہ نشہ لطیف اور مزای مجھی

لہو او نکی اہلو نسی بہنی لگا
مری کوہ پر جا کی کچھی نگاہ
وہا نسی اوسی اب نکلوائی
اوسی دیکھ لو نہیں یہی پر اک نگاہ
پھوڑو گی تم جان مضطرب
جسے قتل کرتی ہیں دستوری
وہ پیچا رہ جو کہ کرتا ہی ض
سو میرا یہ تم مدعا و سب مجھے
ہو لٹا ہ کا اوزا و سپر عتاب
کہ ظالم تجھی شرم آئی نہیں
یہ کہل کر مخاطب ہوئی سوی فوج
وہا حکم سلطان فی ایکبار
غنی سب کو اک آن میں کر دیا

۲۰۱ یہ دیو سفید اوسی کہنی لگا
ہی صند و قین سین شکبہ
مجھی آخری شکل دیکھلائی
کہا نہیں کہاں سین شکبہ
روان ہو گا گردنہ خنجر مرے
یہ کہتی ہیں کیا تجھ کو منظور ہے
بجالاتہ ہیں جانکر اوسکو فرض
کہ اب سین کو دیکھا و مجھی
خفا ہو کی اوسکو دیا یہ جواب
تری سچائی یہ جاتی نہیں
کہ تا عازینو نکی لئی ہوئی اوج
کہ سب عازینو پر کر و زرشار
جو اہری و امان کو بہر دیا

لی اسمی تیغ کو ایسی آب
نیشیرا و کی باعث سی کیو رہی
لڑائی ہی ماہ پیکہ کی ماہ
بجا اسطرف کو۔ دہل فتح کا
ہوا جانی اپنی جب نامید
خبردارون فی ساتھ ہی دی خبر
ہوا بس دیو کو یہ حکم شاہ
دہین جاکی دیوون فی پکڑاوی
بہت اوس سنگار کو تھا غور
جب اوس دیو پر شاہ فی کی نظر
نہ کچھ خوف آیا تھی اسی شیر
دی تو فی کس کو بچ مخن
یہاں ماہ پیکہ ہی اب بقیہ

۲۰۰ کہ طوفان کو کہو یا اوسنی شتاب
نار و رہی اور نہ بچو رہی
سراک چو تھاتھا دلاور کی ہاتھ
او دہر سنیہ زن دیو کا فر ہوا
چپا مارین جاکی دیو سنیہ
چپا ہی فلا فی جگہ خیر ہر
پکڑ لاؤا و اسکو بجال تباہ
سلاسل میں مضبوط جکڑا اوسی
برمی حالی آیا پیش حضور
کہا تھیہ لعنت ہی اسی خیر ہر
کہا شاہراو کو تو فی اسیر
پر اب یہ تباہی کہاں سین
وہاں باپان جان بلب بقیہ

لہو او سکی اکھو نسی بہنی لگا
مری کوہ پر جا کی کچھی نگاہ
وہا نسی اوسی اب نکلو ائی
اوسی دیکھ لو نہیں بہی اک نگاہ
چھوڑو گی تم جان مضطرب
جسی قتل کرتی ہیں دستوری
وہ بیچارہ جو کہ کرتا ہی خوش
سو میرا یہ تم مدعا دویجھے
ہوا شاہ کا اور اوپر عتاب
کہ ظالم تجھی شرم آئی نہیں
یہ کہہ کر مخاطب ہوئی سوی فوج
دیا حکم سلطان فی ایکبار
غنی سب کو اک آن میں کر دیا

۲۰۱ یہ دیو سفید اوستی کہنی لگا
ہی صند و قہین سیتن رشک ماہ
مجھی آخری شکل دیکھلائی
کہا نہیں کہاں سیتن رشک ماہ
روان ہو گا گر و نہ خنجر مرے
یہ کہتی ہیں کیا تھکے منطو رہی
بجالاتھیں جانکر اوسکو فرض
کہ اب سیتن کو دیکھا دوجھی
خفا ہو کی اوسکو دیا یہ جواب
تری بھجائی یہ جاتی نہیں
کہ تا عازینو نکلی لئی ہوئی ارج
کہ سب عازینو پیر کر و زرشار
جو اہری و امان کو بہر دیا

ملی اسمی تیخ کو ایسی آب
نہ شیر او کی باعث سی کیو رہی
لڑائی ہی مادہ پیکہ کی مائتہ
بجا اسطر فکو۔ دہل فتح کا
ہو اجا نسی اپنی جب مائتہ
خبردار ون فی مائتہ ہی دی خبر
ہو امیں دیو کو یہ حکم شاہ
دہین جاکی دیو ون فی پکڑا اسی
بہت اوس سنگار کو تھا غرور
جب اوس دیو پر شاہ فی کی نظر
نہ کچھ خوف آیا تھی اسی شیر
دئی تو فی کس کو بچ مخم
یہاں مہ پیکہ ہی اب بقیہ

۲۰۰ کہ طوفان کو کہو یا اوسنی شتاب
نہ از ور رہی اور نہ بچو رہی
سراک چو مائتہ ولاور کی مائتہ
او دہر سنیہ زن دیو کا فر ہوا
چہا مارین جاکی دیو سنیہ
چہا ہی فلانی جگہ خیر ہر
پکڑ لاؤ اوس کو بجال تباہ
سلاسل میں مضبوط جکڑا اوس
برہی حالی آیا پیش حضور
کہا تھیہ لعنت ہی اسی خیر ہر
کیا شانہرا دیو کو تو فی اسیر
پر اب یہ تباہی کہاں سین
وہاں پان جان بلب بقیہ

پس پشتِ جسدِ مہ لیا منہ کو پھیر
 اسی طرح جس سمت منہ پھر گیا
 دیکھائی جو وہی تھیں بلا عجیب
 بلا تون فی کہیرا جو مید انہیں
 بہت سی ہوئی اثر و ہونسی ہلاک
 جد ہر ماہ پیکر دیکھاتا تھا نگ
 مگر رہتی تھی نو طرف کی بلا
 یہ بیان آگیا اوسکو اوس دم مگر
 وہ جب کر چکا تیغ پر اسم دم
 پہری گرداوس کی شدت سی وہ
 یہ چکڑ میں تھا ناترہ نور کا
 پڑی روشنی سپہ تلوار کی
 صدا فوج کی وی رہی تھی نقیب

۱۹۹

ہزاروں دیکھائی تھی اوسکو شیر
 نظر آتی اوسکو تھی اک بلا
 وہ دیکھتا ہو گئیں سب قریب
 تو ڈوبی بہت دیو طوفانین
 بہت کو کیا عقربون فی بھی خاک
 بلا ہوئی تھی اوس طرفی الگ
 اسی ماہ پیکر پہلا کرتا یک
 کہ وہ اسم اعظم پڑتا تیغ پر
 تو چمکائی وہ برق کر کی علم
 شاہ تھی ہالیکی صورت سی وہ
 نظر آتا تھا دائرہ نور کا
 تو وہ جل گیا اوس پہ بجلی گری
 کہ نصر من القدوس فتح قریب

سند حال اون بکی سامان کا	کسی نی کیا سحر طوفان کا
پڑھت اک طرعلی ہر اک پڑھتا تھا	توپا نی بیابان میں بڑھتا تھا
بنا ایک غول اونہیں سی شکل شیر	گہری بج میں شیر ونگی وہ دیر
کسی نی کیا اثر دھونکا برن	ویکھانی لگی اپنا اپنا وہ فن
ہزار اونہیں سی دیو عقرب ہے	وہ بڑا پیکڑی اقرب ہے
جو عقرب کی اندر قمر آگیا	تو خود ماہ پیکر بھی گہرا گیا
قمر جو عقرب میں اسی ہم نشین	تو ہرگز لڑائی مبارک نہیں
غرض اس طرفی وہ شکر گہرا	عجب رنج میں ماہ پیکر گہرا
گہرا تھا جو اک سمت کو بادشاہ	لگا کھینچی اپنی سینی سی آہ
زمین ایکبار سی وہ تہرا گئی	قیامت سی ٹٹٹ میں آگئی
اوٹھا ایک جانب سی طوفان سا	سمندر سی بھی لاکھ حصی سوا
نگہ دہنی جانب جو کی ناگہان	نظر آئی اثر درکشادہ وہاں
گئی بائیں سمت او کی جدم تھا	تو عقرب نظر آئی لاکھوں سیا

یہ کہنی لگا اونی دیو سیف ۱۹۴
تم اب کوئی تدبیر ایسی کرو
وہ جا دوین تہی ہر کسی سوا
غرض دست بستہ یہ کی سنی عرض
تو اب فتح کی دلیں رکھنا ایسے
یہ جب کہ چکی اوستی وہ نابکار
ہوئی گروہ شکر شاہ کی
خبر دارون فی شاہ کو دی خبر
ہو اما ہیکہ یہ جب آشکار
کیا غم رزم اوس لاور فی ہی
کہا ہر جہی رہو باحواس
بیان اسطر فکا کیا مینی حال
گئی تہی جو دوسل وہ دس طرف

ہوئی فتح کی قطع مجھ کو مہید
فتا شاہ اور شاہ کی فوج ہو
ہر اک سحر میں سا مریمی سوا
کہ ہی حق نمک کا او اگر نا خوش
نہ نہ ہار نہ ہار نہ ہونا ایسے
چلی دس طرف پودس دس ہزار
جو تہا چاند لشکر تو ہالہ وہ تہی
کہ گرنیکو شکر یہ ہین بد گہر
کہا اپنا حامی ہی پروردگار
جمائی پری باہ پیکر فی ہی
لڑائی میں ہر گز نگرنا ہراس
او دہر کاسو رنگ کر کی خیال
ہر اک غول فی باند ہی یکبار صف

نہ تھی جنبش اپنی جگہ سی نور
 ہر پڑا پانچ سو بار جب اسم حق
 پڑا ہتھا جو اون ساحر و نکاح کھڑا
 پڑا بڑہ کی بسم اللہ کی و شیر
 کیا نک انگوٹھی کا جب روبرو
 لگا ہوتی کم لگ کا سب وہ زور
 یہ آتی تھی شعلوں سی پیہم صدا
 گہری ہیر میں شعلی ہوئی رب طرف
 جلی دیو ذہب کی بے شمع مان
 کہا شہنی بی اختیار آفرین
 عجب قدرت حق ہویدا ہوئی
 کھڑا ہتھا جو اک سمت دیو سفید
 قرب کی جو دیو تھی دس ہزار

۱۹۶

تھی گویا کہ جگر تھی ہی دست پا
 تو جادو گر و نکاح ہوارنگ فق
 تو لرزہ سیونکی بد نہیں پڑا
 ہوا اسم اعظم کی باعث دلیر
 تو شعلی و وہیلنی لگی چار سو
 عجب طرح کا تھا بلند او کا شور
 جلایا جلایا ستم کر دیا
 تڑپنی لگی لاش ہر ہر طرف
 جہلس کر سہ ہو گئیں ہڈیاں
 جو اندر و تجکو ہزار آفرین
 کہ اب فتح کی شکل پیدا ہوئی
 وہ جینی سی اپنی ہوانا سید
 ہر اک سحر میں چیدہ روزگار

نظر آیا اسم اوس پہ معبود کا ۱۵۵
وہ اکثری تھی جو داؤد کی
یہ لکھا تھا اک سمت اسی بی خبر
یہ گھیری ہوئی ہی جو سب کو ملا
کیا سجدہ شکر پروردگار
بس اب فکر اسکی نہ کچھ کچھنی
پہر اوسنی یہ جاو کر ونسی کہا
مین لیتا ہوں اب نام پروردگار
ہی سبکی سب جب یہ اوسنی کہا
ہو اسم اعظم یہ پڑھتی مین صرف
جو تھا اک کا سامنی قلہ سا
نہ بڑھتی تھی اگی کو اوسمین ہی آگ
جو تھی دیو وہ بھی پریشان تھی

لکھا ہی کہ تھا اسم اعظم کہدا
بلا رو وہ ہر وقت مین کرتی تھی
وہ اسم اعظم یہ کر تو نظر
انگوٹھی سی لی کام رو دیو ملا
کہا شاہ سی اوسنی اسی نامدار
یہ کار و غامجی اب لیجھتی
سرک جاؤ اک سمت کو تم ذرا
کر کی ابھی سب کی سب یہ قرار
کہا دیکھین تو اتنی ہوتا ہی کیا
موثر تھا اوس اسم کا حرف حق
جہان تھا اوسنی جا یہ وہ جم گیا
نہ اوس آگ مین سی نکلی تھی ناگ
کہ سکتی مین تھی اور حیران تھی

جو دم چوڑا تھا وہ سوئی ہوا
 پہر اوس شعلی سی پہی بستی تھی آگ
 جسی چھو لیا بس زمین وہ رہا
 غرض پانی ہو کر پہی ساری دیو
 بہت تھوڑی سی دیو جب رہ گئی
 کیا ماہ پیکر سی تب یہ کلام
 یہ دو چار سو دیو جب مر چکی
 تراہی نہ مقصود پورا ہوا
 گئی جان میری پہی ای بیٹن
 کہا شہنی جب یہ سخن بار بار
 ز غم کہانی یہ کہا شاہ سی
 الہی دما میری سن لی شہناہ
 جو بہن پاتہ اوٹھا کر دعاؤں کے

۱۴۴

کلکتا ہٹا منہ سی یہ شعلہ تھا
 کلکتی تھی اوس آگ سی کالی ناک
 جسی کاٹا پانی کی صورت بہا
 عجب سحری یونی ماری دیو
 تو آفسو پہی چہری پر شاہ کی
 کہ تیری لٹی یہ ہوا قتل عام
 تو پہر ہم پہی جاوینگے افاق سی
 مری موت کا اب ظہور ہوا
 نہ تجھسی پہی اگر ملی سیتن
 ہوا ماہ پیکر بہت بیت رار
 دعا پھر یہ کی رو کی الدیہ
 کہ اس شاہ کو جلد تو فقیاب
 انگوٹھی کی نگ پر نگہ جا پڑی

ہوئی گالی بادل فلک پر نمود ۱۹۳
گر چنی لگا ابروہ رعد وار
سہون پس آنی لکین بلیان
یہ چادو گرو نکو ہوا حکم شاہ
انہون نی جو کچہ پڑہ کی ہون کاوا
برستی لگا پھروہ اس زوری
تڑپ بھلیونکی وہ زائل ہوئی
غرض چار و تنک ہی ایسی جنگ
ہوا چوتھی دن سحر عجب آشکار
کلا نیکا او سکی کروں کیا بیان
لگا دم کشتی کرنی وہ اثر و تا
او و ہر سی جو فارغ ہوا وہ در
وہین مہمہ سی شعلی نکلنی لگی

پریشان ہوئی طرف شل و سوار
چکنی لکین بلیان بھی ہزار
بد نکو جلا فی لکین بلیان
کچہ ایسا کرو سحر سی ہون شاہ
ہوا ابر تر ایک فوراً غیاں
کہ کر صاحب گوش تہی سوری
وہ چادو کی تاثیر باطل ہوئی
کہ کو سون تک نہت ہمارے رخ
کہ پیدا ہوا اثر و تا ایک بار
بھر سر نہتی کو سون تک دم غیاں
تو دیو و نکو دم میں چکنی لگا
تو مہمہ کہو لکریخی کا رخ کیا
سرای دی خیمی کی چلنی لگی

تراک سنگ جو سیکڑون نکا تھا
 یہ آسین دیوون نی کی گفتگو
 چلو اب زمین سی ہوا پر چلو
 اڑ افوج سلطانسی پہنی ایک غول
 اوڑھی چوڑ کر دشت کی جب زمین
 ہوئی غٹ پٹ اور وار چلنی لگی
 ہوا کشت و خون یہ بروئی ہوا
 گیا ما دیکھ ہی حیرت میں گہرا
 کرائیکا سامان پیہم رہا
 وہاں کشتو نبی شتی پٹ پٹ گئی
 یہ دیکھا جو ہین دیوونی ماجرا
 کہ ظاہر کوئی سحر تم اب کرو
 لگی سحر کرنی وہ سحر تمام

۱۹۲

نیکر ۱۰ بجی اور نہ نکا بچا
 ہی جاتی ہی لڑکی آرزو
 بین جنگ کر نیا اوڑ کر چلو
 ارادہ کہ سر لیچی اونکی مول
 نظر کی طرح دم میں پہنچی وہین
 بہم اونمین تہیار چلنی لگی
 کہ کرنی لگی دشت میں دست و پا
 کہی و ہڑ گری دیوونکی کا ہر
 کوئی دو گہری تکت عالم ٹا
 ہوا پر بہم لڑکی سب کٹ گئی
 وہین ساحر و نکو اشار ایک
 وہ ہون قتل کچھ ایسا کرتے کہ
 کہ تافوج سب شاہ کی آئی کام

بہم کرتی تھی آتش افشانیان ۱۴
 بند ہی چیت تھی کہا روٹکی لنگوٹ
 بیان اونکی شکون کا کیا کچھی
 غرض جب ہوئی دیوار آہستا
 ہوئی ساعت جنگ جدم قرین
 کیا جلد صندوق میں او سکوبند
 ہوا اوٹکی اوپر وہ کافر سوار
 ورازی لکھی ہی زروئی سند
 وہ آیا جور نہیں پتی کارزار
 مقابل ہوئی فوجی آکی فوج
 کہا اونکی سردار فی بدیزگ
 اڑ ایک ایک اگول اونہیں کا
 عجب فتنی کی سب فی آغا جنگ

مزین تھیں قشوقسی پشانیان
 بہونکی و لونکو لڑائی کی چوٹ
 تصور چوہ کچھی ڈرا کیجئے
 تو گنتی میں دلا کہہ سی تھی سوا
 کیا سیتن پاس دیو لعین
 طلب پر کیا اونسی اپنا عمد
 ہو جس طرح برج سفید آشکار
 فقط تین سو ساٹھ گز کا تھا قد
 تو تھی دیو لاکھون چین سیا
 ملی ج طرح موجی آکی موج
 کرو طور پر اپنی اب انسی جنگ
 ہو پر جو پہنچی تو لشکر ٹکا
 برسی لکی لشکر شہ پر سنگ

و فتح شدن

اب ایسانی اوس می تو بام هر
 هر که انکه هوا و سکی نشه سی لال
 حاجب و دشگر نیابان مین
 هوا حکم سلطان فرخنده سخت
 هوا پر او ز استخت و دشاه کا
 که ناگاه صحرا و و پیدا هوا
 و بین پهنای و اشونکو حکم شاه
 یجب حکم سلطان و انا هوا
 و بان اثر او شاه عالی مقام
 خبر او سکو بهی هو گشی بید رنگ
 مسلح و ده نو که هوا چیکه چست
 لگا که جو جری و ده فارغ هوئی

شاه جتات ۱۴۰

نظر مین لهوسی جو بو سرخ تر
 بخوبی کردن سیر و شت قتال
 تو تهی دیو پی دیو نیدان مین
 که بان اب و ان جلد هوا پناخت
 و و ب شکر اوس سخت کی کر و هوا
 و ده که و اوس جگه سی هویدا هوا
 که یه دشت هی قابل خمیه گاه
 تو او ش و شت مین خمیه بر پا هوا
 جو تهی فوج و ده که و اتری تمام
 و بین متعدد و هوا بهر جنگ
 هوئی دیو بهی ساهته کی بست
 تو یکی دیو بهی سیند و ریکه

چنانکه دست نهاد بین تیر و دار و دهان
بوی منی نهفت حیرت یہ تصویر واد

کیا ساسنی شد کی دور شک و
کجا بود نازن شاد و ناز و باد

نهنگ بنگ سی اماند ز بنگارین
کلاب مبارک پنچوز و نکارین

یہ بات اوستی تب بنگالی شد فی کبی
لڑی بین کہین یوسی آدمی

یہ بول اگر میں پند کا نہ ساتھ
ملو کا رام اپنی حسرتی ہاتھ

نہ بزم جویری و ملن ہو نیکا
تو بزم ہر اک طعنہ زن ہو نیکا

اسو اسکی جرات نہیں چاہتی
حیث مروت نہیں چاہتی

ربانیر یہ تب آیا سلطان کیے
مریجان تم ساتھ ہو جان کیے

خبر رسیدن بدیوسف کہ بادشاہ

برای جنگ بنگلان میدان آدہ است و

مسلح و مکمل شدن آن مع و گردیوان را چنگیدن

بلند اسکا لڑنیم پیا ریہ ہے
 پدر گایہ عالم گوارا یکا
 بہتھی ہی ونا چاہتی ہی ضرور
 ہوئی ماہ پیکر کو شرمندے کے
 اطاعت تری مجھ کو منظور ہی
 مری واسطی تو اوٹھائی جنا
 مری واسطی تو سہی رنج و غم
 مگرین یہ کہتا ہوں ای ولربا
 نہ آنج آنی و نہ گاہی زینہار
 جو دیکھی کڑی انگہ سی و سرف
 جو بیہون کج کری کوئی اہل تم
 نہ غم کہا و تم اور نہ رقت کرو
 یہ کہلکہ کہرا ہو گیا بی درنج

۱۸۸ پدر کا مری سہ پہ ساری ہی
 نہ تیرا مگر غم گوارا یکا
 کہ اس غم کی بولی بھی ہو سہ
 کہا تو ہوئی باعث زندگی
 محبت تری مجھ کو منظور ہی
 پیر اسکا عوض کیا ہی غیر از وفا
 تو میں جو اطاعت کروں ہی و کم
 کہ اپنی پدر کا ذرا غم نہ کہا
 تری باپ پر میں رہوں گناہ
 کروں تیر کا او سکو فوراً ہر
 تو او سکا کروں تنغی سر قلم
 بھی جلد خوش ہو کی رخصت کرو
 جین میں شکن ہاتھ میں او کی تیغ

جو تو کہ کریگا تو کیسا پانگا ۸۰
نہیں ہی مچی شاہ کا کچھ برس
وہ بولانہ کچھ بہی چلی گی تری
پکارا یہ جھپلا کی دیو سفید
کب وں شاہ سی سری ٹا ہوئیں
یہ چلایا دیو و نکو وہ تنہ خو
بڑی اوسط چار دیو سیاہ
گرایا گوئیں میں بصد مکر و کید
پر زیا وہی ایک ساتھ آیا تھا
کہا اوشی جا کر یہ شہ کی حصو
وہ دیو آچکا جو فرستادہ تھا
نہیں خوف کا اوشکی دلیں تمام
بغیر از سہ اما تہا ہی وہ کب

ابھی دیکھ لینا سدا پانگا
ابھی بیٹا ہوں اپنی معشوقہ پہ
پکڑ لیچلو نگا بچی میں ابھی
نہ کہہ میری لچلنی کی تو اسید
بچی خود گرفتار کرتا ہو نہیں
پکڑ کر کوئیں میں اسی ڈال دو
اوسی باغ میں لائی بالائی چاہ
ہوا چاہ تار یک میں دیو قید
اوڑا تا وہ خاک اسطرفی اوڑا
کروں عرض جو عفو ہو یہ قصہ
اوسی قید اوس یونی کر لیا
وہ آما وہ خگ ہی لا کلام
سخن سخت کرتا ہی وہ بی ادب

وہ بولا اوس انسان کو جلد لا
یہ چھٹی ہی جلد آئی سر و ہسی
کیا باہر پیکر فی جبک کہ سلام
کہا حال تو ہو چکا ہی عیان
معرض اوسکی جہ کہ تہی ابتدا
کہنا آپ کی موتی پیدا دی
یہ شئی ہی غیظ آیا اوسکو کمال
یہ اک دیو سی تپ اشار کیا
یہ ارشاد نکڑا وڑابی ہراس
کہنا مجھکو بھیجی سلطان نے
وہ سلطان نے کوہی اوسکی وا
بہشتی جو دیو کا حاکم وہ تھا
تو اس حکم پر طیش اوسی آگیا

۱۸۴

کہ اوسکی بھی نہ سی سنو نہیں
وہین ماؤ پیکر کو وہ لی گئی
ہوا مہربان شاہ عالی مقام
مگر اپنی نہ سی کہ و تم بیان
وہ قصہ کہا اوسنی تا انتہا
بس اب آپ بھی یہ فریاد ہی
کہتری ہو گئی جسم کی ساری بال
کہ جا کر مری سامنی اوسکو لا
کیا تھوڑی سی مین سن دیو پاس
رشی کی ہی نالش اک انسان نے
کیا ہی سیو اسلی شہ فی یاد
زبردست تھا جو وہی حدی سوا
کہا جا ابھی میں نہیں آئی کا

رقم حسب الخواہ جب کر دیا
 غرض جمع جب اسکی خاطر ہو
 او ا پہلی توجہ کی تسلیم کے
 زبس اسکی چہرہ کو دیکھا او وہاں
 کہا ہی تری رخصی ظاہر تعب
 لگی مازی کہنی وہ مازنین
 بجد جب نہایت ہو ابا و شاہ
 اگر آپسی او کا ہو انصرام
 اک انسان آیا ہی اب و او کو
 وہ آیا یہاں چوڑ کر جو وطن
 ہی محبوب اس شخص کی سمیت
 کیا دیو نی جب ہی او کو اسیر
 رہائی کی ہی آپ ہی ہی ہے

۱۸۲

تو سر و ہی فی وہ کا غذا لیا
 تو وہ باپ پاس اپنی حاضر ہوئے
 وہ پیر سامنی چپ کھڑی ہو گئے
 بلا کر بٹھایا اسی اپنی پاس
 مریمان بتلا کہیہ اسکا سبب
 سبب کیا کہوں کچھ نہیں کہہ سکتا
 پدرسی یہ کہنی لگی تب وہ ہوا
 تو وریش ہی خیر کا ایک کام
 پہنچتی ذرا آپ نہ دیا کو
 علی بن بڑی اسکو رنج و محزن
 اوسی لایا سی دیو باکر و فن
 وہ شہزادہ اس و زنی ہی فقیر
 زبردست و ظالم ہی دیو سید

ہو آنا و گر دون دون جو رہے
مخت کا دلین لہو را ہوا
کہان و ام الفت سی اجا ہنگی
کنا لوگی رنج و من سی تیجے
نحال او سکو تو ہی جو کبھی تھے
کہ ہوگی بھی ہی مخت ترے
ترا پیار ہو کا سوا اور ہے
مگر جب نوشتی کی تدبیر ہو
یہ تقریر سر و ہی نی جو کے
تہا را جو دل امین سرور ہے
جو منظور ہی مجھ ہی لکھو آئیے
کی شاد دل اوس کل اندام ہے
اٹھا کر قلم تب بلا پیش و کم

۱۸۲

مردون تھیں میں تو مری اوپر
یہ لکھنا نصیبی بکا پورا ہوا
جو کہ حکم ہو گا بجا لاؤں گی
ملاؤں گی بین سین سی تیجے
کہ اس باب کا وی نوشتا ہے
نیشہ کر و گا اطاعت ترے
نہ تیجی ہر و گا کسی طور سے
تو پہلی قسم اوس پہ تحریر ہو
کہا ماہ پیکر نی یون ہی ہے
تو یہ بھی بہر طور منظور ہے
قلم ان جلد اپنا منگو آئیے
قلم ان منگا کر کہنا سائے
جو اونسی کہا ہوتا کیا سب تم

جو گذری ہی مجھ پر کروں کیاں

یہ شمع اویسکا ہی اسی خوش جمال

یہ عالم بنایا اسی عشق میں

سودو جطر حسی مرادوں ہوتا د

ملی مجھی میری اگر سیتن

پیرا وسوقت جو کچھ مجھی تو ہی

درستی جو ہو اس مری کار کی

یہ سنگ لگی کہنی وہ نازنین

کہا نہیں کہاں تو کہاں مقام

یہ سب گردش چرخ کی ڈھنگ میں

یہاں ہوتا پیرتی پیرتی گذر

کروں وصل کی پیرتری جستجو

نہ ہو چین نہ کو نہ آرام رات

نہایت طویل اپنی ہی دستان

مرا جسم تھر رہا نصف سال

تہمین بھی دیکھنا اسی عشق میں

یہ مطلب مرا ہی یہ میری مرا

تو سب دور ہوں دلی رنج و محن

بدل صرف پیرماہ پیکر ہی

جگہ پیر نہیں ہی کچھ انکار کی

کہ قسمت کا لکھا تھا ہی کہیں

کہی مینی تیرا سنا تھا نہ نام

کہاں چرخ سب عشق کی رنگ میں

تو پیر ہو پیر میں بناؤں بشر

چکورا نیسی بن جاؤں اسی فابرو

مگر تجکو ہرگز نہ ہوا الفت

کچھ اوسوقت اوسکو نہ آیا نظر نہ
کر سینی میں دل دھڑکنی لگا
کہا نیک و بد کی نہیں اب تیز
مراد لپرافسوس قابو نہیں
اگر ہو کوئی اپنی سچپی تباہ
اگر سیتن کا بھی دیساں ہی
مری ستم ہی دلگا لانا ضرور
ترا ہجر و دم پیر گوارا نہیں
یہ انکار و صلت سی اب تا کی
وہ کہدی جو کچھ تجکو منظور ہو
یہ شکر ہوا آبدیدہ وہ گل
کہ چسپ دل و جانی ہونین خدا
ہو ہی میرا اوسکی سچپی یہ حال

۱۸۰
وہیں ہاتھ باندھی گری پاؤں پر
کلیچہ ہی اوسکا پہر کنی لگا
کیا عشق فی مجکو تیری کینر
ستم اوسہ یہ ہی میرا تو نہیں
خیال اوسکا کہتی ہیں اسی شک
تو میری ہی اب ہونہو پیر جان ہی
مری پیاس ہی ہی بکھانا ضرور
رخو و رفتہ دل ہی اجارا نہیں
ترسی وصل کی شکل کوئی ہی
تٹہری تو مجھسی سرور ہو
کہا ایک صورت خوشکی ہی گل
وہ مجکو ملی پہر نہیں غم ذرا
حسرت اوٹھائی ہی مینی گل

وصل شاہزادہ ۱۴۹ ماہ پیکر و احساہ و

زار سی و بقیار سی کمال مرتبہ نمودن از روده گردید

شاہزادہ موصوفت از سر و ہنر و ریادہ ملکہ ستین با و و بکا و ناہا

رسانمودن

و چندان ہوا حسن کی جب نگاہ

نگرون پاؤں پر یہ ارادہ ہوا

تو کچھ جھپکی اور سنہلی سر وہی

ملک سچ ہی دل پر نہیں خستیار

کہ مطلق نہ باقی رہی صبر و ہوش

نکلا ہون سنی سی اسی مار نہیں

چہر کشت میں لیا جو وہ رشک باہ

تشنہ کا عالم دوبا لا ہوا

مگر پھر جو شرم الکی مانع ہوئی

اسی طور پر سنہلی وہ تین بار

ہو عشق کا ادب کی ولین جوش

پکارا وٹھیا دل تاب باقی نہیں

کی شاہزادی پہلی ہو سکی تب
 لگا کہنی شہزادہ خوش متال
 نہو باغ یہ بھی اوسے ہنگ کا
 ہنسی یہ سخن سنکی سر و سب
 جو ہی اسکا در وہ تو ہی اوس طرف
 یہ کہڑکی یہی خفیہی بہرِ مرور
 بس اب دیر بہتر نہیں زینہار
 غرض خوف ولسی جو باہر ہوا
 اب اس باغ کا وصف لکھ نہیں کیا
 عیان باغ کی ایسی صورت ہوئی
 غرض بیچ میں ایک بگلہ جو تھا
 اکیلا جو اسجا پہ پایا اویسے
 اور اوس کنی کا اوسے پوچھا
 کہ ڈرتا ہو نہیں باغی اب کمال
 مرا جسم ہو جای پہر ہنگ کا
 کہا کہش خانہ یہی ہی سینہ
 کہڑی ہوئی حاجب ہر باندھی
 کہ شاید کسی کام کی ہو ضرور
 چلو باغ میں تاک آئی مہار
 تو وری واکشن کی اندر ہوا
 ہر اک گل جہان ہو طلماسات کا
 بڑی ماہ پیکر کو حیرت ہوئی
 وہاں لی گئی اوسکو وہ لقا
 چہر کبٹ میں جیٹ پٹ لٹایا او

برپا افتاد و سہی برای وصل

مکر او کا باعث ہی گہتی میں ہم
 کناری کہیں نہ نہ نکالی نہنگ
 کہی ایسی کا ہیکو دیکھی تھی جیل
 ہوا خوف شہزاد کو جب سوا
 ڈراتھا جو وہ دیکھ کر ہر طرف
 غرض جگہ ہی ملی وہ صحر ہوا
 نظر آیا سر دیکھا او بجا سماں
 وہ شہزادہ یہ دیکھ کر تہم گیا
 یہ دیکھا تو سروہی نی کہی
 نہیں کہ فریب اس میں اور فریب میں
 جو میلا ہو رویان کو تی آپ کا
 بس اب کون ہیر پر ہی لونڈی کا گھر
 غرض قطع وہ بھی بیابان ہوا

۱۷۶
 ازواج او کا کب تھا سندری کم
 کسی جا پر دو چیلو نہیں تھی جبک
 کہ تھی نگ پشت او میں مانند فل
 تو سروہی نی کچھ او سپر پڑا
 وہ خوف ولسی ہوا ہر طرف
 تو اور ایک جھل ہویدا ہوا
 زمین برف کی برف کا آسمان
 قدم برف کی شکل پر جم گیا
 بھر نکا کیا باعث اور وجہ کیا
 میں ماشون امی دست دشمن نہیں
 تو ہو جای پہلی یہ لونڈی خدا
 چلی چلی بخوف اور بی خطر
 اب اور ایک جھل نمایان ہوا

نظر آئی پرخوت ہر ایک سی ۵
 نظر ہر کی دیکھی کہاں ایسی تاب
 پراو سکی تمارت کا دیکھا یہ حال
 کسی جا پہ کھنپور اکرتا تھا شور
 ہر اسانی او سچا ہر اسان تھی
 جو چلتی تھی گرم اوس سیا بانہیں لون
 فلک پر چمک جاتی تھی گاہ برق
 کہی آنی لگتی تھی آواز عہد
 زمین آسمان و نون حدت میں تیز
 کسی جا اگر چہیل آئی نظر
 تو بالاتھا جوش سی او کا آب
 نکلتا تھا پانیسی پیہم دہوان
 جو تہین مچھلیاں نڈہ پانیں سب

فلک کو جو دیکھا تو پیل کا ہی
 کہ عداوت اوسین لوسی کا تھا آفتاب
 کہ ہی آگ کی طرح بالکل و دلال
 کسی جا تھی مصروف فریا و مور
 پریشانی او سجا پریشان تھی
 سوانچ کی کستی تشبیہ و ون
 وہ پہر جاتی تھی آگی بالای فرق
 زمین پر بستی تھی آگ او سکی بعد
 شرر ریزہ گردون زمین شغلہ خیز
 تو دیکھا اوسی آگ سی گرم تر
 ہر اک موج حدت میں بیخ کباب
 جاب اوسین تھی جیسی چکار زبان
 وہ ہو تین کباب اسکا کیا تھا عجب

کئی بہش کی کہنی یہ سر ہیکہ
 کہ قمار بچ و مضیبت نین میں
 اسی باغ کا دوسرا تھا جو در
 کہا تیری غوت بھی ہی ضرور
 ملا وٹکی میں تجھی محبوب کو
 خدا ملنی کی جب پڑی کان میں
 یہ شک لگا کہنی و نہ نیک خو
 وہ و و نون جو کھلی در باغ سی
 عجب طر حکا دشت پر خوف تھا
 عجب طور کی نخل آئی نظر
 عجب سرخ طائر تھی پرواز میں
 کسی جا نظر آگیا اثر و
 و ناز در غرض جیکہ لیتا تھا دم

یہ سب تھی تیری طحسی اسی
 کوئی دس بس سی فیت میں میں
 او دہر جا کی کھلی وہ رشک قمر
 مری گہر چل اسی شک سلمان حور
 بلا و ٹکی اوس تیری مطلوب کو
 تو کو یا کہ جان آگئی جان میں
 میں حاضر ہوں جیسا بھی لی چلو
 یہ ڈرنی لگا ہیبت زاع سی
 کہ خوف و امن میں او کی چہا
 کہ ہر شاخ و برگ او کی تھی شعلہ و
 جگ شق ہو ہیبت یہ آواز میں
 کہ کو سون تک او کی نہ تھی انتہا
 تو نہ ہی نکلتی تھی شعلی بہم

نہوئی جو محکومت تریے

بدلتا نہ سچہ ماہ پیکر کا جسم

جو حاکم ہی اس ملک کا بادشاہ

بہت اوستی ورتی ہی کل گائنا

کری سیر اس باغ کی تو اگر

غرض سیر کا جو ارادہ ہوا

وہ حب اوس پریراؤ کی ساتھ تھا

ہوا رخ جو رونق و بوسن

نئی طرح کی گل شئی طیریتھے

تھا خالی انسانی کوئی چین

کوئی تابی کا کوئی پیل کا تھا

کیسا جو تھا نصف سو کا تن

کوئی شخص ششی کا شربا پیا

رہا کسی بھی کون صورت تریے

اوی طور سی تھا پھر کا جسم

اویکی ہون فخرین ای رشک ماہ

طلحات مین ہی وحید اوسکی ذات

تو آئین عجب تاب کر شئی نظر

تو ساتھ اوسکی وہ شاہزادہ ہوا

روان نہی بہم ہاتھ مین ہاتھ تھا

ہوئی شرمسی پتونین گل نہان

حقیقت مین وہ قابل سیریتھے

مگر سبکی سب شئی اسیر محن

کوئی لوہی کا اور کوئی جت کا

تو تھا نصف چاند کا او کا بدن

کہ حیرت مین گویا وہ ششید تھا

مبھی تہنی جو شکل انسان کیا
پراب تہی مین چاہتا ہوں یہی
کرون سانا دشت پر خار کا
ساجب یہ سر و سر فرازی
بتا نام تو اپنی ولد ار کا
کہا سیتن میری محبوبہ ہے
مبھی پوچھتی ہی جو ماہ تمام
بہت چھانی وقت مین صحرائی کا
تیتن ہی اب مین کدو جاؤ گا
لگی ہنکی کہنی یہ سر و سیہ ہے
ملا دیکا دوستی تہین کا رس
مین ایماہ پیکہ ہوں تہ پر نشا
مری مت الفت کی کر اک نگاہ

۱۴۲ بڑا تہنی واسد احسان کیا
اگر مجھ کو آزاد سر و ہسی
تجسس کردن اپنی ولد ار کا
تو سر و ہسی نی کہا نازی
تجھی شق ہی کس جنا کار کا
ہن و سکا ہوں طالب و مظلومی
ما ماہ پیکہ ہی مشہور نام
تجسس ہن تباہونین منہ چاک
اسی نم مین اگر دوز مر جاؤ گا
جو عاشق ہو او کی تو یونہی ہی
پرابو مبھی تم کرو سر و سر از
مرا دل فداجان مضطر نار
تیرے محبت مین ہونین تباہ

تنگار کا پھر کیا کچھ کلام
بڑا شاہزادی فی کچھ جام
غرض تیسرا جبکہ پیٹا پڑا
ہوا شکل اصلی یہ وہ گلبدن
وہی حسن اوس کا خدا واد تھا
جب اوس حسن کا سامنا ہو گیا
ہوئی عاشق اوس گل وہ مارین
بیانگر برای خدا اپنا حال
کیسی بخش مین آیا ہی تو
کیا ماہ پیکر فی تب یہ کلام
مین ہون بتلا عشق کی واعین
خدا جانی کیا جرم دیکھا مرا
ہوئی مچھپہ پھر مٹی گل مہربان

۱۷۱ کیا پیش اوس جس سی پھر کی جام
وہی چھٹی پانی کی اندام پڑ
نہ وہ نگ تھا اور نہ وہ رنگ تھا
وہی ماہ پیکر وہی اوس کا تن
کہ جسیر تصدق تہی خلق خدا
تو وہ چند ول مبتلا ہو گیا
کہا مین فدا تجھ برای مہ جین
کہ کیونکہ یہاں آیا انجوش حمال
ویا سیر کا وہ بیان لایا ہی تو
بہلا سیری کیا ستم کش کو کام
سو تقدیر لی آئی اس باغ مین
جو ساحر فی پتھر کا مجھ کو کیا
خدا مہربان ہو تو کل مہربان

خدا فی دیا اسکو کیسا جمال
حسین ایسا اب تک تو دیکھا نہ تھا
بنی آدمی یہ جو آرام دل
وہ جو حوض ہی سامنی ای بوا
چہرہ کدین و آب سپر اب کز کی دم
وہ بولی نہیں اسین میری صلاح
تو وصلت کی ورنی اب اسکی نہو
اگر کہل گیا شاہ پر سب یہ حال
بہجی وصل کا ناحق ارمان ہے
یہ سر وہی فی کیا تب کلام
رہون بازین عشق اب نہیں
اسی آدمی کز کی بیلون کی من
جو جانا ہو جا حوض تک تو شتاب

۱۰ کہ ہی نگ ہونی پرایا جمال
ہوئی لاکھ ولسی مین اسپر خدا
تو حاصل کردن استی مین کام دل
تو او سین سی پانی ذرا جا کی لا
بنی آدمی تو کین چین ہم
کہی اسطرح کی مذونگی صلاح
کہین با پکا تیری قیدی نہو
تو او سوقت کیا ہو گا تیرا مال
کہ ہر دل ہی اور کس طرف بیان ہے
کہ استو پڑا چہر الفت کا وام
جو کچھ ہو سو ہو مجھ کو خطر نہیں
پہراگی جو کچھ ہو گا یہ لونگی مین
نہیں آپ لی آونین جا کی آب

خبردار جانی ندینا اسی ۱۶۸
جو دیکھا بہ حیرت اید ہر اور او کو
کہ ناگاہ اک بار پیدا ہوا
ظلم اوس جگہ پر یہ آیا ظلم
کیا شور ہیات ہیات کا
یہ تھا سحر باز خوش آنگ کا
بانگ کا جبکہ سارا بدن
یہ جب شکل سر و سر فراز کی
دل او کار ہا غم سی گو لخت لخت
فلک ستمگدل صرف پیدا ہوا تھا
مواپہوڑ کر سر کو وہ بی شکوہ
رہیں سختیوں سی ہی او کو جنگ
فرا دیکھا چرخ کجرو کی چال

تو قہ نہ ہو جلد لینا اسی
تو زہنہار کوئی نہ آیا ظلم
عجب سحر اوستی ہویدا ہوا
ہوا سایہ انگن وہ بالابی سر
غرض تین بار اوستی ہی پیدا
وہین ماہ پیکر بناسنگ کا
ہوا وزن میں جیسی پارا بدن
تو گلشن نین اک سمت پر واز کی
مگر ب غمونی ہو انغم یہ سخت
پہ عشق میں رنگ فر ہا دلہنہا
مکراسی کا فی محبت کی کوہ
وہ نازک بدن ہو گیا آپ سنگ
خونہ کی یہ ظلم سنگین رہا نصف سال

آن باغ سیرت افرا

وہ ایسی ہی کر و ش میں نہات تھا ۱۶۴ کہ چرخ اوسے تہا ششدر اور مات تہا
 ملا تھا جو پہرنی کو سحر اوسے
 نداشتن کی جو تہا نام پر
 کہ ناگہ اوسے ایک سحر ملا
 ہوا ہند ہی ہند ہی جو آنی لگی
 کیا اپنی دہنی طرف جو خیال
 کشا وہ در باغ بھر گدار
 شکستہ ہوا کچھ جو یعنی میں دل
 تصویر یہ وحشت میں اوسکو بندھا
 وہ بیچارہ سر گشتہ کیا جانی آہ
 جب اوس باغ میں بی تامل گیا
 وہیں سمت مغربی اوٹھایا شور
 تو کر و ش بھی تہی تہی تہا سرت
 تصور اوسکا تہا ہر گام پر
 نہایت خوش آئند و دلچسپ تھا
 تو روح اوسکی کچھ لطف پانی لگی
 نظر آیا اک باغ اوسے بمثال
 نظر آ رہی تھی شجر سیوہ دار
 تو پہنچا در باغ کی متصل
 ملگا یہاں سیتن کا پتا
 کہ یہ باغ سر سبز ہی حیرت گاہ
 تم سنگدل چرخ کا کہل گیا
 کہ لینا پکڑنا نہ پہاگی یہ چور

<p> ۱۶۶ رہا کبھی آپ ابرام سے ارادہ مگر دلیلیں تہا وصل کا مگر سیتن ہتی تہی ہوشیار غم اور ڈر سی م بہر ہی سوتی تہی مری ماہ پیکر کہاں ہو کہاں خدا جانی تہر گدز تی ہی کیا خدا کی خلالت ہی جان کو اویسکا قصور اویسکا خیال اویس سمٹ ل تہا و ہین جان تہی خبر ماہ پیکر کی لون اب ورا </p>	<p> مجھی کام کیا اور کچھ کام سی بظاہر تو یہ سیتن سی کہا وہ کو صرف خدمت تہا لیل و نہا وہ کو وقت وقت میں تی تہی سخن تہا یہ بالائی لب ہر زمان مبی تہی تقدیر کرتی ہی کیا جو تم پہر گئی ہو سیا بان کو ہاں ہی یہ تہا شانہر اویسکا حال کہون کیا وہ کسی پریشان تہی پہا نکا تو جو حال ہی کہہ چکا </p>
---	---

داخل شدن ماہ پیکر در باغی کہ بنای آن باغ از
ظلم بود و سنگ شدن شانہر او مذکور سر پای از ظلم آن

نظر آگیا جیکہ یہ ساخا
 مگر غشی چو نکی جو وہ نیک نام
 اوسکا لپا نام آیا جو ہوش
 کہا دیو فی تب کہ اسی بہ الفت
 بھی وصل سی تو جو سرور کر
 کہا سیتن فی کہ ورگور تو
 اگر اور کچھ قصد تو فی کیا
 ابھی آپکو کرتی ہونین ہلاک
 سی انگلی مین میری جو انگشتی
 اسی کہا تو نگی و م نکل جائیگا
 ذرا دیو سنکر یہ اوسکا کلام
 نہر کر کر دنگا مین اب کہ سوال
 مسیر نہیں سی جو وصلت بھی

۱۶۵

تو ذرنی لگی دیو سی بہ الفت
 تو ہتا ماہ پیکر کی الفت سی کام
 اوسکی محبت کا ہتا ولین جوش
 اگر ماہ پیکر سی ہی مدعا
 تو لا دون ابھی جاکی اوسکی خبر
 جاتا ہی نہ حق بھی زور تو
 تو مینی یقین جان لی حی دیا
 نہ آئیگا ہر گز ترسی ہاتھہ خاک
 لیکنہ ہی الماس کا اسی شے
 لہو ہو کی دل منہ کی راہ آئیگا
 کہا تاج حکم سی یہ غلام
 ترسی غیر مرضی بھی کیا حلال
 تو سی ویکہ لینا غنیمت سی مجھے

آن پری سپید و برادر ۱۴۲ ملکه سیتن انشتی الماس
را از دست خود برای خوردن و پلاک
شدن و مانع گردیدن دیو بکمال منت و باز

ماندن از حرکت

غرض ماه پیکر تو هتادشت مین	هم احوال اب سیتن کا بکین
یهانی او شمالی گیا دیو جب	گیا قصر مین اپنی و دلی ادب
عمارت بهت خوب تهی کوه پر	چمن او مین ارسته سر بسر
جو تهی بیج مین ایک بار دور	که سب او مین بچا تهنا درش در
و مان لاکی او نی لایا اوسی	مگر غش سی بهوش پایا اوسی
بلاین و دلی لیلی صدقی هوا	که هوش آگیا سیتن کو ذرا
تو کیا دیکهتی ہی و ده جان جهان	بہی تہ پیکر نہ و ده بوستان
کان اک بڑا سہی مین او مین چون	سرمانی و ده میٹھای دیو زبون
زبان پر سخن ہی یہی بار بار	فدا صدقی تو بان تصدق نہا

<p>۱۶۲ جہان عش ہوا ہو گیا و دو تمام ہوا جب ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا گاکوئی مجھ آفت زدہ پڑی کیوٹیریا بان کی خاک ہوئی خار صحر اسی پہر و وفکار فلک کو مرا او کا بہا یا نہ وصل پٹکا ہوا سر کوہ کی سنگ سی کہ حاصل ہوئی تھی یہ جہنی مراد او دہرستین دیو کی جال میں</p>	<p>حلا جاتا تھا کہ طرفہ صبح و شام تجھ میں صبر نہ تباہی ہوا کہی کہتا تھا وہ معیت زدہ کہ بیان دین تلک او کا چاک وہ قلموی کہ کل جہنی کہانی تھی خار کہی کہتا تھا اس آیانہ وصل کہی تنگ ہوتا دل تنگ سی کہی کرتا داؤد کو دلیں یاد اید ہر ماہ پیکر تھا جبال میں</p>
---	---

حال گذشتہ یوسفیہ ستمین را و قصہ خود کہ بالائی ہوا وہ ہوا

آدن ملکہ ستمین و رخواست نمودن یو کمال منت صاحب رحمت

فانک کا بہت تنگ ہی چھلا
وزیر چرخ کچرہ کا دیکھ چلن
اوو ہر لی گیا اہ سکو و نیوید
اوارا س جنگو بی قید کروا دیا
کوئی حامی اب او کا اصلا نہیں
وہ پہر تابی الت کی میدان
مگر و لکامینان جو ہی بی قیاس
پہنسی ہیں جب غم میں و نوحہ کر
غرض ماہ پیکر ہی صحرانور و
دختو نکو حسرتی تکتا ہی یہ
ہمین میری یہ جاہ حامی و زرا
یہ کہکجور و تاتہا وہ ول نگار
جب اشکو نکو ایسی روانی ملی

۱۹۰
ایسا ما نہیں و کو خوش ایک جا
کہان ما و پیکر کہان سیتن
چلا پہر پیا بان کو یہ ناہید
د و کار جو ماہ پیکر کا تھا
کسی طرح کا اب بہار نہیں
بجولانہا ہی بسا بان میں
وہان سیتن پہر ہی ہی او اس
نہیں ایک کہ و دسری کی خبر
ہر اک انگہ ہی سحر چہرہ ہی زرو
تو دیوانہ و اداسی بکتا ہی یہ
مری سرہ کا تم بتا دوپتا
تو وریا روانی تہی ماہ بار
دختو نکو کیونکر نہ پانی ملی

ہوئی اوکی ملنی کی جب سکویاں
 وہ درویش ہی اونسی نصرت ہوتے
 جو ہوتی تھی فرصت نہیں آہ
 یہ جیب والی شہر کو غم ہوا
 ز بس ستین سبکی دلخواہی
 اوہر کا تو اب حال رکھتی اوہر

۱۴۱ کیا صبر ناچار ہو کر اوہ اس
 اوہر سب اسیر مصیبت ہویتے
 وہاں وہ کرتی تھی اندھے
 پاشہرین ایک ماتم ہوا
 توہر گہرین شیون تھا اور آہی
 ذرا ماہ پیکر کی لیچی خبر

آوارہ گردیدن ماہ پیکر در باد یہ پر خط عشق
 و جدائی ملکہ سیتمن و گریہ و زاری و نالہ و

بیقرار می نمودن

پلاساقیا وہ منی خوشگوار
 نہ میں باغ کا اب نظار اکرون
 منی وصل گوینی پایا نہیں
 مگر چرخ ہی در پی منتقام

کہ سرشار کردی مجھی یکبار
 اوسی نشہ میں سیر صحرا کرون
 ملائی گا گوشت آیا نہیں
 کہ کیون ہوئی ایک دم شاد کام

دل شاہ کا بھی برا حال ہی
 محل کی محل کا ہوا حال غیر
 یہ پڑا تھا اون کے رقت کا گل
 ہوا صرف فریاد و خورشید شاہ
 کہا شاہ صاحب سی پھر یہ سخن
 غرض شاہ چینی جو کہو لی کتاب
 مگر اسطر کا نظر آیا حال
 کہا بس خدا پر پر کہو تم نظر
 زبیر دوست ہی ایک وینویس
 وہی اکی او سکو اوٹھالی گیا
 کیونہیں اوستی یار ہی خجک
 رہا ہی کی اپ کوئی صورت نہیں
 مگر فضل خالق پر کہو نگاہ

کہ درد و الم سی وہ پامال ہی
 وہ تھا کون جگانہ تھا حال غیر
 کہ ہو رنگ نگر قیامت کا گل
 یہ نعرہ تھا ہر دم ہو امین بنا
 ذرا او کیستی کیا ہو تی سیتن
 تو کچھ حال او نہون فی کیا استیجا
 ہوا شاہ جی کو نہایت مال
 پہننی بطرح اب وہ رشک تم
 وہ مد قسی رہکتا تھا اسکی سپہ
 جو کچھ او کا تھا مد عالی گیا
 پرتسا کا شاہ رہتا ہی تنگ
 مری گرا او سپر حکومت نہیں
 ملی کی ضرور اکی اکدن وہ ماہ

کہ سر ہونڈ مونگا اور کہ سر جانگا

۱۵۹ سینا لومبی اب تم ایجان جان

بس اب پری فریقین مرجان کا

ادھر باغ میں حشر برپا ہوا

آه وزاری نمودن با درملکه سیمین در فراق دختر بلند اختر خود و ناله

و بکاموون جمله صاحبات محل و غش آمدن آنها

یہ خال اوسکی مانگو جو آیا نظر

یہ کہتی تھی لوگو کہ ^۱ہر جا و نمین

کبھی کہتی ہوں ہی ای سیتن

مین ارغی گئی کیا تھا ہو گئیں

تہ چلتی ہوئی نہیں چکا را مجھی

قطر میں نہ کیونکر ہو عالم سیا

ملاور و دیکو ہوتی نو چہ گر

دعا میں کرو سب کہ مر جاؤ نہیں

مُحِبُّی گین کیوں یہ رنج و محن۔

جو مجھ کو مل جی سی جد اہو گین

غرض جیتی جی تنہی مارا بھی

تم ایلکوفسی پیمان ہو ای سنگ ماه

یہ اور ایک تازہ مصیبت ہوئی ۱۵۸ کہ عشق و عاشق میں فراق ہوئی

پیدا شدن سفید و یوزور ہمون حال کہ از عرصہ کیال
بر ملک ستم عاشق و شیدا بود و از بگلہ برداشته
بر بود و نالہ و زاری نمودن شاہد او و ما و پیکر
و رفت و سر بصر اشدن با کمال مصیبت

اک انی مہیب اس خطر کلی صدا
یہ اور اک نیارنج پیدا ہوا
مہیب ایسی صورت نہیں جسکی حد
سہا لایہت پر نہ سہا لایک
کھلی آنکھ او کی تو دیکھا محن
ستم چرخ فی یہ زالا یکا
کبا جاک اپنی گریبان کو
سہا بھر من پھر و کل میرن

کہ ساری زمین کو ہوا زلا
کہ دیو سفید اک ہویدا ہوا
ور از زمین تہا تا فلک او کا قد
ہمیں مان پیکر کو غش آگیا
کہ بکچہ تو ہی پر نہیں ستم
غرض ایک عینی سی نالا یکا
روانہ ہوا پھر سیا بان کو
زبان تہا کس جا ہوا ہی ستم

کہلا حال او سپر پڑھا او سی حب
 طلب کا جو میں حال ظاہر ہوا
 جلو میں پڑا او و جن بی شمار
 یہ رویش سی بواوہ خوش نہا
 کہا تم کرو قید واؤ و کو
 سخن یہی منہ سی نکلا نہ تھا
 ہویدا ہوئی نگلی میں جن کش
 جو میں ماہ پیکر فی ویکہا حال
 کہا جیت واؤ و ہو و تیکہ
 ہوئی سین کی یہ حالت تباہ
 سر اپنا الم سی ٹکنی لگے
 کہی کہتی کہا کہا کی وہ سچ و تا
 مگر چرخ کا کیا گلا کیجئے

کیا ہی مجھی تباہی فی طلب
 وہ فی الفور خدمت میں حاضر ہوا
 بہت سی نہان اور بہت اسکار
 کیا کس لئی آپ فی محکویا و
 تباہی اک بعد معبود کو
 کہ واؤ و قید ستم میں پہنسا
 کیا سنی ملکر اوسی و ستیکہ
 ہو ارنج و غم اوسکی و لکو کمال
 ہو اہوتا ہی کاش خو و میں پیر
 کہ انکو نہیں آتو تو ہو ہو نہر آہ
 سوئی ماہ پیکر وہ تکی لگے
 یہ کیا کرویا چرخ فی انقلاب
 نصیب برا ہو تو کیا کیجئے

کہا ماہ پیکر کا منہ دیکھ کر
یہی ماہ یا مہر اندر یہ سیہ
کلچھی یہ غم کی چہری پہر گئے
اوسیدم وہاںسی مگر آن کر
ہواںکی اوسکو بھی صد بہ کثر
کہا کانین تانہور از فاش
تہاری گرم سی وہ تدبیر ہو
اسی سی ملی بین پیرنج و محن
یہ جب شاہ سی سن چکی شاہ جی
کہا ابک رقعہ اوٹھا کر قتل
جو زبہ تہا اونکا عیان ہو گیا
کہلی کیا زبان اونکی اوصاف میں
وہ جو شاہ پر یونکا تہا پر غرور

۱۰۶

پری ہی ویا جو ہی یا بشر
مری سین سی ہی ہتیر ہی
عجب ور واند وہین کبر گئی
یہ کی والد سیتن کو خبر
اوسیدفت آیا وہ پیش فتر
وہ آئی بین تہی بکو جکی تلاش
یہ جن فتنہ انگیز تسخیر ہو
کہ اب ہسی چٹنی کو ہی سیتن
وہین ہاتھ میں فن و کاغذ کی لی
کیا رقعہ کی نیچی نقش اک رستم
ہو اپر نوشتہ روان ہو گیا
کہ اونکا وہ رقعہ گیا تاف میں
یہ رقعہ گیا دم میں اوسکی حضور

پلا سا تیا اب بھی وہ شراب
اب اوس رنگ کی جام می کا ہو دو
کمال آج شیشی سی ایسی پڑی
مزا اوس پی جو حاصل کروں
زبس سین کوشش تھی اوسکو کثیر
گئی اوسکی بگلی میں جد ہم نگاہ
الگ کطرف وہ جن ستا وہی
یہ صورت نظر آئی جب متصل
سب اور تیر آئی مثل صبا
کہ لیٹی ہی وہ اپنی لبز کی تہہ
وہ جن جو کہ بانی ہی اس مرکا
یہ سنتی ہی پیدا ہوا اک ہر اس
نظر کی جو مد ہوش آئی نظر

۱۵۵

کہ دیکھلائی دی چرخ کا انقلاب
کہ دیکھلائی نیرنگنتی چرخ جو ر
کہ جھکی بدین پڑی تہر تہری
تو میں جھکوشی میں داخل کروں
وہ بی پاؤں آئی وہاں دل پذیر
نظر آئی لیٹی ہوئی مہر و ماہ
بدل اوسکی خدمت کو آمادہ ہی
تو نارِ حسد سی جلا اوسکا دل
یہ سب درِ سین سی کہا
وہ ہی عیش میں باہر کی ساتھ
ہی اک سمت کو ہاتھ باندھی کھڑا
چلی آئی بیاب بگلی کی پاس
وہ دونوں ہم آغوش آئی نظر

بس اب بحر غم سی لگا لے میجھے
نہیں اور باتوں کا جو یہ مزاج
یہی ماہ سپک کو پہی بیان تھا
غرض شاہزادہ ہوا بقیہ دار
ہم آغوش جب وہ ہوئی ناگہان
جو ایذا سہی تھی تھکانی سی گے
محبت کا سب حال آسنہ تھا
مکرمی فلک تیرا خار خراب

۱۴۴
تم اپنی گلی سی لگا لے میجھے
گلی ملنی کی ہی فقط احتیاج
ہم آغوش ہو نیکا ارمان تھا
ملا سیتن سی وہ دیدار وار
یہ نزدیک تھا بوئین روئین وان
مزاروح و دہو کی پانی لگی
لبو پر لب اور سینہ پر سینہ تھا
دیکھتا مابی تو طرفہ ترا انقلاب

آمدن و خروزی یعنی دلپذیر مانند جاسوس و از بیرون سبکہ
این مقدمہ را دیده و در آتش رشک پیده بہ ماور ملکہ سیستین
خبر نمودن بیان کردن باورش از شوہر خود یعنی پدر سیستین
آما وہ شدن شاہ صاحب برای گرفتاری او و
وقید شدن او حسب التماس خورشید شاہ

ستم کون سا مجھ پہ گد زانہیں ۱۵۲
 یہ سن سنکی کہنی لگی سیٹھن
 تہمین ویکھا جس راتسی خواہن
 بہلا کستی کہتی یہ مین واروت
 ہمارا تو کچہ بھی نہ تھا دسترس
 پڑی عشق مین دکھ اوٹھایا کئی
 مصیبت مین اک اک کھڑی رہی
 عجب سینی مین عشق کا جوش تھا
 نہ تھی کہانی مینی کی پوش و حوس
 مگر اپنی خالق پہ ہونہیں نشا
 اوسیکہ ہمیشہ رکھا آسرا
 کہ مطلوب آہنچا طالب کی پاس
 ہی اس شب کی کیانیک اک اک گہری

بیان اوسکا کرنا اب اچھا نہیں
 ہم اپنی کہیں کستی رنج و محن
 نہ طاقت رہی جان پیاب مین
 کہا نہیں کہاں عشق ہی نہ یات
 فقط غم و دکھائی آنکھوں پہ بس
 شب و روز آنسو بھیا یا کئی
 پسٹی ہوئی منہ پڑی رہتی تھے
 تمہاری سوا سب فراموش تھا
 قسم لو جو بد لاہو مینی لباس
 کہ مین نا امید اوستی امید وار
 اوسینی سنی میری آخر و عا
 ویا روح پہر آئی قالب کی پاس
 اک اک کھڑے مین خوشی ہی بڑی

۱۵۲ ہر دورا یعنی ماہ پیکر
 افاقہ شدن از غش
 و ملکہ ستمین را و با ہم گاہی خندیدن و گاہی
 گریستن و گاہی رزم و کتایہ نمودن و
 ہم بغل و ہم آغوش گردیدہ سر گذشت خود را

بیان کردن

غرض از نگوش سی افاقہ ہوا تو تہی شکل تصویر و نون خموش کہ تازگہ مین گرہ پڑی گئے جب اسطر حکا نور ہو جلوہ گر کسی بات کر نیکار از یہ تو آپسین ہونی لگی چہر چہار رہا جان بلب عشق جانکاہی بہت و و کی سنی او سکا بیان	سنی حق فی واؤ و جن کی دعا بری ویر بعد از نکو آیا جو ہوش نظری نظر اس طرح لڑ گئی جب اس طرح کا حسن آتی نظر سخن کرنا کیونکہ گوارا یہ ہے چاکلی جو آگ سی سر کی چھٹ کہا ماہ پیکر فی اوس ماہ سی جو گزری ہی چہر کر وں کیا بیان
--	--

غرض اوسکی رہنی کا بنگہ جو تھا ۱۵
 نہ تھا وقت اک اسی برنا و پیر
 وہ مسند پر بیٹھی تھی باغ و جاہ
 غرض حکیمہ آنکھوں سے آنکھیں لڑیں
 او وہر کو عشق اوسکی و پیر گرا
 کوئی تیغ ابرو سی لہلہ ہوا
 نظر آئی کیا پر تو حسن کے
 یہ دیکھا جو واؤ و فی متصل
 یہ عشق و محبت کا دیکھا جو جوش
 بلایم وہ و و نوکی لینی لگا
 سنگھانی لگا وہ جن نیک خو
 دعا کرتا تھا جلد انہیں ہوش آتی
 الہی انہیں جلد ہشیار کر

وہاں اوسنی کر رہا تھا بھلیا
 یہاں تک کہ آگہ نہ تھی دل سے
 عیان ماہ پیکر ہوا مثل ساء
 تو وہ نوپہ و و بھلیان کر پڑیں
 او ہر خاک پر ماہ پیکر گرا
 کوئی تیر مڑ گا نسی کہا مل ہوا
 بڑی ویر و ہوش پر غش رہی
 نہایت مشوش ہوا اوسکا دل
 اوڑھی اور واؤ و جتنی کی ہوش
 ہوا اپنی دامن سی وینی لگا
 اسی کی بو اور اسی اوسکی بو
 کہیں اگیان میری عشت نہ جاتی
 مری بخت خشت کہ بیدار کر

وہ طالب ترا او سکی مطلوبہ تو

ایکلاکب اسجایہ آیا ہون میں

ہی اک نخل کمر کہہ گاپیارا مجھی

یہ اسی سین آگ مجکو دیان

علی تسی جدم وہ ماہ کال

یہ محنت فقط تہی تہا ہی سیتے

سایتین فی حب او سکا کلام

کہا بس زیادہ نہ گفتیر کر

جدا ہی ہی دم دم بہر آب مجھہ شاق

پہنی ہون اوس بہ تھا کی لئی

یہ سنتی ہی واؤ و آیا و مان

یہ سمجھائی دیا ہون اسی نامدا

اوسنی یکہ کر ول کو سمجھا ہو

۱۵۰

اور ماستق ترا او سکی مشوقہ تو

ترسی ماہ پیکر کو لایا ہونین

وہ ان مینی لا کر او تہارا اوسے

خوشی میں ملت ہونہ و و نو کی جان

تو دل نہ کہیو تا بو میں انجوش جال

تم او سکی لئی وہ تہا ری لئی

تر و وہوا بر طرف لا کلام

اوسی جلد لی آنا تا خیر کر

نہیں باقی اب کچھ حد شقیق

ز اب دیر کر تو خدا کی لئی

کہا ماہ پیکر سی چل ایجوآن

بہتھی شوق دیدار ہی بشمار

خبردار غش تم نہ ہو جانتو

توقع نہیں اب کہ واؤ وائیے	۱۴۹ وہ جن تہا ہوا تہا ہوا ہو گیا
ڈبویا بھی بحر اندوہ میں	مراول ہی قاتل مرا ہو گیا
جسی مین بچتی تھی اپنا محبوب	وہی دست دشمن مرا ہو گیا
کی طرح اب دل بہلانا نہیں	یہ حیران ہوں مجھ کو کیا ہو گیا

چہا یا جو آخر سی نہ آپ سے
قصور استی کیا آپ کا ہو گیا

یہ پڑھ پڑھ کی روتی تھی ہزار زار	کہلی تھی او دہر دیدہ اسطوار
کہ ناگاہ طاؤس پیدا ہوا	وہ مطلوب او کا ہو پیدا ہوا
ایکلا جو طاؤس آیا لطف	تو جلنی لگی واہنما ہی جگر
پکاری کہ خیر او کی ہو ای کریم	ہی الفت میں جکی مراول و نیم
نہ کیونکر میرا حال دل غیر ہو	الہی میری ماہ کی خیر ہو
یہ دیکھا جو واؤ و فی ساخا	تو ڈر سیتن کی ہوا جان کا
کہا شاو ہوا سدر عنم نہ کر	اس اندوہ و غم سی تھا و غم نہ کر

۴۸ کہا اوسنی قربان واؤ وہی تم اسوار ہو بندہ موجود ہی

غرض ٹپت جن پر ہوا وہ سوار اور الکنی واؤ واوسنی ایکبار

مگر اوڑتی وقت آنا اوسنی کہا کہ کر لیجی بند انگلیں ذرا

خبر دار نہہ سی نہ کچھ بولنا اور انگلیں نہ نہ ہمار تم کہو لہا

چلا اسطرف سی یہ گل پیہن او ہر شطر میٹھی تھی سیتن

جو آنی مین دن میر کا عرصہ لگا تو پڑھنی لگی یہ غزل بہ لقا

غزل

ابھی سب کو نہا ہو گیا کہ یوں ماہ سپکے خفا ہو گیا

یہاں تک کیا یار کا انتظار کہ تنگ اب مزاح وصل ہو گیا

کیسلی بھی ایسی نہ اجرین نصیب کیا مینی کیا اور کیا ہو گیا

یہ اذما ہی نیرنگی چرخ و دن وفا دار بھی بیوفا ہو گیا

بہلا کیا فلک کا گلہ کیجئے نصیب بھی اپنا برا ہو گیا

دریش و عشرت ہوا ہا ہی بند اور حسرت و یاس و اہو گیا

بڑی پر بعد آجیب ہوش میں
 کہا میری سوتی تھی اگی نصیب
 الہی کہین جلد و ن ڈہل چکے
 یہ گردش کا ہو دور و لسی اس
 کہاں تک جلوں شمع سا جہن میں
 جو ہی اہ گرد و ن خانہ خراب
 نہاں خاک کی نیچی خورشید ہو
 الہی کری شام جلد اب ہلور
 غرض یہ دعا اسکی تھی بار بار
 خدانی جو کی مہر او سپر کمال
 کوئی دگر ہی نہ جاتی رہا
 کہا ماہ پیکر نی داؤد گو
 بھی آجکی دن خوشی ہی بڑے

۱۴۷

ترقی ہوئی عشت کی خوش میں
 پر اب شکر صد شکر جاگی نصیب
 یہ عاشق کہین او سطر و چل چکی
 چلوں سین کی پہر و ن اس پاس
 کہاں تک گہلوں ہر زمان ہجر میں
 کہین طی کری جلد سی آفتاب
 ہویدا کہین شام اُمید ہو
 یہ پروانہ او س شمع سی پانچ
 جگر میں پس اور ول ہو تیار
 ہوا مہر انور کا جلد سی زوال
 فلک فی کیا قید غم سی رہا
 کہ لو بہا ہی جان اب بھی لپیٹ
 کہ اللہ فی یہ دکھائی کھڑے

ایکھا یار و یار ستمین ہی خطاب
بس اب رحم کیا یا ہی اللہ نبی
جواب آئی تو واپس نہ ورت کچھ
کرین شاہ جی حق کو تو رہا اسیر
یہ سنا مان سب اس طرف ہو چکا

۱۴۶

یہ درویش دراصل ہی لاجو
یہ سمجھو کہ سچا ہی اللہ نبی
اوس وقت مجھ کو خبر کچھ
کہ میں علم تسخیر میں ہی نظیر
بس تو اب ذرا حال او کا

رسیدن و او و جن از باغ ملکہ ستمین در صحرائ و ماہ سپرد
مردہ طلب معشوقہ اور ناسیدن پر رشت خود سوار ہو دہ

باغ ملکہ ستمین اور برون

طلب تھی جو خیر و سرفراز کی
کہان تک بیان کچی المختصر
کہا ماہ پیکر سی غم کہا نہ اب
سر شام چلیو تو بگزار دین
یہ سنتی ہی او کو تو بگتا ہوا

۵

بہت جلد اوس وزیر و از کی
وہ اکہ م میں پوچھا ادھر ہی ہو
تجھی ستمین فی کیا ہی طلب
بہاد و حکا میں پہلو یا میں
یون ہی گھاسنہ کو تکتا ہوا

قلق سامنی ہی یہ ہر آن کا
تم ایشاہ صاحب بڑی دور ہو
جواب انکو یہ شاہ جی فی دیا
مگر ہاں خدائیری دیگا مراد
وہ مالک جو ہی سر پہ موجود ہی
یہ سٹ جائیگارات و نکا خطر
ہو اسکی خوشو و خورشید شاہ
کہ خبیگ مین آفاق مین زندہ ہوں
غرض شاہ فی او نکو مہمان کیا
وہاں کیا محل تہا پس و پیش کا
مصلابچھا اور رونق ہوئی
مرید او نکی اوتری ہب شاد کام
جب اوتر ابارام دل وہ فقیر

۱۴۰ نہ نقصان نہ تر کی ہو جان کا
جو چاہو تو یہ مدعی دور ہو
کہ بابا میری کیا حقیقت پہلا
وہ آئی تو فوراً مجھی کیجھو یا
نہ کچھ بچ کر فضل معبود ہے
اوتارو نگا او نکو ہی جسکا خطر
کہا شاہ صاحب خدای گواہ
دل جانی بی انوکا بندہ ہوں
سکونت کو دیو انخانا دیا
لگا بستر جبکہ درویش کا
بلند او نکی آواز حق حق ہوئی
کیا اون بدیونی ہی رب کا نام
محل مین گیا شاہ روشن ضمیر

نرخ ملی ہوئی راہ جب ترسبر ۴۴۴
گیا شاہ پاس انکو لیکڑ وزیر
کلی ملکی دو نو ہوئی جب جدا
کہ بابا کریم بچہ محبوب و کا
تو کہاتا رہی اور کہلاتا رہی ہے
نرخ سہنی بھلایا اپنی قوس
بھلا کیون نہ لو نین قدم آپ کے
کیا آپکو حقنی کامل فقیر
جو کچہ چاہو فوراً کر و اشکار
گزارین ایک آفت میں ہوں
میری جو مصیبت ہی سنی ذرا
کہوں کیا جو ہی عشق او کا بھی
سواب سخت اندیشہ ہی اور ہراس

فرشاد و بجا و آیا لطف
ملی ویر تک شہریار و فقیر
یہ وریش نی شاہ کہ دی دُعا
ہر فی فضل و زرات ہو جو و کا
ہیشہ مدد کار و اتا رہی ہے
کہا شاہ جی اپنی جاگی نصیب
میری آنکھوں پرین قدم آپ کی
مرید کو پہر تا ہی خو و چرخ پر
خدائی دیاری تہین خست بار
کہ و زرات اوسی مصیبت میں ہوں
کہ اک میری ولد ابر ہی مہ لقا
وہ ہی جانی ہی زیادہ بھی
کہ اتا ہی مڑا یک جن او کی پاس

خلائق سی اکھین چرائی ہوئی ۱۴۳
 عجب سر پہ پٹا تھا اک گیروا
 وہ پر نور چہرہ وہ ریش سیا
 ہر اک اکھ میں نشہ عرفان کا تھا
 وہ حرف وہ جہ وہ نیلی روا
 جوتھی اونکی ہمراہ اونکی مرید
 کوئی اونکا بدری لئی پکد ان
 لئی تھا کوئی ناسدان شیم کا
 کسی پاس تھا سر پہ دان عمیق
 کسی پاس برائی اور پشت خار
 بغلین و بائی مصدا کوئی
 لئی اونکی ابرق اک نیک خو
 ہر اک اپنی عہدہ پہ چالاک تھا

خدا کی طرف لو لگائی ہوئی
 کہ حد سی زیادہ وہ تھا خوشنا
 کہ ابرسیہ پر ہویدا تھا ماہ
 ہر اک دم اوسے بیان پوانکا تھا
 وہ سیلی وہ وہا گا وہ تہمت بندھا
 نہ ایسی ہوئی بین نہونگی مرید
 عصا کوئی کا ندھی پرکھی روان
 کہ وہ ماس سی تھا لبالب بہرا
 لئی زاعنول اونکا کوئی رشیق
 کوئی اونکا کبل لئی ہوشیار
 روان تھا لئی اونکا تو بنا کوئی
 ہمیشہ وہ کرتی تھی جستی و خلو
 جلو میں روانہ فرما کہ تھا

اوسیدم محل سی برآمد ہوا
 بہت صاحب عقل تھا اک وزیر
 کہا اوسنی ہرگز نہ کبھی ملال
 جو ہو حکم اس خیر اندیش کو
 وہ درویش چتا ہی ہی تاکا
 یہاں سی کنی کوس ہی ایک چاہ
 اگر آپ پاس آئیگا وہ فقیر
 کہا شاہ فی اسی وزیر او سکول
 یہ جب حکم سلطان وانا ہوا
 وزیر آیا جوقت درویش پاس
 و بادشاہ و درانکا جدم پیام
 چلی جب وہاں سی وہ باغ و جاہ
 پراو سوقت صورت یہی شاہ کی

۱۴۲

وزیر و نسی یہ سب کہا ماجرا
 یہ او سکاپدر تھا جوتہی دلپذیر
 وہ جن کیا بلا ہی جو کبھی خیال
 تو لائی ابھی ایک درویش کو
 وہ حاکم ہی ہی قوم جنات کا
 وہاں آ رہی وہ فقیر و کاشا
 تو اس جگو فوراً کریگا اسیر
 نکر دیر بہر خدا جلد جا
 وزیر او سکافوراً روانا ہوا
 تو درویش فی ہی کیا او سکاپاس
 میا ہوا آنی پر نیک نام
 سوار ایک جاہی وزیر اور شاہ
 کہ تسبیح پڑھتا تھا اللہ کے

وہ دیکر دعا و سطر کو اوڑھا ۱۴۱۱ ایدھر کاسنو اب ورا ما جرا
 جہر نمودن با در ستمن بہ پدرش کہ دختر بلند اختر عاشق شست
 و ہر روز از یک جن کہ واؤ و نام میدار و صحبت رہی میکند

<p>شوش جو تھی ما در ستمن یہ تدبیر کرتی تھی وہ سینہ چاک غرض اسکو اوسدن جو آیا خیال کہ کیا بیٹھی ہو دیوان ابھی کہہ دل گرم میں عشق کا سوز رہی یہ رہنا تو یہ فکری نا جنس کا بہت ستمن کو جو کرتی ہو پیار تو ہرگز نہ کچھ ستمن کو کہو کہ عامل کوئی زیر اسکو کری سنی جبکہ یہ حالت ستمن</p>	<p>بہت اسکی دلو تھی رنج و محن بیل ایسی نکلی کہ جن ہو ہلاک کہا ستمن کی پدرسی یہ حال ہمیں اپنی بیٹی کی کچھ ہی خبر اوستی خلی صحبت شب و روز رہی مناسب نہیں ایک دن ہی دعا کہ اکدم کی رنجش بھی ہی ناگوا پر ایسی کچھ اس خلی تدبیر ہو گرفتار کر لی ویا پہونک دی ہوا شاہ کو سخت رنج و محن</p>
---	---

بس ای سہمی جان اور کی اب جاو تم
کرور رحم وقت کی کاسیدہ پر
مین عراہ چلتی ضرور آپ کی
مرئی لوئی چل کی ولیدار کی
پستی ہی وہ مورہ سستی لگا
کہانک ہو معشوق عاشق مین فصل
لی اب اوکی لینی کو جاتا ہونہیں
مگر جس گہری تم اویسی پاؤ گے
یہ کہنی لگی ہنسکی تب سیتن
کر ونگی وور و لعل چھپر نشا
کہا شاہزادیسی داؤ دیے
فلک غم نہ دکھلائی اسی ماہر و
ہی لب لب عیش کی جامی

مری ماہ سیکڑ کو لی آؤ تم
یہ احسان ہی مجھ سیدیدہ پر
پر محبوب ہون ورسی یان آپ کے
قد احوالی مین اپنی دلدار کی
کہا سچ بھی ہی ہجر اب تاکجا
مناسب ہی ایتو بہر طور وصل
خدا چاہتا ہی تو لانا ہونہیں
تو انعام کیا مجھ کو و لو اوگی
کہ تب طرح حاضر ہی تیری مین
کہی تو کر دن جان مضطر نشا
تربی جان اور تو سلامت رہے
جو ایسا سکھ پائی اسی ماہر و
کئی ہر گہری عیش و آرام ہی

نظارہ کو راستہ دور تھا	۱۳۹	مگر جکی نزدیک کیا دور تھا
ہوا باغین فوراً اوسکا گزر		وہ خوش ہو کی بیٹھا اوسی نخل پر
جو کی نخل کی پچی اوسی نگاہ		تو دیکھا کہ بیٹھی ہی وہ رشک ماہ

ویدن داؤد جن ملکہ سیتن را اور انتظار جواب خط شوق
 داؤد جواب خط اوار طرف شاہزادہ عالی کو ہر ماہ پیکر و
 خواندن سیتن آن خط شوقیہ را و بفرط عشق ماہ پیکر را طلب کرتا
 و رہی شدن داؤد برای آوردن شاہزادہ

اوسر سیتن فی بی دیکھا اوسی	پکاری کہ آجلد لگ جا گلی
کیا اپنی آغوش کو اوسی دا	وہ بلاؤس اگر گلی لگ گیا
جواب خط اوسی کہا مجھ کو دو	یہ بولا گلی سی مری کہول لو
پڑھا اوسی خط کہول کر جب تمام	ہوا شوق و صلت کا اور از دحام
گلیسی لگا کر خط یار کو	کہا لا مری پاس و لدار کو
کہ خط کی پڑھی سی بڑھا شوق	ہوا دیکھنی کا سوا اشتیاق

یہ کچھ مانع و روقہ نہ ہیں
 اب اکی یہ لکھتا ہوں میں نیم جان
 بڑا بچہ احسان ہی واؤ و کا
 ایسی لگایا ہی سا راپٹ
 تاکہ لکھتا ہوں اسی سر فراز
 مرا بہائی گو یہ ہوا ہی عزیز
 اگر وہی خدا بھلا جائے من ہزار
 غرض ہو گیا جب وہ لکھتی ہیں صر
 وہ لکھتی ہیں گو ضبط کرتا رہا
 لکھا سب وہ حال دل و در بند
 توقف نہ پہراؤسی اصلا یک
 کہا دیان ہر آن میرا سیہ
 اوڑا مور بن کر وہ جن ایک

۳۸۱ کچھ اتنی ہی راجت کی صورت نہیں
 کہ محسن ہی واؤ و اور مہربان
 کہ چہرہ دیکھایا ہی ننھو و کا
 ایسی ملا ہی تمہارا پست
 کہ اتنی چہانما تم کو بتی راز
 مگر بہائی ہوئی ہوا ہی عزیز
 تو واؤ و بچن پر کر و نہیں نثار
 لکھا حال دل اپنا سب و صر
 بر اسگون فی نقطی وہی جایا
 لفافی میں نامہ کہا او سنی بند
 لفافہ لکھا اور روانہ یک
 خدا حافظ اسی بہائی تیرا ہے
 کیا غم گلزار میں ہو گزار

نہ تھا خوف شیر اور نہ ختی سی پاک
 بہت مدتوں بعد آتی مراد
 پر اب بھی کس طور سی دل پہلا
 سواب و سبدم ہی سوا حول دل
 جو ہو انی سیجا جلانا مرا
 یہ لکھا جو ہی تنی کیون ہی و اس
 اگرچہ تھا کچھ بھی اسکا جواب
 کہ بیتاب و لگو چو پاتا ہونین
 کئی بار یہ امتحان ہو گیا
 یہ آتی مری و لگی محکو جدا
 غم اور اب بڑھاک پہلنا ہونین
 یہ لکھ جو کرتا ہی دل اضطراب
 نہ تھی ڈھونڈتہا ہی مجھی چوڑ کر

کیا نہ قسمت فی محکو ہلاک
 پتا تیرا پایا تو پایے مراد
 کہ دوبار ویکہ آیا بہا ہی مرا
 مجھی کوٹا یا مٹا حول دل
 تو محکو بلا بھیج یا آپ آ
 کہ تصویر تو میری ہی سی پان
 یہ چار ناچار لکھا جواب
 یہ تصویر و لگو ویکھتا ہونین
 نظر میں یہ سب جہان ہو گیا
 یہ تصویر جبکی ہی اوستی ملا
 اوستی ہوڈنی خود نکلتا ہونین
 تو ایسا جان آتی نہیں محکو تاب
 نہ نکلی کہین پسیان توڑ کر

ترنی گیون کی مجھی اہر ہے

مجھی تنی نابہ میں گل کیوں لکھا

کہان اب مری لب میں باقوسی

مگر شمع سوزان جو تہنی لکھا

بہلا ک طرح جگوشکوا نہو

میر کجان کب شکل دکھلاوگی

سنو جانی اب کیوں نہون بقرار

کسی طرح اب دل نہیں مانتا

اب ای مہر انور نہ شرماؤ تم

بنا بحر میں گل حیوان کے

کئی خوب چکر پیا یا تمہیں

نتیجہ وحشت کی تہا پہول کا

پہر ہون شب و روز میں ای نچار

۱۲۶

یہ میری لئی سانپ کا ہر ہے

کہ میں جو کہہ کر چار سی ہون سوا

میں تو فانی وقت نہیں قوتی

تو چلتا ہو نہیں یہ بچا ہی بجا

کہ میں تو جلون ٹکوپر و انہو

تم آغوش میں کب تلک اوگی

تمہارا وطن اب ہوا آشکار

بجز وصل میں کچھ نہیں جانتا

میں شہنم ہون بن پنا و کھلاؤ تم

بہت خاک چہانی سیا بان کے

پنا یا تمہیں پر پنا یا تمہیں

سیا بان میں کیا کام تہا پہول کا

ہزاروں جوتی خار تلوونکی پار

اوسى طالبِ وصل پايانِ بهت ۱۳۰
غرضِ حبِ لافِ نہ کیا خط کا چاک
حبِ اس خطِ سی آہی پسین کی بو
وہ خط کو بہت پیارِ حب کر چکا
قلدانِ اپنا سنگا و شتاب
کیا ہاتھ واوونی تب بلب
لیا ہاتھ مین حبِ قلدانِ نور
قلم اک لیا ہاتھ مین ایک نو
مایا ابو و لکا شجرِ ف مین
کیا نامہ شوق و صلتِ رقم
فروعِ دل دشتِ آوارگان
تری بحرِ الفت مین ای شکِ ماہ
مجھی تو ہی تلوادی ای شکِ جو

توسینی سی خط کو لگا یا بہت
مضامینِ خطِ سی کہلا اک تپاک
تو بولا کہ اب پائی چینی کی بو
تو واؤ و جن سی کہلا بر ملا
خطِ شوق کا مین ہی لکھون جو
قلدانِ نمایان ہوا دل پسند
کہا ماہ پیکر سی لکھنی حضور
وہ لکھنی لگا اپنی و لکا جو ورو
کہ ہو شوخ لالی ہر اک حرف مین
ہو اک حرف زنِ اسطرِ حسِ تسلیم
تسلی وہ روحِ بیچارگان
سینہ مری لگا ہی اب تباہ
کبری صبرِ کب تک و ل نا صبر

ماہ پیکر و مسرور شدن ۱۴۴۱ شہر اوہ از نامہ کہ ملکہ ستمین
 بدست پر نور خود نوشتہ بود و جواب نامہ آنما تیر جان نوشتہ
 در گلوئی طاعت و سنجین و زوانہ شدن لطافہ و بنیسمت باغ ملکہ

<p> ابد ہر کا فور اچھوڑ دی لب انبیان جہان خم میں ہی ماہ پیکر غریب یہاں ہی چو واہ و بہیا وہاں کہا بہا متی ہمیں خبر لاتی ہو کہا اوستی خوش ہو کی ڈاؤ ویسے خط شوق لی اپنی دلدار کا بس اب وصل کتنی بڑی بات ہے یہ سننی ہی ملنی لگا اوس کا دل لائحہ قدم لکھی ڈاؤ ویسے جو ہیں اوستی اوس کا لافہ پڑھا </p>	<p> اوہ ہر کو حل اینجامہ میثان تباہ و پریشان مضطر غریب ہومی عید شہزاد کیوں ناگہان خوشی آئی جو یا ملول آئی ہو کہ مقصد و یا تیرا جھوٹا سینے نوشتہ ہی تارہ پر یا نو اار کا کہ الحظ نصف الملاقات ہی خوشی اچھلی لگا اوس کا دل کئی سجدہ شکر معبود ویسے تو عشق جگر سوز و ناز بڑھا </p>
--	--

غرض دو غم میں بین تین دن ۱۲۲
 شجر پر وہ آئینہا تہا بن کی مور
 وہ اوس دن تو کچھ مزمین کہہ گیا
 غرض پھر جو وار و ہوا چوتھی روز
 وہ پیغام لایا تہا محبوب کا
 ہوئی سی بہت یہ محبت میں طاق
 سوچو تہا وہ دن آج ہی کا تو تہا
 یہ قصہ جو مینی بیان کر دیا
 فقط اس لٹی تا نہ ہو یہ تباہ
 سنا اوسکی بان فی مفصل جو حال
 کہا جن کا آنا گو از انہیں
 الہی کہیں یہ بلا دور ہو

کہ ناگاہ آہنچا واؤ و جن
 جو دیکھا کیا عشق فی اور زور
 کہ انکھنسی اسکی لہو بہ گیا
 زیادہ ہوا اسکی سنی کا سوز
 ہوا طالب استی ہی مکتوب کا
 لکھا سنی ہی نامہ اشتیاق
 کوئی دو کھڑکیا ہی یہ ماجہ
 یہ چوراز تہر عیان کر دیا
 یہ لونڈی ہی شہر او کی خیر خواہ
 ہوئی اسکی شوش دلو کمال
 دعا کچھ کری یہ تو چار انہیں
 مارنچ اور دغدا دور ہو

رسیدن او و جن ارباغ ملک سیمتن مع نامہ شوق نر و شاہراہ

مرض کا نہ تھا بکھو نام و نشان
پر اب یہ بتا بکھو اسی و پذیر
ہر اک مت سی بستین آیان
مری عقل حیرت میں ہی اس جگہ
یہ سنتی ہی کہنی لگی و پذیر
یہ اک کا نہ کوہی اسی جواب
کہوں کیا کہ ج طرح سوتی اٹھیں
پڑی حلقی انگھو نہیں چہرہ تہا زرد
ہر اک ٹھنڈتی تھی نرس حسرت کی سا
عیان چہر سی تھی جو آثار عشق
بہت مینی پوچھا تو مجھسی کہا
نہیں ریت کا اب سہارا مجھی
وہ اک دست میں خاک پر ہی تپان

۱۲۲ یہ تھیں عشق سرکش کی بیاریان
ہوئی و ام الفت میں کو نگر اسیر
نہ اسکو کسی شکل سی بیاریان
دل اسکا پہنسا خود بخود کس جگہ
اکا الفت ماہ پیکر کا تیر
کہنگلی میں کرتی تھی شہزادی خوا
رو لایا ہمیں یوں و روتی اٹھیں
جگر کا لہو انکھ میں دلیں درد
پانا لہ و آہ شدت کی ساتھ
تھیں ہواری یہ بیمار عشق
سو اسنا عشق جانکاہ کا
مری ماہ پیکر نی مارا مجھی
مر نام ہی او کی درد زبان

یہ بہ بنہ جن ای صاحب جودی
یہ بہ شہزادی فی اور رتبہ دیا
گہلا ستین فی گہلا اب مجھی
یہ بہ سکر او و ہر وہ چلا خوشحال

۱۳۱

مرا نام در اعلیٰ داؤد ہی
مجھی مہر و الفت سی بہائی کیا
مرا بہی تو بھائی ہوا آج سی
سنو اب ورا عرج کبر و کا حال

افسای راز نمودن خیر و زیر و پذیرا ز ماور ملکہ سیتن کہ ملکہ
ماہ پیکر شہزادہ عاشق گردین بوسطہ یک جن و او دنام
ماہ و پیغام بدم میکند و اینحال شنید و بر ہم شدن ماور

نہایت تہی عیار وخت وزیر
یہ بہ حد سی ستم اوسنی بر پا کیا
مفضل سناجب یہ اوسکا حلین
مگر رنجی غیر حالت ہوئی
کہا ہاتھ سی اپنا ول تہام کر
یہ بہ کسٹر حسی شکل پیدا ہوئی

ہوئی ل شکن گو کہ تہی پذیر
کہ مادر سی حال اوسکا افشا کیا
تو بر ہم ہوئی ماور سیتن
اوسکی کل آنیہ حیرت ہوئی
کہ یہ کیا کیا ہای لت حکر
یہ بہ کس پر تو ایجان شہد ہوئی

مری تو ترنی پائیں قصور ہے

ایکلی ترپتی ہون میں لنگار

غرض کہہ چکی ہیں وہ نامہ تمام

جو نامہ رقم سواری نہر و کیا

پنیا اوس اور لانا کہ کیا

الہی یہ نامہ رواںہ چو ہوا

مجھ یاد کر کر کی مضطر جو ہی

یہ مضمون اوسنی جو اوپر لکھا

یہ نامہ ہی مجبور و نامہ کام کا

جس کہتی ہیں سب کی سب ستین

جو نامی کہ عنوان سب ملی ہوئی

یہ کہنی لگی اوسنی خوش صفا

کہا اوسنی سچ تھی کہہ و نہ حال

کہ ٹیکن ل کی مینہ تدیر ہے

نہ مونس نہ خدم نہ یاد نہ یار

تو آخر میں دسکی لکھا و السلام

تو اپنی پسینی سخی شبو کیا

یہ مضمون لٹائی پرانشا کیا

تو چلو پھی بھرا و سن مری مار کو

مرا چاند وہ ماہ پیکر جو ہے

تو یہ نامی پر پشت الٹ کر لکھا

یہ نامہ ہی الفت کی بدنام کا

جو وقت میں ہی جان بستی

گلین اوسنی باندھا طاووس کی

کہ کیا اصل تیری ہی سچ کہہ یہ بات

جو کہہ اور دل میں لاؤ خیال

اگر قد ترا سروی بی مثال
 تجسم ترا کیون نه هر سو کردن
 تری لب هین یا تو تنی سرخ تر
 تری دانت اگر هین و رآیدار
 اگر شمع سوزان هی تو گلبدن
 کرای شمع سوز نهانیسی پاک
 یہ مین دست افسوس کنگ ملون
 خبر لی مری جلد ای شهریار
 و رآرزو بک ناسفته ہے
 وہ میرا ترا وصل ای یار هی
 تری بایں حبیبی میرا دل گیا
 ہمیشہ رہون تجبی مین لب بلب
 ترا بچ محبی زیادہ نہیں

۱۲۹

تو جگو سچہ قمری خستہ حال
 جدائیم کیونکر نہ گو گو کردن
 تو ہی یا د مین خون اپنا جگر
 یہاں ہی ورا شک هین شمار
 تو بی شہہ پروانہ ہی سیتن
 جلا کر مچی کر کیمین جلد خاک
 ہمیشہ شب و روز کنگ جلون
 کہی دل اید ہر کی ہی لی لہریا
 تو میری طالب یہ آشفہ ہے
 یہ فضل اب تجی کب سزاوار ہی
 مرا عیش سب خاک مین مل گیا
 سبب کری کوئی ای سبب
 دلیل اسپہ سن لی تو ای سچہ

نمائے شوق در گردن طایرس ۱۲۸ یعنی داؤد چنی پر وار نمودن
داؤد بہ سمت صحرائی کہ شاہزادہ در آن صحرا بود

ہوا منشی چرخ بینی پڑہ کی دنگ	یہ مضمون او سمین لکھی بید رنگ
پس از حمد حق نعت خیر الورا	جو خیر الورا حق کا محبوب تھا
پس از نسبت مدح مشکل کشا	کہ ہی ذات پاک او کی شکل کشا
روان آب ہوا ہی یہ خاصہ مرا	یہ ہی میری عاشق کو نامہ مرا
تراوش ہی او کی خایکی تھی	نگارش ہی او کی خایکی تھی
گل گلشن سلطنت تو ہوا	وہ معدنِ اہمیت تو ہوا
کسی نی ہی ایسا نہ پایا جمال	خدا نی ترا خود بنایا جمال
رتی شکل گل سی جوافزون ہوئے	تو خا رہیسا بان یہ محزون ہوئے
بہتھی باغبانِ ازل گل کری	تو مالی نہ کیوں مجھی بلبل کری
رتی آنکہ آہو ہی ای مہ لفت	نصو ر مین ہی اپنی وحشت سوا
سوا مہ سی ہی نور کا تیری شور	خدا نی بنایا ہی مجکو چکور

قلمدان آیا جو افسر نگار ۱۲۰
قلم واسطی ہتی سیہ اور لال
دوات اوس قلمدان میں باتوکی
وہ مقراعن جاقوہراک لاجواب
دوات اور ہیر کی پر پور ہتی
زرد کی قطرن دہری بی نظیر
وہ تہین خان بالغ کی فوٹو میں
نہرنی ہتی پکراج کی ایک ڈال
کسی اوس قلمداسی حیرت نہتی
اوٹھائی قلمدان سی ایک فرد
ڈبویا سیاہی میں انداز سی

کہ تہا چین ماچین کا جبہ کار
جو امر کی شامین عدیم المثال
کہ وہ سب مرکب سی معمور ہتی
چمک میں ہیر اکہی لائی تاب
کہ شجرت عمدہ سی معمور ہتی
تو نیلم کی نایاب ہتی فرد گیر
کہ سب قطعہ حسن میں دہتین
جو حرف غلط چھیل کر دی کمال
کسی چیز کی اوسین حاجت نہتی
قلم تہا متی ہی ہوارنگ زرد
وہ لکھنی لگی اک عجیب ناز سی

نامہ نوشتن ملکہ سیمین لصد ناز و انداز برای ارسال
نمودن ان نامہ بہت شاہراوہ ماہ پیکر و آویختن

کہا سجدہ شکر تہ ہو کی شاد
 خوشی کی بہت جو ترقی ہوئی
 عوض ضبط آنکھو میں آنسو کئی
 مری اسطی ہی جو وہ بقرار
 مارا دل خدوا کا طلبکار ہی
 بلا مال وقت کی جو ٹل سکے
 کہا اوس ہی او ذوق کیا کہوں
 تم اوس سی سوا او کی مشاوت جو
 سہی تھی نہ یہ عمر بہر ہی ستم
 ابھی ادا کا ناما مناسب نہیں
 گرا ب کوئی بات ایسی کر دے
 وہ بولی اگر بہر تیری ہو کم
 وہ بولا مرا ہی ہی مطلب ہی

۱۲۶

کہا شکر ہی حق فی دہی یہ مراد
 تو ہزار شکونکی منہ پہ جا رہی تھی
 کہا اوس ہی ہنسر یہ طاؤس سی
 نہیں تاب بخت مجھی زنیہار
 یہہ پندی بہر طور طیار ہی
 چلو نہیں جو تو مجھ کو لچل سکی
 اسی فکر میں مین گرفتار ہوں
 وہ کہتا ہی مجھ کو و میں لچلو
 او دہر ہی ستم ہی او دہر ہی ستم
 بہار ابھی جانا مناسب نہیں
 کہ او کشتہ غم کی تسکین کرو
 خط شوق کروں اوس میں تم
 اب اولی ہی ہی اور انست ہی

تصور تراہتا بھی رات بھر
 خدا تھپہ میں اب بیان کر یہ راز
 صدا تیرے طاؤس فی او کو ہی
 قلعہ میں ہی وہ مائے شاہ کا
 پکاری کہ آجلہ آغوش میں
 ہوئی بعد امد م کی جب ہوشیار
 کہا میں خدا ہی شہ طاؤران
 خدا اپنے کریمہ ول افکار کو
 وہ بولا وہاں ہی جو آیا ہو میں
 اگر جان پیاری ہی تلو مری
 رخ و زلف کا ہی تصور مدام
 اسی غم میں اکدن گدز جاؤنگا
 غرض جب نکل آئی شکل وصال

۱۲۵

نظر کہی مینی اسی سخن پر
 رہی کنگل و لگو سوز و گداز
 جو تو سمجھی ہی ہاں ہی ہی ہی
 میں پیام لایا ہوں اوس ماہ کا
 وہ آیا تو پہر نہ تھی ہوش میں
 کیا خوب طاؤس کو اوسنی پیار
 تیری آنکھوں پر صد فی ہو میری جان
 ان آنکھوں کی دیکھا ہی دلا رکو
 تو اوس کا یہ پیام لایا ہو میں
 تو ای ستم اب خبر لو مری
 خبر لو تو لو ورنہ ہوں صبح و شام
 سچھی یاد کر کر کی مر جاؤنگا
 اور اوسنی سنا ماہ پیکر کا حال

نہ تھا تو زمین کچھ سو آسمان
غرض ہو گئی صبح جب دلکش
کہ اسی بہائی جان اب نہیں مجھ کو تاب
وہ بولا کہ اسی بہائی جاتا ہوں نہیں
یہ کہہ کر وہ غائب ہوا ایک بار
ہو اباع میں جبکہ اوسکا گزر
جب اوس نخل کی پچی پایا اوسی
پڑی ستین کی جو او سپرنگا ہ
یہ ظلم و ستم تو مناسب نہ تھا
یہ مگر نہی کہہ مجھی کہہ صاف صاف
کہ مجھوس رنج و محن کون ہی
جو شہزاد کا ماہ پیکر ہونا نام
مجھی جانیسی وہ سو اسی عزیز

۱۲۳

وہ صحرا بھی تھا دوسرا آسمان
تو یہ ماہ پیکر فی جن سی کہا
تم اوسکی خبر لینی جاؤ شتاب
خط شوق و دلدار لانا ہوں نہیں
کیا گلشن ستین میں قسار
تو بیٹھا وہ جا کر اوسی نخل پر
تو سنبھ مور بنگر دیکھا یا اوسی
تو اک آہ کی اور کہا واہ واہ
کہ سب کچھ کہا اور نہ کچھ بھی کہا
بجوبی کر اوس بات کا انکشاف
جو معشوقہ ہی ستین کون ہی
تو میری عاشق ہی وہ لا کلام
وہ شہزادہ میرا میں اوسکی کینز

طلب و چچکو کری اپنی پاس ۱۲۳
 نہیں عشق میں جیتی او پچ پینچ
 کہان تک کیا کجی طول کلام
 ہوا نور کا آسمان پر ظہور
 او ہر آتا تھا وہ بڑی دور سی
 وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
 سپہ کی علامت سپہا ہوا
 کیا وید پہ خلق پر آشکار
 فلک تھا جو دامن میں شب سی
 یہ طاؤسِ خسان میں تھی ترو
 وہ صحر کا سناٹا ٹہڈی ہوا
 خوشنید پہلی جو صحرا میں ہو پ
 جو شہزادہ تھا نور میں لا جو آ

تو چلیو مرغی ساتھ پہر بی ہر اس
 مزا آگی دکھلائی اپنی کینچ
 ابھین با تو نہیں سو گئی شب نام
 اڑا آشیانی سی طاؤس نور
 وہ پرواز میں تھا پر نور سی
 بہت گرم خواہ اور روشن نگاہ
 نشان آگی آگی خط صبح کا
 کہ پہلی کیا زاع شب کا شکار
 درِ نجم او سپر نچا ور کیے
 کہ چشمِ خلائق کو دی روشنی
 وہ ہر سمت کو طائر و نکی صدا
 ہوا صاف تار و نکاؤر و پھر روپ
 کہو ماہ او سی یا کہو آفتاب

اوسے استن بہن اوہیاسیہ
اب ای ماہ پیکر نہ کچھ رنج کر
تری عشق کا اب میں قائل ہوا
غم و رنج کہانی سی حاصل نہیں
یہہ شکر دیا ہنسکی اوسنی جواب
کہ اوس ماہ کا وصل شکل نہیں
مراد عا دو یہہ مد تم
نہ عاشق کو اتنا ہی ترساؤ تم
دیا اوسکو داؤدنی یہہ جواب
ابھی تیرا چلنا مناسب نہیں
ہزاروں چن اوس باغین عورتیں
کسین بن بجائی مرسی جان پر
مجھی بہر تو ہوائی دی ایک بار

۱۲۲

دل جانی بھیر قربان ہی
وہان پر چکا دلہ تیرا اثر
تری دلی عاشق ہی وہ مد لقا
وصال اوسکا اب کچھ بھی مشکل نہیں
اگر سچ یہہ کہتی ہو تم ای جناب
تو پیر ویر کرنی سی حاصل نہیں
کہ اب لیچاؤ اپنی ہمراہ تم
مجھی دور ہی سی کہا لاؤ تم
تری دل کا بیجا ہی اب اضطراب
نہ ہو جای بدنام وہ نازنین
غضب ہو اگر وہ تجھی دیکھ لین
بہر و سا نہیں مچکوا انسان پر
تری اسلی لاؤن مکتو پیر

جو قاصد یہ موتا مری پار کا
مری سب سے نہ نہ ٹمٹا کیے
مگر یہ ہی آتا ہی مج کو خیال
یہ پنجاہ میری دہر کا تھا
جو ہر از تہی او کی دخت وزیر
ایکلا بھی چوڑ دی اب یہاں
ٹھون ک طرح میں جو یہ دیان آئی
گئی نگلی میں دوز کر و پذیر
زبس سایہ نکل بہا یا اوسی
پلنگھی پہ لیٹی جو وہ دلفگار

۱۲۰ نو کہتا پیام اوس دل افکار کا
وہ چھپی نہ اس طرح اوڑتا کہی
کہلا کیونکر اسپر الفت کا حال
یہ بھیجا ہوا ماہ پیکر کا تھا
یہ کہنی لگی اوسے غم کی اسیر
یہاں سی ہلا میں شو نگلی کہاں
کہ شاید وہ طاؤس ہنس نہ کیا ہی
پلنگھی لالائی اک و پذیر
وہین سینن فی پھاتا اوسی
تصور میں تہی مور کی بقرار

رسیدن داؤد جی دران شب چتر نہ و شہزادہ ماہ پیکر
و کفن حال شاہزادہ سینن کہ در عشق و محبت ماہ پیکر
بتیاب و بیقرار ہو

جو ہی اوسکی معشوقہ آرام جان
 جو نام اوسکا تو پوچھی ای نارین
 مگر جبکہ روتا ہی وہ رشک ماہ
 بس اب اٹھ نہیں سکتی رنج و محن
 یہ کہہ کر اور آنکل پر سی ہنور
 کہ ای موریہ کیا ستم کر چلا
 خبر میری ای موریہ لہندلی
 وہ ہر چند یہ بات کہتی رہی
 سنی موری پر نہ اوسکی ذرا
 غرض جب نظر سنی پہنان ہوا
 یہ ہی کہتی تھی ہاتھ مل کی وہ
 وہ لاکھیکو اب شکل و کھلائیگا
 کہی کہتی تھی کر کی وہ اضطراب

۱۱۹

خدا جانی مسکن ہی اوسکا کہان
 تو معلوم ہرگز مجھی بھی نہیں
 تو چلا تا ہی یون بحال تباہ
 موی تری غمت میں ای تین
 چایا او ہر شاہراہی فی شور
 اگر قنار رنج و آلم کر چلا
 برای خدا مجھ کو ہمراہ نیلے
 اور اک ہزار شکونکی ہستی ہی
 یہہ روتی رہی اور وہ اگیا
 غم ووز و اسکا ذو چند ان ہوا
 بنیان کرتی تھی غمش جلِ حلی وہ
 وہ اب کیون می باغ میں آگیا
 یہہ بیہوشی اس دم مری تھی کہ آ

گرفتار و در و میثت ہوں مین
 پریرا و مین بنج انسان ہوں
 مگر چائتا نون جی مین کمال
 نظر جو کہ آتا ہی عالم ترا
 کہا ستمن فی یہ کر آشکار
 وہ ہی کون کس شیئی فی الفت سی
 ہنہنڈ سوڈتا کیا وہ مطلوب کو
 وہ عاشق کسی کی ہی کیا قید مین
 جو معقوت ہی او کو الفت ہنہن
 کہا مور فی کیا کہون ای جیل
 بھی جانا ہی ای نی شہزادی پس
 کہا ستمن فی یہ سنکر کلام
 وہ بولا کہ مین کہہ چکا یہ سخن

۱۸
 کیا اسیر محبت ہوں مین
 جو کچھ ہوں غا ہری جوان ہوں
 وہ ہی اور کی عشق مین پامال
 وہ بیتاب ہی تجھسی ہی کچھ سوا
 تو چکی محبت مین ہی بہتر ار
 یہ کب سی ہوئی ہی محبت اوسی
 ہنہن پاتا کیون اپنی محبوب کو
 دیا صوف معقوت ہی کید مین
 دیا او کو مطلق مروت ہنہن
 یہ قلعہ طویل اور غصت قلیل
 مری یاد مین ہی وہ ہوگا او و اس
 بتا ای نی شہزادیکا مجکو نام
 بہت طول مین سکی رنج و محن

سخن مجھسی کرنی پر آما وہ ہو
مری مہر انور کی دی کچھ خبر
جو معلوم کچھ حالِ مطاوب ہی
مری دلکا ہو گا جو کم اضطراب
کہوں کیا کہ تو ہی تو آگاہ ہی
ٹھہرنیکی دلکی تیشیہ وون
یہ جب کہ چلی اوسنی وہ ولنگار
جب اس بات پر موررونی لگا
کہا سچ بتا کیا پر زرا دیہے
ویا قاصد کوئی دلدار ہے
کہہ ای مورینہ وانگی تجکو قسم
تو ہی آدمی یا پر زرا دیہے
غرض حبسین اوسنی قسین کمال

۱۱۴

بتاگر کسی کا فرستادہ ہو
مری ماہ پیکر کی دی کچھ خبر
تو او سکا بتا بہت خوب ہی
بکھی ہو گا اسکا نہایت ثواب
دل آدمی عرشِ اقدس ہے
ہو اعش کو جیسی صبر و سکون
تو واؤ ورونی لگا زار زار
تعب کمال او سکو ہو فی لگا
یہ جو حال پر میری فریاد ہے
مری حال پر تو جو خونبار ہے
خواب سلیمانکی تجکو قسم
گر فتنہ غم ہی کہ آزاد ہے
کہا میں بڑی میری رنج و ملال

گئی عشق میں اسکی جان عزیز
 نیکہا پر اوس ماہِ رخسار کو
 یہی بتیزار اور مضطر کی قبر
 اوس کی کیا تھا ایک شبِ اہمین
 وہ تھا خوابِ اجل کی مثال
 یہ جب کہ چکی وہ بجانِ فگار
 اولٹ کر جو دم موٹھوں پر آگیا
 شجرِ انعامات سی وہ ہی تھا
 کاسمن نی یہ جتنا کلام
 یہ ہی عشق سی تیار جب دکھا
 جد اسب سی بر مور کی طورین
 نظر پڑتی ہی لہنی کی اوسکی چاہ
 پکاری کہ بول ای شہ طائران

۱۱۹

ہوسے شاہزادہ صدیقی کنیز
 ترستی گئی اوسکی دیدار کو
 یہ ہی کشتہ ماہِ سیکر کی قبر
 پھنسی بحرِ الفت کی گرواہمین
 کہ خود کر دیا اوسکو خوابِ خیال
 تو رونی لگی مثلِ ابرِ بھسا
 تو غش اوسکو زیرِ شجر آگیا
 گزر جس شجر پر تھا داؤد کا
 سب وہ داؤد نی لا کلام
 نظر آیا اک مور اوسے ایک بار
 پر وبالِ نقش و نگار اورین
 مثلِ اصل سی لکھوی دلی راہ
 نظر تو نہ آیا تھا گاہی یہاں

نہو لعل کا اور نہ کو ہر کا ہو ۱۱۰
جی عقل تو صاف او سیر کھلی
عوض نام عشاق میں کر گئی
ہی عالم میں معمول تاراج کا
نہ تاراج کہد وایتو تم مگر
یہ قبر او سکی ہی جو کہ تہی تن
سفر جب ہوا ماہ تماشال کا
بہت شامرا وون فی چانی تھی
کسی پر کی رحم کہا کر نطسہ
وہی سامنی اسکی بگی کیا
علی اس کئی کی اسی ہی سزا
یہ جیب میری تہی بہ کہد واکو
کہ یہ ماہ پیکر کی ہی جان نثار

جو تعویذ ہو سنگ مر مر کا ہو
کہ مر مر کی کاٹی میں ن بھر کی
کہ معشوق کی جسد میں مر گئی
کہ کہد واقعی میں قبر پر بر ملا
یہی کندہ ہو سنگ تعویذ پر
جو تہی سرو قد اور غنچہ دہن
نہ سن پورا تہا پندرہ سال کا
ہوئی او سکی الفت میں آخر ہلاک
ہوئی سیکڑوں سپہ رشک نگر
وہی عشق آخر اسی کہا گیا
سزا تہی سزا تہی سزا تہی سزا
یہ مضمون جانوز پر کتہہ ہو
ہوئی عشق میں شاد و خندان نثار

نہ کیا تھی یہ بڑا غم رہا
 بھی مرنے مرنے ترا دھیان تھا
 رہی گئی لالین یہ میری مراد
 اگرچہ مری قبر کو دیکھ کر
 مگر کام فرمایو صبر کو
 میری روح ہو گی بہت تجھی شاد
 یہ پیغام اوسی ہی میرا دوسرا
 گڑھی چون چین سرود کی ساغی
 بہن جی کیا تھا اچھی حال
 تیرا روح پر دھیان چھاپا ہے
 میری مانگو دنیا یہ میرا پیغام
 کہ مین گشتہ ماہ پیکر ہوئی
 سو یہ ہی وصیت مری آپکو

ہوسنی چاہنی والی تجھ پر خدا
 تری گرد و پھر نیکا ارمان تھا
 فلک سی برائی ہی کس کی مراد
 لہو ہو گا دل اوپر ہنسی کا جگر
 غلی سی لٹانا مری قبر کو
 کہ دنیا سی اہتھی ہو نہیں نامراد
 مری منت سی کہیو انسی رہ لقا
 تو اسکا سبب یہی شادون تھیں
 نظر میں گہا بقید موزون کمال
 بڑی فدی کی جیسر کا سایہ رہی
 کہ یہ ایک ہی آخری میرا کام
 خدا او سپر اہ جان منظر ہوئی
 لہ جیب مری بن کی طیار ہو

بہجی طوق سی اپنی صد مہین ۱۱۳
مرا دم خفا حال تغیر ہے
ترا پیر سن ہی جو خاکستری
یہ کو کو کری وہ جو بی آس ہی
نظر آئی اسی میں طاؤس باغ
تو کہنی لگی اونسی دستہ تن
مری بچ کا کب کچہ اندازہ ہی
مگر تھکو کرتی ہوں اسکا گواہ
میں اکدن جلو نگلی اسی داغ میں
اگر داغ فرقت سی جاؤ نہیں
وصیت یہ کرتی ہوں میں سن رکھو
جو آنکلی وہ پیرا عاشق کہی
زبان فی مسد ی کیچو آشکار

ترا دم خفا اوستی اصلا نہیں
کہ طوق محبت گلو گیر ہے
تو میں عشق سی خاکین مل گئی
جو محبوب تیرا ہی وہ پاس ہی
دیکھا ہی دیتی اونکی سنو تن داغ
تمہاری یہ بین داغما ہی کہن
کہ داغ محبت مرا تازہ ہی
کہ یہ داغ کرتا ہی مجھ کو تباہ
میں جان اپنی لگی اسی داغ میں
اسی دو غم سی گذر جاؤ نہیں
کسی وکی سایہ میں قسہ ہو
توا و سکوتا دیکھو تربت مری
کہ امی می عشق مری غمگسار

عشق میں جو دو مایہ جان ہوئے

۱۱۲

تو سیرِ حرم کو خرابان ہوئے

گھونکی طرف وہ جو مائل ہوئی

سوا اور بھی وحشتِ دل ہوئی

نظر او سکی گل پر اگر پڑے گئے

تو وہ یادِ رخسار میں گر گئی

کیا او سکو زنبق کی گلنی ہلاک

ہوئی یا بوئنی میں اند و ہناک

نظر سوسے زکس جو یکبار کی

تو یاد آئی آنکھ اپنی دلدار کی

نگہ اوسنی کی جب سوئی ماسمن

بڑھا اور پنی او سکار بج اور حن

ملاحت کا چہر کی فریاد آگیا

تو صد سی نہہ گلا ہلکا گیا

پڑی سر و گلشن پر جسم بگاڑ

تو سیدی فلک کو چلی او سکی آہ

کہا سروسے یون کہ اسی نخل

مری لگی یہی ہی کچھ کچھ خبر

عجب درد میں دل مرا بھر گیا

قدیار آنکھوں تلے پہر گیا

ملا او سکی قدسی تو ممتاز ہی

نظر میں مری تو سرفراز ہی

جو قمری سر سر دہی نعرہ زن

یہ زور و کی اوسے ہوئی نعرہ زن

گلین محبت کا گو طوق ہی

مری عشق کو پر کہین فوق ہی

یہ بے حال گلشن نظر آگیا	تو جن بید مجنون سا تہر آگیا
کہا گو کہ حال چمن غیر ہو	گل ماہ پیکر کی پر خیمہ ہو
بنا ایک طاؤس فہوت کر	کیا اپنا مسکن کسی شاخ پر
جو بنگلہ بہا او سین جو اہر نگار	نظر اوسط گار دی اکیبار

سیر و ن آمدن ملکہ سین اران بنگلہ جو اہر نگار برای سیر
گلزار و زیادہ گردیدن آتش عشق و جنون ہمکلام شدن
آن رنخلہای باغ و طائران چمن عین خودی عشق جواب

شنیدن از یک طاؤس

پلا سا قیاس جو ویکی وہی ہے	کہ جسی مرا مطلب دل ہو بیٹے
جب اس کو چسپی ہو ہری انکھ بند	نظر آئی تب گلشن دل پسند
چڑھی نشہ آب شر بار کا	تو مژدہ سنون وصل و لہار کا
کشش عشق کی اب سنو و ستو	کیا بھیرا اوس ستدیدہ کو
چمپر کہٹ سی اوٹھی بعد اضطرار	چلی سیر گلشن کو وہ دل کباب

نہ تجھ پر کوئی اب اثر ہوئیگا ۱۱۰
 یکایک ہوا پر وہ ابر آشکار
 او دہر تو وہ داؤد و رخصت ہوا
 غرض جب کہ داؤد و ادھر سی چلا
 آڑا اک پہر پر سی وہ کچھ زیاد
 وہ اوس شہر میں جبکہ داخل ہوا
 غرض جاکی آڑا وہ اوس باغ میں
 کہا ابرنی اتر و ن کس باغ میں
 پتہ سیتن کی چمن کا دیا
 غرض جبکہ داؤد پہنچا وہاں
 گلوں کی ہن چری مضیت سی نہ
 گری ہی جو گلشن پہ فوج ستم
 برستا ہی گلشن پہ باران یاس

نہ زہن ہا اب کچھ ضرر ہوئیگا
 روانہ ہوا اوس پہ ہو کر سوار
 یہ اس سمت کو غرق حیرت ہوا
 روان ابر صرصری ہی تھا سوا
 نظر آیا مہر انجلا کا سوا
 تو دل کو سرور اوسکی حاصل ہوا
 جہان وہ گرفتار ہی داغ میں
 وہ بولا جو شہزاد سی جس باغ میں
 وہ میں ابرنی اوسکو پہنچا دیا
 تو دیکھا کہ آئی ہی اوسمیں خان
 کہاں سر نہ ہی چشم ز گس میں گرو
 تو ہر سر وہی اک نشانِ الم
 ہر اک دم نو پر ہی سامان پاس

مرا عشق او سپر عیان کیجئے
 کہی اوستی واؤ دنی تب یہ بات
 کہ پہلی ہوید اہو نہیں دوسری
 تو پہر جاؤن پاس کی میں شاد کام
 سادون مفصل ترا او سکو حال
 وہ گو تیری عشق ہی لاف صفا
 اگر دفعہ روبرو جاؤن میں
 تاوی بھی تو ہی اس خوش صفا
 لگا کہنی شہزادہ نیک خو
 مناسب جو کچھ خانی کی گنجے
 تو یہ ماہ پیکر فی جنسی کہا
 نکالی وہین جن فی انگشتی
 ویا تو رکرا ایک اوسی موی سر

۱۰۹

مری جستہ جالی بیان کیجئے
 کہ اسکی نکالی ہی مٹی یہ گہات
 جو وہ دیکھ کر ڈرنہ میرا کری
 کروں چاربا تو نہیں ہر او سکو رام
 کروں رزب تیرا رنج و ملال
 مگر خام ہوتی ہی رست کی نوا
 وہ عیش ہو وہل کر تو غم کہاؤں
 کسی پہر ساؤن تری وارزوا
 کہ تم سب طرح میری مختار ہو
 کہا جن فی خست بھی کیجئے
 کہ اسی بہائی تنہا میں کہرا ہوگا
 وہ انگشتی شاہزادہ کو دے
 کہا پاس کہہ دو نو کو باندہ کر

اوهنا لانا مين تو ترى پاس هي ۱۰۸
اگر استگي کيچي اختيار
غرض جنگو پايا جو اڻاڻي
کها شا هزار ديني داؤد سي
اگر بچو کولي تو اڻاڻا سلام
اگر ماه پيکي سي داؤد ني
اگر هان جو تو بچو بهائي کري
دلون مين محبت کارشته بڙا
جست جو اوس جنگي بهائي اوسي
اگر ماه پيکي ني اسي بهائي جان
اگر لائيگي تني جو حامی بهر
اگر عرصي هي خدمت پاڪ مين
اگر اڪي لئي آب جائي

مجهي وکيه ڪر وه دهل جائيگي
درست اسين هوتا هي انجام ڪا
هو ابجر احسانين اوکي غريق
عجب کي تر شفت وجود سي
بل آجي مين هو گاهه سلام
يه کلمه کها شا هزار دي مري
تو بهي تفاخر هي سيري لئي
تو صفيه اخوت کا باهم بڙا
اگر شا هزار ديني بهائي اوسي
نه طاقت نه مڃه مين توانا سي جان
تو قوت سي کچه جسم مين آگي
فلڪ ني ملايا بهت خاک مين
خبر سيري محبوبه يکي لائي

مرا عشق او سپر عیان کیجئے
 کہی اوستی داؤدنی تب یہ بات
 کہ پہلی ہویدا ہونین وری
 توہر جاؤن پاس کی مین شاد کام
 سادون مفصل ترا اوکو حال
 وہ گو تیری عشق ہی الاصفات
 اگر دفعہ روبرو جاؤن مین
 تبادی بھی تو ہی انجوش صفات
 لگا کہنی شہزادہ نیک خو
 مناسب جو کچھ جانی کیجئے
 تو یہ ماہ پیکر فی جنسی کہسا
 نکالی وہین جن فی انگشتی
 دیا توڑ کر ایک اوی موی سر

۱۰۹ مری خستہ جالی بیان کیجئے
 کہ اسکی نکالی ہی مینی یہ گہات
 جو وہ دیکھ کر ڈر نہ میرا کری
 کہون چاربا تو نہیں پو کو رام
 کہون و زب تیرا پنج و ملال
 مگر خام ہوتی ہی عورت کی نوا
 وہ غش ہو وہل کر تو غم کہاؤن
 کسی نہر ساؤن تری وارزوا
 کہ تم سب طرح میری مختار ہو
 کہا جن فی خست مجھی کیجئے
 کہ اسی بہائی تہن مین کہراؤ گا
 وہ انگشتی شاہزادہ کو دیکھ
 کہا پاس کہہ وہ نو کو ہاندہ کر

او سہا لاتا میں تو تری پاس ہی
 براہستگی کیجی ختیار
 غرض جنگو پایا جو اپنا شفیق
 کہا شاہزادینی داؤد سی
 مگر جنگو کر لی تو اپنا غلام
 کہا ماہ پیکر سی داؤد نے
 مگر ہان جو تو محکو بہائی کری
 دلو نہیں محبت کا رشتہ بڑھا
 جھگڑت جو اوس جنگی بہائی اوی
 کہا ماہ پیکر فی ای بہائی جان
 لائیگی تنی جو حامی بہرے
 سو یہ عرض ہی خدمت پاک میں
 اے اک لئی آپ اب جائی

۱۰۸ مجھی دیکھ کر وہ دہل جائیگی
 درست اس میں ہوتا ہی انجام کا
 ہوا بحر احسان میں اوسکی غریق
 عجب کیا تری شفقت و جود سی
 بدل آجی میں ہو گا غلام
 یہ کلمہ کہ شاہزادی مرے
 تو یہ ہی تفاخر ہی میری لئی
 تو صیغہ اخوت کا باہم بڑھا
 کیا شاہزادینی بہائی اوی
 نہ طاقت نہ مجھ میں تو اناسی جان
 تو قوت سی کچھ جسم میں آگئی
 فلک فی ملایا بہت خاک میں
 خبر میری محبوبہ کے لائی

اوسى نيكه كرا سطح بيتزار ۱۰۷
وہ جن وياحب اوسكى احوال پر
کہا جن سى اوسنى بجان نجيف
سنا ماہ پکیر سى جب يہہ کلام
غرض رحم آيا جو داؤد کو
عبث رنج سى خان کہوتا ہى تو
اگرچہ تری ہى يہہ مشکل مراد
يہہ سنتى ہى ايسا ہوا اوسکو جو
گرا اوسكى قدمو پنے بي اختيار
تو داؤد کو رحم آيا وہين
کہا اب نہ حال اپنا تو غير کر
جو مطلب ترا ہى وہ کر لاؤنگا
وہا نى تری پاپن آؤنگا مين

ہوا آبدیدہ وہ جن ايك بار
توقع ہوئى کام کی سربہ
بتا دیکھى اپنا اسم شريف
کہا ميراد او دجنى ہى نام
کہا ماہ پکیر سى اى نيك خو
عبث منہہ کوشکو منسى ہوتا ہى تو
مگر ہوگى اى شخص حاصل مراد
کہ ہرگز نہ باقى رہى عقل و ہوش
کہا زندگى ہى تری اختيار
کہ سمنى سى سر کو لگایا وہين
کہ باندھتا ہوں تری کام پر
اوسى تیرا پنيا کہو نچا ونگا
جو چکے وہ کہى گى سناؤنگا مين

غرض دو گھڑی بعد کی جو نگاہ
 وہ ابراسکی سر پر جو آکر پہنچا
 عجب اسکی خلقت ہستی کی جو نظر
 پکارا وہ طائر کہ اسی ہن پہ
 بہر و سا جو او سکو بڑا ہو گیا
 غرض شاہزادی فی کی حجب
 وہ جن خوبصورت جوان و حبیب
 کیا ماہ پیکر فی جبک کر سلام
 یہ تکلیف دی اینجاب آپکو
 گرفتار رنج و محن ہی غلام
 نصیبت میں یوں میری کام آئیں
 اگر آپ بندہ نوازی کریں
 یہ کہہ کھتی ہی رونی لگا رشکِ ماہ

۱۰۶

تو دیکھا کہ اک آیا ابرسیاہ
 جویدا ہوا ایک مردِ خدا
 کہ دو پر پہی آئی نظر شانوں پر
 او ہر دیکھ تشریف لائی تہن
 تو تعظیم کرنی کھڑا ہو گیا
 تو ساتھ اسکی تھا ایک دیو سیاہ
 مگر دیو بد شکل تھا اور کریم
 کہا ہی یہ بندہ تہارا غلام
 پر اس میں بہت ہی ثواب آپکو
 کہ وارفتہ سیمتن ہی غلام
 مہمی لی چلین باو سی لائیں آب
 تو بندگی یہ گار سازی کریں
 کہی نا کہ کش تھا کہی لب پر آہ

فدا یتن پر چو نسی ہو یتن
مد و کار کوئی نہ مونس میرا
مجھی مول لو یہ جو احسان کرو
مصر جبکہ وہ دل شکستہ ہوا
ہوا منفعل و لین وہ جانور
بہت شاہزادینی کی جب بکا
تا وی جو کچھ تجکو منظور ہی
ہمکن حال او کی سافت کا کیا
مگر میری کہنی سی یہ بات کر
جو اوستی کری منت والتجا
کہا اوستی ہاں آرزو ہی یہی
کہا جانورنی کہ جاتا ہونین
وہا نسی اوڑا جانور ایک بار

۱۰۵

زیادہ کہین و حشیوسی ہون
کسی مین چارون تمہاری سوا
یہ تہ شکل تم آسان کرو
بہت سامنی دست بستہ ہوا
اوسی آگیا رحم شہزادی پر
تو اوس جانورنی یہ اوستی کہا
یہا نسی و گلشن بہت دوری
تصور تہ کی طائر و ہم کار
کہ جب چاہی حشی ملاقات کر
تو شاید برائی تیرا مدعا
ملون حشی مین جستجو ہی یہی
اوسی اپنی ہمراہ لانا ہون مین
یہ رویا کیا دیر تک زار زار

سیمانکی وی و نهین جب قسم
بجھی خوف ایسا ہوا جان کا
خواب سیمانکی سنک قسم
یہ لکھ و آہی اوس نخل پر
کہا اپنی داہی کر کچہ خیال
فلق مین دل فارغ البال ہو
یہ داہی نی تبانی نرسی کہا
ہمین دام مین کطرح لائیگا
ہوید اسی وانا کی دلیر راز
وہین شاہزادی نی وی یہ صدا
نہین جعل سی مجکو مطلق خبر
مجھی جب سی ہی الفت سیتن
بجھی یہ نجانو کہ انسان ہون

تو ماہ پکاری یہ کیا ہی قسم
کہ مطلق نہین دیان ایمان کا
ہٹہ جانیگی اب نجانگی مسم
قریب و نی آہینا پیر او سکار
کہ ہین ہیروت یہ انسان کمال
تعب نہین ہی اگر جال ہو
یہ خود دام الفت مین ہی مبتلا
یہ بیچارہ کیا جال پہلا نیگا
یہ فیلیوف اور نہ یہ جلداز
مرا حال اندہی جانتا
تہمارا خیال ایسا ہی کہ ہر
نہ غم جانکا ہی نہ کچہ سکر تن
تہماری طرح مین ہی حیوان ہون

۱۰۳ یہ سن سنی کہنی لگا اوس سی نہ
 نکل آئی چہن کر کوئی ایسی بات
 سنی طائر و نکی یہ جسم سخن
 اڑا دل سی طائر کی صورت قرار
 جو مطلب یہ میرا ادا تسی ہو
 بنون عمر بہر کا تمہارا غلام
 مری درو کا جلد و زمان کرو
 خدا کی لئی میری پاپس آؤ تم
 نہ دکہہ پر مری گر کوگی نگاہ
 سنا نام زنی جو پین تیر کا
 اڑا اوس شجر پر سی ہ جانور
 بہت غیر حالت ہوئی جانکی
 چلی تم تو ہی فوج کا بہی سفر

کہ اس فکری سی تہا یہ نڈر
 کہ مطلوب بہ تک پہنچی یہ خوش عفتا
 بہت خوش ہوا وہ اسپر سخن
 یہ چلا با او نکو وہ سینہ فگار
 جو حاجت یہ میری دانتسی ہو
 نہ پاؤگی ز نہار مجسا غلام
 ملون سین سی وہ سامان کرو
 کوئی شکل ملنی کی بتلاؤ تم
 تو تیر چلے گا مرا تیر آہ
 ہوئی اور وحشی کو وحشت سوا
 چلی پیچھی ماوہ بہی پر کھول کر
 کہا و کی قسین سلیمانکے
 ہر جاؤ اکدم تو اس نخل پر

وہ بولا جگہ وہ بہت دور ہی ۱۰۲

کہا اوس سی مادہ فی انہی شہین

تو کہتا ہی تہا میں کل اوس بلعین

وہ بولا کہ ہی ایک جن میرا یار

نہانت وہ مضبوط ہی بات کا

ملاقات کا اوسکو وہیاں آگیا

یہ مادہ فی اوس سی کیا تب کلام

ثواب اسکا ہوگا سمجھ لی ذرا

تو اوس سچی سیت کراں کی بائین

یہ اور وہ ہم دونوں غین غین

مگر ہی وہ حد سی زیادہ حلیق

عجب طرح کی اسپر آفت پڑی

ثواب ایک تو انھی سن انجام ہی

پرستان کی پاس مشہور ہی

کہ وہ تو بہت دور ہی سرزمین

سبب جلد آنی نہا تہا ہمیں

بہت صاحب عقل اور ہوشیار

بہت پاس اوس ہی ملاقات کا

یہاں م میں دیکھو پہونچا گیا

جو تو کہ کری تو بنوا سکا ہی کام

اوس جن سی اوسکو بلاؤ سی ذرا

وہ جن تاکہ اسپر پہونچ مہربان

کہ وہ قوم جن سی ہی یہ قوم انس

عجب کیا جو ہو جای اسکا شفیق

چہی بادشاہی مصیبت پڑی

سوا اسکی دنیا میں ہی نام ہی

یہ ہی کون نام اسکا کیا ہی تھا
مزا پائی کیونکر یہ مطلوب سی
کہا نہ فی سن میں جو ہون جانتا
مگر وہ بھی ہی اسکی غم میں تباہ
جو وہ تخم عشق اسکا بویا کری
نہ کہاتی ہی کہا نہ پیتی ہی آہ
کیا پہر یہ ماوہ فی زری سوال
کہا نہ فی ہی دیان تیرا کدھر
گزر کل ہوا اسکی گلزار میں
نظر میں سوا حارسی باغ ہی
یہ ہر دم دعا کرتی ہی یا خدا
سخن اپنی زری یہ جب سن چکی
کہ کس سرزمین پر ہی اوسکا مکان

۱۰۱ یہ کس ماہ کا ہستلا ہی تھا
ملی کس طرح اپنی محبوب سی
کہ یہ سین پر ہی عاشق ہوا
کہ رو یا میں اوسنی ملا تھا یہ ماہ
تو کیونکر نہ راتوں کو رو یا کری
ہوا اوکا دل ہی جگر ہی کباب
کہ تیرا کھلا کس طرح اوکا حال
نہیں ہم پرند و نکا کسجا گذر
اوسنی کیا الفت کی آزار میں
اسی ماہ کا سینی میں داغ ہی
مری ماہ پیکر کو مجھسی ملا
تو بولی تباختی ہوں پوچھتی
کہ ہر گل کی رہی کا ہی بستان

ہوا ہنڈی ہنڈی جوتانی لگی
بہت دکھ رہا تھا زبس بند بند
تہکا تھا سوانی لگا اوکو خواب
ابھی چشم ست اوکی ہر اک تھی دا
کہ اسمن نظر جا پڑی نخل پر
ہر اک جانور جبکہ گویا ہوا
یہ تب ایک فی دوسری سی کہا
کہ یہ نو جوان ہی جو زیرِ تخت
اسی سنا کس محن کا ہوا
بلون پری گو ہر زمان سیتن
صد ماہ پیکر فی جب یہ سنی
کہ شاید انہیں سی ملی دعا
کیا نرسی مادہ فی اوس دم خطاب

تو روح اوکی لذت اوٹھانی لگی
تو سایہ میں جونی لگی آنکھ بند
تو لیٹا زمین پر وہ گرد و ن کاب
کہ جسطرح دروازہ میٹانی کا
تو دیکھا کہ آمیشی دو جانور
یہ گویا نیکا اونکی جویا ہوا
بھی رنج ہی اسکا حد سی سوا
مصیبت ہی اسکی نہایت سخت
کہ وارفتہ یہ سیتن کا ہوا
مگر یہ کہاں اور کہاں سیتن
نہایت ہوا اپنی دلین جو شے
پہی خضر ہون اور ہنیں رہنا
بھی ہی تاکیا ہی سپر عذاب

مگر اب ستم مجھ تھوڑا نہیں ۹۹
تیرا ایک مونس چھو ان تھا
پیادہ روی کا ہی چکھون مڑا
یہ کہہ کر روانہ ہوا وہ جری
پیادہ چلا خاک اڑاتا وہ ماہ
وہ اک سمت بیدل چلا جاتا تھا
الم و ر و غم بر ملا اسکی ساتھ
غرض دوپہر تک چلا یوں راہ
تازت پہ خورشید ایسا ہی تھا
کف پا میں اسکی پہپولی پڑی
کہ یکبار آیا درخت اک نظر
گہنی چھاؤں تھی اسکی حد سے
زرب عالم غش میں تھا وہ جوان

کہ تھا جو سیر اب وہ گھوڑا نہیں
ہوا حیف صد حیف وہ ہی جدا
ذرا کانٹوں سی پاؤں میں آشنا
وہن خشک آنکھوں میں لیکن سر
مگر ہر قدم پر وہ کرتا تھا آہ
مگر سنی میں دل ملا جاتا تھا
روان تھا ہی قافلا اسکی تھا
کبھی اشک آنکھوں میں کہہ لب پر
کہ ہر ذرہ چٹکار سنی تھا سوا
پہپولوں میں جنگل کی کانٹا گڑی
مگر سر سی پاؤں تلک بارور
بہت سرد سرد اسکی نمی ہوا
وہ ہر غنیمت سمجھ کر وہاں

وہ جو شاہزادہ کا ہوتا رہا ہوا
 غم میں جب وہ گھوڑا بھگانی لگا
 پڑی شاہزادی کی اوس دم نظر
 بندھی پہ پہونچا نہ تھا خوشحال
 گرا آپ کے آگے اس شیر کی
 یہ بہن ہانی جو دل پر گل اندام نے
 نظر آگیا شیر کو جب وہ نور
 عیان چاند سی جب وہ صورت
 وہ سمجھا ہتا میں خود ہونگا شکار
 وہ اپنی محبت جتا میں نے لگا
 نظر آگیا شیر کا جب یہ حال
 ابھی اس جہانسی نہ جایکا تو
 بھلا جان کیوں اپنی ناحق کوڑ

کیا شیرنی اوس فس کا شکار
 تو وہ شیر گوشت اوسکا کہانی لگا
 کہ جب جو چکا سیر وہ شیر نہ
 کیا گیا اوسکی دل میں خیال
 کہ تا یہ ترا اک نوالہ کری
 تو کہو داوین شیر کی سامنی
 ہوا نگ الفت سیل چہ چور
 تو آئینہ سان اوسکو حیرت ہوئے
 مگر خود ہوا شیر اوسکا شکار
 پہرا گرد اور دم ہلانی لگا
 تو سوچا یہ شہزادہ خوشحال
 ضرور اپنی معشوقہ پایکا تو
 اوسی شہر کا تم تجسس کرو

مگر اب ستم مجھ تہوڑا نہیں ۹۹
تیاں ایک مونس چو حیوان تھا
پیادہ روی کا ہی چکھون مزا
یہ کہہ کر روانہ ہوا وہ جری
پیادہ چلا خاک اڑاتا وہ ماہ
وہ اک سمت بیدل چلا جاتا تھا
الم و درد غم بر ملا و سکی ساتھ
غرض دوپہر تک چلا یوں راہ
تازت پہ خورشید ایسا ہی تھا
کف پائین او سکی پہپولی پڑی
کہ یکبار آیا درخت اک نظر
گہنی چھاؤں تھی او سکی حد سوا
ز بس عالم غش میں تھا وہ جوان

کہ تھا جو سیرق اب وہ گہوڑا نہیں
ہوا حیف و حد حیف وہ ہی جدا
درا کا ٹونسی پاؤں جون آشنا
وہن خشک آنکھوں میں لیکن سر
مگر ہر قدم پر وہ کرتا تھا آہ
مگر سینی میں دل ملا جاتا تھا
روان تھا ہی قافلا او سکی تہا
کبھی اشک آنکھوں میں کہ لب پر
کہ ہر ذرہ چکا رینی تھا سوا
پہپو لون میں جنگل کی کاٹی گڑی
مگر سر سی پاؤں تلک بارور
بہت سرد سرد او سکی نہی ہوا
وہ ہر غنیمت سمجھ کر وہاں

وہ جو شاہزاد کا ہوتا رہا ہوا
غصن جب وہ گہوڑا بھگانی لگا
پڑی شاہزادی کی اوس دم نظر
بلندی پہ پہونچا نہ تھا خوشخصا
گرا آپ کے آگے اس شیر کی
یہ بھانی جو دل پر گل اندام نے
نظر آگیا شیر کو جب وہ نور
عیان چاند سی جب وہ صورت
وہ سمجھا تھا میں خود ہونگا شکار
وہ اپنی محبت جتا نے لگا
نظر آگیا شیر کا جب یہ حال
ابھی اس چہانسی نہ جایکا تو
بھلا جان کیوں اپنی ناحق کو

۹۸ کیا شیرنی اوس نس کا شکار
تو وہ شیر گوشت اوسکا بھانی لگا
کہ جب ہو چکا سیر وہ شیر نہ
کیا گیا اوسکی دل میں خیال
کہ تا یہ ترا اک نوالہ کری
تو کہو داوین شیر کی سامنی
ہوا ننگ الفت سیل چرچر
تو آئینہ سان اوسکو حیرت ہوئی
مگر خود ہوا شیر اوسکا شکار
پہر اگر داور دم بھانی لگا
تو سوچا یہ شہزادہ خوشخصا
ضرور اپنی معشوقہ پایکا تو
اوسے شہر کا تم بحس کر و

نہ مونس کوئی تہا نہ تہا عکسار
تہا کوئی بھی نہ دل تاسنی
غرض آپ ہی آپ روتا ہی تہا
کہ او سکی تصویر میں چلا تا تہا
زیادہ قلق اور الم دی گئیں
سنو جانی اسی ملکہ سیتن
مری مری پر تم ضرور آتو
بس اتنی مری دلکی دنیا مراد
نہ آنا اگر ہو گا پُر فن ترا
وہ جب و فرقت زیادہ ہوا
سو تدبیر سو چاہ وہ نیک خو
غرض چڑھ گیا نخل پر وہ دلیر
عجب ہیئت الگین وہ تہا شیر

عجب خاوشی میں بیسا دل نگار
دنیا ماہ پیکر کو تسکین دے
وہ خاموش بہر آپ ہوتا ہی تہا
کہ ہر تم گئیں سیتن نہ لفت
نہ کیوں اپنی عمر بچی لی گئیں
جو مرجاتی یہ عاشق خستہ تن
مری روح کو شاو کر جانیو
کہ دنیا سی جا تا ہوں نہیں نامراد
تو پیکر و نگا محشر میں دامن ترا
ہلاکت کا اپنی ارادہ ہوا
شجر پر سی چڑھ کر گرا آپ کو
کہ اس میں نمایاں ہوا ایک شیر
کہ ہوسا نما او سکا رتم یہ جبر

کمان پائیدی میری عتابی ۹۶	خدا چاہتا ہی تو آما ہی و
رکھہ امید و برسی ملنی کی تو	مری جان آہی لا تقطوا
زول تیر عمکا نشانہ کر و	لی اب جلد مجھ کو روانہ کر و
وہی بک دریا ہی شت غرق	ہو اس سخن فنی او سین فوق

بخواب دیدن ماہ پیکر سین را بہمون شب و ہمکلام
 مگر دیدن و عشق او زیادہ شدن و بیدار گردیدن
 آہ و زاری نمودن

مئی حسرت و غم پلا ساقیا	کہ اب سانسہی بڑنی پنج کا
الم سی پہلا کیا وہ مضطر چہی	جو معشوقہ سی اپنی ملکہ چہی
جو بین زدہ زمرہ بہستان	وہ لکھتی ہیں اس طرح یہ داستان
کہ جو سین فی بیان کیا خواب	وہی میکہ کر چو نکاوہ دل کباب
کہلی انکھ جدم و ورنی لگا	ہنہ اشکو فی دور و کی ہونی لگا
تعب بڑ گیا جان غماک پر	ایکلا ترپنی لگا حناک پر

پڑی مجھ پہ تازہ مصیبت کڑی

یقین ہی نہ پیدا ہوئی اب بھی

ربا غم کی ہاتھوں ہی جاؤں میں

جو اس دور و میں قطع ہو زندگی

بیان کر دیا حال جب خواب کا

ہوا عشق کا اور پہی ل میں جوش

کپاری کہ اسی ماہ پیکر میرے

بس اب قید غمی چڑا لی مجھے

کراہ آکی رنج و محن کو تمام

یہ کہہ لہکی حیدم وہ رونی لگی

غرض دست بستہ یہ کی التماس

اوسے ڈھونڈنی کی لٹی جاؤنگی

یہ کلمہ نہیں کہتی ہوں لاٹ سی

۹۵

دراشبک کی ٹوٹی اب کیا لڑی

کہ تا خواب میں پر وہ دکھائی

جو خواب اجل آئی سو جاؤں میں

ہو ماہ پیکر سی شرمند کی

برا حال تھا جان بیتاب کا

اٹھا سنی سی اک فغان و خروش

مری عاشق صادق افسر مری

تو اب آپ آیا بلا لی مجھے

نہیں تو سمجھ سیتن کو تمام

خزین پذیر اور ہونی لگے

تو اسی شاہزادی بجا رکھو اس

چہان ہ ملی گا اوسے لاؤنگے

پری نیکی لاؤنگی میں قاف سی

کسی سی مخاطب نہوتا تہادہ ۹۴
کہ اسی سیتن مرچلی عشق مین
جواب آو سکو جس وقت مینی دیا
مری ادنی آواز جدم سنی
ادھر تو پڑی مجھ پر او سکی نظر
رہا جب نہ عاشق مرا ہوش مین
شگہای مین بوجی گویا اسی
ہوا جبکہ ہشیار وہ نوجوان
کہ تصویر پر تیری شیدا ہوا
کہا مینی بتلا تو کیا نام ہے
جو عاشق مرا ہی وہ شہزادہ ہے
سنا مینی جدم حقیقت مجھی
کسی صبر کبھی مین کیا شکیب

مرا نام لی لی کی رو تا تہادہ
جو کرنا تہا ہم کر چکی عشق مین
کہ خاطر ہوئی سیتن غم نکھا
نظر مجھ پر خیرت سی یکبار کی
ادھر گر پڑا وہ مری پاؤں پر
سزا و سکار کہا مینی آغوش مین
غرض ہوش مین لائی وہ بواوسی
کہی عشق کی اپنی سب ذاتان
اسی وجہ سنی سر بھرا ہوا
کہا ماہ پیکر مرا نام ہے
مگر جان دینی پر آما وہ ہی
ہوئی خواب مین سنی الفت مجھی
مین اب عشق مین سکی ہون شکیب

یہ لوڈی تری رہتی ہی ستیا
 یہ لکڑ قسم کہا ہی اندیکے
 وہ جب در و اظہار کرنی لگے
 بیان اوستی کرنی لگی سیتن
 مراد دل ہوا تھا جو کلسی او اس
 چپاتی تھی مین جو مراحل تھا
 اسی وجہ سی باغ مین آئی تھی
 یہاں کچھ سوا ہو گیا اضطراب
 تم خواب ہی مین سب ہو گیا
 دیکھائی دیا ایک جنگل مجھی
 نظر آیا اوس دشت مین اک شجر
 اب اگی نہیں مجھ کو تاب بیان
 کروں صفت شکل و شمائل کا کیا

۹۳

ہنو گا کہی مجھی افشانی راز
 نشئی ہوئی آخر اوس ماہیکے
 تو نالہ ہی ہر بار کرنی لگے
 کہ اسی ازوان سن یہ رنج و محن
 نہ کہلتی تھی کچھ مجھہ وجہ ہر اس
 مگر دل میرا غمی پامال تھا
 کہ شاید بھل جائیوں دو گہری
 تری اگی آخر کیا مینی خواب
 غضب ہو گیا رسی غضب ہو گیا
 کہ جسنی کیا سخت بیکل مجھے
 کہ تھا دشت و غم سی ہ بارور
 شجر کی تلی ایک تھا نو جوان
 ندیکھا کوئی اور نہ وی سنا

نبایت ہی تھا کس دل بقرآ
نہ کہا تھی کہ ناما پڑتی تھیں آپ
تو گلشن کا ولین ارادہ ہوا
وہی حال تھا باغ آنی میں ہے
یہ ہر لحظہ کرتی تھیں مجھی خطاب
ہمیں غم ہی جب نیم بھل گیا
کہوں کیا کہ تشویش جو جو رہی
فلک فی عجب نہ کینا یا مجھی
ہویدا ہوئی ہی یہ کیسی حسرت
بھی وردی دلی ماہر کرو
مجھی راز دان جانتی ہو کمال
ہی اندھیر صبح غم انجام سی
اگر راز د لکا چھپاؤ گی تم

۹۲ کسی طرحی کل نہ تھی زینہار
صبا کی طرح تھا ہمیں اضطراب
یہاں حول دل کچھ زیادہ ہوا
نہول بہا زینہار گانی میں ہے
وہی حول دل ہی وہی اضطراب
تو پھر خواب تھی بہ شکل کیا
غرض میں ہی پٹی ملی سو رہی
کہنا لونی تہنی جگایا مجھے
کہ شہزادی دہی میری نہ کر
خدا کی لئی کچھ تو طہا ہر کرو
سو مجھی تو کہد و ذرا دکھا حال
مجھی کم نہیں یہ سحر شام سی
زیادہ قلق دکھایاؤ گی تم

الم سب گلشن میں تہا آشکار ۹۱
 صد اصور کی جلوہ گر ہو گئی
 ہوا شور بر پا جو حد سی سوا
 کیا سب سی تیوریں ل کر خطا
 میں زندہ ہوں تم لوگ وقتی ہو کیوں
 بجا سی کلیجہ مرا کھالیا
 بتا دو کوئی ہول کہتا نہیں
 مجھی غل سی تم سب فی بولا لیا
 یہ رقت کا تم جو ش کیوں کہتی ہو
 مرض سی مرا زنگ سخ فتن نہیں
 ہٹو ہوش مجھ میں دزانی دو
 نہ بھری صغیر و کبیراوس جگہ
 بلائیں وہ لی کی کہنی لگے

ہوا بہر متری ہر اک سرو دار
 سحر حشر کی وہ سحر ہو گئے
 تو کی شور و غل سی ذرا چشم وا
 مری پائیں سی دور ہوا بستانا
 عبت اپنی جانوں کو کہوتی ہو کیوں
 مجھی اور یہی تنہی کہہ رہا لیا
 کہی کیا کی کو غش آتا نہیں
 مجھی نالی کر کر کی کو نوا لیا
 مجھی اور ہوش کیوں کرتی ہو
 جو کچھ تنہی جانا ہی مطلق نہیں
 سرک جاؤ ٹھنڈی ہوا آنی دو
 فقط رہ گئی و لپڈیراوس جگہ
 خدا تپہ میں شاہرا دی مری

کوئی عطر خس کا سُکھا فی لگیے
 کیسی فی تو ماہی پہ صندل ملا
 لگی تلو سی سہلا فی اک ماہر و
 لباس اپنا سب فی کیا تار تار
 لگی دینی قرآن کی اک ہوا
 گوئی اشرفی باندہ کر بول اٹھی
 کسینی یہ حیدری کی البتہ
 کوئی بولی غش جانی اس ماہ کا
 لگی دیکھنی کوئی قرآن میں فال
 وہ جو باغ تھا ادسکا غش تگدہ
 بیان کیا کروں چرخ کی دور کا
 چمن کی چمن بر خزان آ کی
 بہن بلبلین سب پریشان ہوئیں

۹۰

کوئی اوسپہ قربان جانی لگی
 سُکھاتی تھی کوئی اوسے نغمنا
 دعا اک لگی کرنی کر کی وضو
 لگیں کرنی ماتم وہ سب سوگوار
 پڑھی اک فی باز و پکڑ کر دعا
 تہین ضامن جان ہو یا علی
 یہہ مشکل ہو آسان مشکل کشا
کروں رتجگا اپنی اللہ کا
 گوئی حریر پڑھنی لگی خوش حال
 وہی ہو کیا دم میں حیرت کدہ
 یہہ گل ہو لاچکھ اور ہی طور کا
 کلی ہو لنی ہی میں مرجھا گئی
 عرص چھو کی ہمالان ہوئیں

نہ آیا جو معشوق اپنا لطف

۸۹

مجت فی غم کو دو بالا لک

قریب اسکی سوتی جو تہی دل پذیر

یگاری کہ کیوں حال دل غیری

اوٹھایا ہنی سو تین صد ما کوئی

لب جانفراک فور اکھول تو

یہ ہمارا تیری ہی اب بیقرار

یہ آہستہ سی تب وہ کہتی لگی

نہ حسرت کوئی تہی نہ کچھ پاس تھی

حرا زتسی پھر جسم تہرا گیا

ہوئی جب کہ بیہوش ماہ نیر

جوسا تہہ آئین تہین تین سوچاں

یجا ہی اگر ہم یہ تشبیہ دین

نوحیرتسی دیکھا اید ہر اور او

توسرپٹ کر ایک نا لک

وہین چونک اوٹھتی بجال تغیر

مین صدیقی گئی خیر ہی خیر ہی

پریشان یا خواب دیکھا کوئی

یہ لونڈی فدا تجھ پہ ہو بول تو

جو تو بول تو دل میرا لی قرار

نکلنی کوئی روح تنہی میری

مری جان ابھی تو مری پاس تھی

تراکت سی غش دفعہ آگیا

وہین سر ٹکنی لگی دل پذیر

وہ سب وڑ کر ہو گئیں اس پاس

کہ اک گل یہ جیسی جھکین بلبلیں

اسی فی دیہی یہ چکے مجھے

۸۸ نہیں یاد اسکی سبب گہر مجھی

اسی سی یہ آخر کو انجام ہے

کہ آخر میرا ایک دن کام ہے

غرض عشق فی پرستیا او

یہ کہتی ہی کہتی عشق آیا مجھے

تعب سی قلق سی دوبار اگر

قدم پر وہ اسکی دوبار اگر

افناؤں ماہ پیکر بالائی قدم ملکہ سیتن بار و کر و بیقرار

گر ویدن ملکہ عالی گہر بفرط عشق و بیدار شن گریہ و

زاری و آہ و بیقراری نمودن و غش آمدن ملکہ سیتن

بالائی ہمون چہر کہت

زیادہ جو دل کو ہوئی سیکھ

تو آنکھ اوس ستم دیدہ کی کہلی

کہلی آنکھ جدم تو تھی نوجہ گر

روان آنک تھی اسکی رخسار پر

محبت کی آخر طرف فرمائی گئے

بحر ہو گئی لوسھر ہو گئے

وہی بنگلہ تھا اور وہی باغ تھا

پر اوس ماہ کا سینی مین داغ تھا

وہی تھا چہر کہت وہی ش خواب

نہ تھا پر وہ نہ غیرت وہ آفتاب

کشن اب تری ہو گئی آسکار ۸۷

پہنسی عشق میں ای عزیز آج سی

مگر اب ذرا حال اپنا سنا

لگا کہنی شہزادہ نامدار

سو دشت آیا تھا میں بہرید

وہاں مجھ کو تصویر تیری ملی

مجھسی عشق ہر دم زیادہ ہوا

فراغت نہیں سنی کی سوز سی

نکالی وہ تصویر یکبارگی

یہی ہی مریدان تم جان لو

چٹا اسکی الفت میں سخت و تاج

اسی سی بنو ای جگر چاک چاک

اسی کی سبب چوٹا گلزار سی

ہوئی پنجہ عشق کی میں شکار

مجھی جان اپنی کنیز آج سی

کہ مجھ پر ہوا کس طرح مبتلا

دل جانی تجھ پر ہوا ہون تیار

کیا خود مجھی عشق سرکش فی قید

نہ تصویر سی دل کو سیری ملی

تری و ہو تڈہنی کا ارادہ ہوا

ہون صحرا بھرا اوسی سوز سی

کہا لو ہوئی اس سی آوارگی

یہہ تصویر کسکی ہی پہچان لو

اسی سی ملا خاک میں اپنا راج

اسی کی سبب میرا بستر خاک

قدم آشنا ہو گئی خار سے

سخن سیتن فی بیت کچھ بکیر ۸۶ مگر ہوش آیا نہ ہرگز اوسی

یہ صد بہ ہوا جان غمناک پر کہ مہشی وہ روتی ہوئی خاک پر

عاشق شدن و ستن ملکہ سیتن بالای زمین نہادن ستر
ماہ پیکر بر زانوی انور و بوبائیدن زلف غیر بار خو و
بماہ پیکر و ہوش آمدن اوار شمیم کیو و بیان کردن حال

آوارگی خود و عشق آن پریر

تو زانو پر اپنی سزا و سکار کہا

ابھی مجھ کو ہو عید اگر بول تو

اوسنی زلف کی بوسنگہا فی لگی

تو ہوش آگیا اوس دل ارام کو

زما ویر تک سرنگون اشکبار

قدم اوسکی اشکونسی و ہویا کیا

ہوئی اپنی دلدار سی حرف زن

زمین پر جوین مہشی و ہیتا

کہا اک ذرا آنکھ تو کھول تو

وہ اس حال سچ لکھانی لگی

کیا یو جو زلف گل اندام کو

گرا پاؤن پر او ہنکی و ہیتا

بڑی دیر تک یوں ہی ویا کیا

قدم سی اوٹھا کر غرض سیتن

کہا تو میرا نام لیتا ہی کیوں
یہ کس طرح دل مبتلا ہو گیا
چہا کس طرح تجھی تیرا دیار
ترا کس طرح مجھ پہ دل آگیا
کہاں دیکھی تھی میری لہریاں
کہاں آنکھ دیکھی تھی میری تباہی
کہاں دیکھی پای تھی رخ پہوسی
تجھی دیکھی تھی ترس آگیا
وہ اعش سی شیار ہوا گٹھی
یہ رخسار گل رنگ بین تیری زرد
عجب عشق سرکش کی سامان ہیں
ہیں آنکھوں میں آنسو لیون پر ہی
خدا کی رحیمی کو تو یاد رکھ

سب کیا ہوا جان تباہی کیوں
کہا نہیں کہاں تو یہ کیا ہو گیا
ملا تیری ہنسی کو کیوں دشتِ خا
جو یکبار آرام سارا گیا
جو ایسا پریشان ہی اور تباہ
نظر میں ہی اندھیر صبح و ساء
کہ کانٹوں میں کھچا گیا تواری
دل اب اور بھی میرا گہرا گیا
کہ مجھ پہ تیری ہی سر پہ کڑی
جی تیری چڑ پہ جنگل کی گرد
کہ سہل سی گیسو پریشان ہیں
محبت میں میری ہوا تو تباہ
دل پر مال اسی جوان شاہ رکھ

ہو اسانا ب یہ کس نوری

مگر اوسکی لب پر یہ ہر پار ہی

بہت سے چکا تیرا عاشق مجھ

بہون کب تک صرف فریاد میں

چھدا جسم کا ٹٹوئی انی سیمر

ہر اک کہتا تھا جو دہن کو شکر

مئی وصل اب یہی جو اگر پلا ہی

تو تجھی نہیں ای سی جایہ دور

کت پاسواری رخ خوری

کہ ہر کو تو ای میری دلدار ہے

کہیں اتو اگر مل ای سمیت

ہو اخوہ فراموش تری یاد میں

تن سر کی اپنی نہیں کچھ خبر

سو حنظل سی ہی اب کہیں تلخ

جو مردہ بھی جانے تو جلا ہی

وگرنہ خلی ہم عدم کو ضرور

پریدن آن شک فمر حال ناہ پیکر کہ چکونہ نامہ مریشندی

وآوارہ صحرا می وحشت بناک کر دیدی

یہ عالم جیب او کو نظر آگیا

عجب خواب میں انوسکی حال ہوئی

جو دشت تہی ہ دشت ویرانی تہی

تو حیرت ہوئی اونکو جدی سوا

کہ کچھ ڈر ہو ا کچھ محبت ہوئی

وہ الفت انسی ماہ تابان کی تہی

تو باری پر آبشین و غورین
ز باجول خجی اب من پی تپاک
و دنجکل جو بوجای اوسین گذر
و د سحر ایمان تک تو ویران
کو می جا نور پی نهین آس پاس
و دنجکل بهت پی سوچ و دراز
جگه کیانی راحت آرام کو
مگر اوسین تنهای گل اک خست
کسی جا نور کا نهین آشیان
پی او سکی تلی اک جوان ویم
پی تشبیه کب عقل سی دور پی
پیہ زیر درخت او سکی پہلی پی
کئی سمین او سکی خبدم مرتب

۸۳

پیہ بہر ملک تا وہ جا کا کرین
نظر آیا اک دشت اوسی و لٹاک
تو پیہ لٹاکا کری چند پیہ عمر بہر
کہ جو دشت اوسین پریشان
و بان اڑتی من جشیو کی جواس
کہین تو نشیب او کسی جا فراز
کہین سایہ بر کز نهین نام کو
کہ دنجکل پی پی پریشان خست
مگر سائی کا نخل پر پی گمان
کہ مانی جو عاشق جو دیکھی شبیہ
کہ ملو بی تلی مسکن جو رہیہ
کہ ہر شاخ پی شمع ہر برگ کو
تو پس دیکھتی پی کہا یا نصیب

چہر کبھت میں ہوں آپ تو جلوہ گر

مگر جس گہری سورتنگی جناب

سنا اوس سی الفت کا جہت بہ سخن

ہر لکھ نہ بند اوس گہری ہو گئی

۸۲ قریب آپ کی سوؤن میں فرشتہ

کہ لگی یہ لوٹدی یہی اس وقت خواب

چہر کبھت میں لیٹی دین سہمن

ادھر تو وہ لیٹی ادھر سو گئی

دیدن ملکہ سہمن در عین خواب یک صحرائی وحشت ناک را

در ان صحرا درخت سایہ دار و زیر سایہ درخت خوابیدہ

دیدن جوان رعنا کہ اور حسن و جمال عدیم المثال بود

و رحم نمودن بر پریان حالی او

میں بخود ہی اب پلاستیا

جو بخود ہی وہ رنج سہتا نہیں

اوسی حزن سی اور نہ فرحت اگلی

مگر بعضی ایسی ہی بخود ہی

غرض سو گئی جب وہ ماہ میر

کہ ہی بخود ہی میں نہایت مرا

الم کوئی پہرا و سکور ہتا نہیں

نہ رنج و نہ مطلب نہ راحت سی کام

یہو نہی ہی گردون سی اید اگلی

گئی خواب میں اوسکی وحشت وزیر

ہر اک را کئی کا تبدل رہا
 اگر گایا اون رنڈیوں نی ملا
 جو گایکا جنگلی کی سامان ہوا
 کیا پھیر وین کا جو سنی خیال
 جو بروا کھنی سب لب ہو گیا
 جو وہ گائیں بھلائی کو او کی پس
 کسی ٹہرین بکلی جو ویک کی لاگ
 غرض چاہا ہر اک نی سب طرحی
 پھر بہر تلک ناچ گانا رہا
 پھر رات اسی حال میں جی کٹی
 کہا سیتن نی کہ اسی دل پذیر
 چہر کہٹ جو ہی و سر او سطر
 وہ بولی تصدق ہو نہیں اور نثار

۸۱

چراغ خرواوسکا پر گل رہا
 تو بارش ہوئی اشک کی بار بار
 تو دل اور پہی او سکا ویران ہوا
 تو فق ہو گیا نہ سحر کی مثال
 ہرن صیر او کی سبب ہو گیا
 لگی سنگ کی شیشہ و لگو بھیس
 بہر کئی لگی اور سینی مین آگ
 مگر دل نہ تھا آشنا فرح سے
 وہی ایک حال او کی دل کار رہا
 تو او سوقت آنی لگی نیند سی
 مرا حال ہی نیند سی اب تغیر
 یہاں نہیں ہوئی سوئی جا او سطر
 جدائی مین محکوم نہ ہو گا قرار

جو فتواری پر کی نظر ایک بار
 وہ طاہر چمن کی جو خوش بچہ تھی
 نگہ ست اگر تاک پر پڑ گئے
 ہر اک سو پھری باغ میں مدد تھا
 بتنگ آبی جب طبع ماسازی
 وہ بگلہ بلند اور وسیع ایسا تھا
 بلند سی تھی اوس نگلی کی آشکار
 مہینہ جو سرما کی آمد کا تھا
 وہ دہشت تھی وچیر کٹ لگی
 چیر کٹ کی اگی تھی مسند لگی
 وہ مسند پر تھا گاتیکہ لگا
 موٹی زیب سند وہ ماہ منیر
 شروع اوس کٹھی نایح گانا ہوا

خوشی سی کئی اوسنی موتی نثار
 سو تیر گہ کا نشا نا ہوئے
 تو انگور ونسی می ٹپکی لگے
 دہر ک کم نہوتی تھی دلکی ذرا
 تو نگلی میں آمبھی اک مازی
 کہ جیسی زمین پر فلک دوسرا
 کلس او کا تھا ناف گرد و کی پا
 شجر کا فرش اوس میں تھا جا بجا
 کہ جو دیکھی تعریف کی رٹ لگی
 کہ چہا لفظ موتیوں ہی کی تھی
 کہ تھا کہٹھانیسی سوا چر سیما
 ماوب الگ بیٹی دخت وزیر
 کہ منظور عکاسٹا نا ہوا

جو حمد مہتی ایک دسکی دختِ زیر
کیا اوسے یہ سیتن فی خطاب
سنبہ لا مکر دل سنبہ لمانین
چلو ہم چلین سیر گلزار کو
تب اوسنی یہ تقریر دلخواہ کی
ابھی ہوں دل سب یہ ہوتا ہی
گزر ہو گا جب سوسے باغِ آکا
غرض بانگو جب ہوئی وہ سوار
کوئی دو گھڑی نسی تھا کچھ سوا
ہر اک گل ہنسا ایسی فرحت ہوئی
قدا و سکا جوین سایہ افکن ہوا
گزر ہو گیا جس چمن کی طرف
لب نہر آئی جو وہ خوش صفا

۹۰ کہ مشہور نام اوسکا تھا و پذیر
مجھی آپ ہی آپ ہی اضطراب
بس اسوقت ز منہار چلتا ہین
کہ تسکین ہو اس دل زار کو
کہ امن امان تجھ کو اسد کی
نہ کچھ خوف کچھی گا دل ہی تو ہی
خنک ہو گا فوراً دماغ آپ کا
تو چلنی لگی اوسمین باد بہار
کہ اوتری ہان سیتن مہ لقا
ہر اک نخل کو اوس سنی نہت ہو
وہین پاگل سر و گلشن ہوا
لگی دیکھنی کل دہن کی طرف
ہو اب سی آپ اوسکا آپ جیسا

زیادہ زبس آہ و زاری ہی
تہکا تھا جو رو فی مین ماہوش
زمین پر جو شہزادہ غش ہو گیا
ہو اسانا سخت پیدار کا

۴۸

اور اک نہر آنکھوں سی جباری ہے
اوسی خاک پر آگیا اوسکوش
اوسی غش کی عالم مین سو گیا
ملا اوسکو و پیدار د لدار کا

رفتن ملکہ ستمین بر اسی سیر باغ بی مثل خود و درہم و ن
و شب باش شدن آن گلرخسار و رنگہ کہ مانند
روح لطیف در سینہ و وسط گلزار بود

بھی سا قیادی گلابی اک اوز
خم چرخسی ہوئی جسہ دور
وہ اب سانی جام سرشار ہو
دکھایار کو یون شب تارین
ادھر تو کیا ماہ پیکر فی خواب
کلمہ کوئی اوسکا مٹی لگا

۴۹

کہ بدلی کہین گردش چرخ دور
شراب سال اب کری مجھ کو چور
کہ اوسین عیان ہوئی لدار ہو
کہ رخ جھطرح زلفت خدا مین
او دہر بہشتن کو ہوا اضطراب
دل نازک اوسکا او چلنی لگا

عیان اپنی الفت کی جو ہر کرن
 شجر سی یہ جب کر چکا وہ بیان
 ہو اسب و نونسی سو اب قرار
 روان اوسنی اشکو نسی نا لایا
 ہو و لگا آہ نہ ٹپکنی لگا
 تصور اوسی سیتن کا بندھا
 جو ای ملکہ اب مہم نہ دکنلاو گے
 کہیں انتہا ہو جفا کی لئی
 نہ بلواؤ تم اور نہ آپ آؤ تم
 تری واسطی ہونمیں صحرانور و
 خبر لینی ہو تو کہیں جلدیلے
 یہ کہہ کہہ کی روتا تھا وہیتہ
 خلش دلین عشق خفا کارسی

خدا جان اوسکی قدم پر کروں
 تو کرنی لگا اور آہ و فغان
 لگا روئی مانند ابر بھار
 شجر کا بھی لبر نہ تھا لایا
 سراپا وہ دی دی ٹپکنی لگا
 لگا کہنی تصویر سی بر ملا
 تو پھر تم نہ جیتا ہمیں پاؤں گے
 و فاب کرو تم خدا کی لئی
 نہ اب خواب ہی میں دیکھا جاؤ تم
 تری ہجری ہی می دلین درد
 و گرنہ یہ حسرت لئی ہم چلے
 زمین پر پڑتا تھا سیاب وار
 بدن چھد گیا دشت کی خاری

یہ گرد و نسی کرنی لگا وہ خطاب
 ہونین جان ملیب دروسی پائیال
 ساری جو پتھر ہوئی ہین عیان
 جو ہی چاند وقت میں جلوہ نما
 کیا اپنا دل اوسنی آخر کو سخت
 وہ گھوڑا کہی جستی برق الامان
 بہت صدمہ تھا جو دل چاک پر
 زبیں ق تہا عقل اور ہوشمین
 ذرا بچپرائی نخل ہو مہربان
 اوکا ہی وہ نخل الم سینہ میں
 سو میں گئی خوف کرتا نہیں
 مگر ہان مچی اتنا ارمان یہ ہے
 اوسنی دیکھ لون انگہ سی ایک

۷۶

کہ اب کیا ارادہ ہی خانہ خراب
 تار و نسی پتھر نہ انگہمین نکال
 یہ سب چتری ہین مجکو اور گویان
 یہ گولہ ہی سیری لئی رال کا
 اور او تر اوہ شہزادہ زیرِ خست
 ہوا اپنی شہزادیکا پاس بان
 تو میٹھا وہ بکس خیرین خاک پر
 شجری یہ کہنی لگا جوش میں
 تر ارات کی رات ہون بہان
 ٹر حکا ہو مرگ حاصل ہین
 جو عاشق ہی مرنی دڑتا نہیں
 کہ قیاب جستی میری جان ہے
 رسا ہو جو قسمت تو ہون ہکنا

د

مچی دشت ویران ہی وقت میں ۷۰ جو تو ہو تو جنگل ہی گلزاری

یہ کوشش مری کچھ نہ کام لگی کشت تیری احباب درکار ہی

تری عشق سی مانگتا ہوں پناہ مری لب پہ انگشت زہنا ہی

تجسس اسکی ای کل خبر کچھ نہیں کہ شیدا ترا دشت میں خار ہی

نصو رجو ہی تیری قد کا بھی تو سرو چین صورت واری ہی

بلالی بلالی بلالی سنئے کہ دو سر کمال است و شوار ہی

لکھو اختر اب ماہ پیکر حال جو انجام کار او سکا ای یاری ہی

ہویدا کر دیدن شب تار و رات دشت ہولناک آن

بید پارا و خواہیدن ماہ پیکر زیر درخت

بالای خاک

پہ لکھا ہی احوال شہزادی کا وہ پہر تا تھا جنگل میں مجنون سا

غروب اسمن خورشید تابان ہوا ستاری نکلنی کا سامان ہوا

گئی دو گہری سی شب کچھ گدز ستاری چپک کر ہوئی جلوہ گر

وہی شت پہر تھا وہی خاک نہی	وہی لہجہ ہی جان غمناک سیتہ
وہی رنج تھا بقرار ہی ہی	وہی درد تھا آہ و زاری ہی
وہی یہی وقت میں خنبار ہتی	وہی شت تھا اور وہی خار تہا
خدا سی طلب تھا وہی مدعا	وہی التجا ہتی وہی ہتی دعا
نہ ہتی عشق کسرش سی لگو چو کل	یہہ یہہ ہنی لگا عاشقانہ غزل

غزل

نوا سی سیمن جھسی بزار ہی	یہاں جان بلب عاشق داری
یہ عاشق ترا عشق کی ہاتھ سی	سزا جتنی یائی سزاوار ہی
دل ایجاں جان نذر تیری کیا	یہہ عاشق بس اتنا گنہگار ہی
مرہ کا تری تیرا سی سیمن	کلیجی مین سی سینی کی باز ہی
بوس بھر مین زندگی کی نہن	جو طہای تو موت درکار ہی
شت برین سی ٹھکانا ترا	کہ تو ای ریری حور رخسار ہی
ترخی لٹ کا جو بندہ ہی خیال	تو دن ہی نظر مین شب تار ہی

یہ قازین جو پہرتی ہیں او تو قری ۳
سنی جیکہ ساحر کی یہ گفتگو
کہا تمنی جو کچھ وہ مینی سنا
مُرادِ دل اسی نیک انجام د
کرون کبتک انتظارِ ثواب
بہر اتبے ساحر فی حتمی سی جام
کہا دخل سحر اب کچھ اصلا نہیں
پیا او سنی جب آب وہ خوشگوار
غرض پی چکا شاہزادہ جواب
بیل اپنی گھوڑیہ اسوار ہو
پہر بہرین حد سی کل جائیگا
یہ شکر ہو شاہزادہ سوا
روانہ جو وہ مثل صرصر ہوا

یہ ساحر ہیں کب ط نور ہیں ارعی
کہا ماہ پیکر فی اسی نیک خو
مگر پاس اگر ہو مری پیاس کا
بھی ایک پانی کا تم جام دو
کہ پانی پلانا ہی کارِ ثواب
کیا جام پر پڑہ کی دم کچھ کلام
یہ جام اتو پیل کہ کھٹکا نہیں
تو لایا سجا شکر پروردگار
تو بولایہ طاؤس جادو و شتاب
چلا جائیو دہنی ہاتھ کو
یہ جادو کا سارا نخل جائیگا
چلاو اہنی سمت کو راہوار
پہر بہرین سرحد سی باہر ہوا

بنا لوٹ کر صورتِ آؤسیے
 کہا ماہ پیکر سی انی نو جوان
 یہاں اکی کوئی نکلتا نہیں
 سو میں بکجو بتلائی دیتا ہوں راہ
 مگر بھئی تو اسی جوان شرط کر
 کیا ماہ پیکر فی تب یہ کلام
 ہوئی یون تو جو عیان آپکی
 جوہی شرط لاؤنگا او سکوجا
 نہ آؤنگا پہر اس طرف زینہار
 کیا ماہ پیکر سی اوسنی کلام
 یہاں کا نہیں اور مالک کوئی
 مری تحت حکم اسی جوان نالدا
 ہمارا جو ہی شاہ عالی مقام

۷۲

سخنور ہوا صورتِ آؤسیے
 بھئی تیری تقدیر لائی کہاں
 کیسا کہاں زور چلتا نہیں
 نہو عمر ضائع جوانی تباہ
 کہ آنا پہر اس طرف عمر بہر
 ذرا اپنا بتلائی مجھ کو نام
 کہ جیسی غایت ہومان آپ کی
 جزا آپ پاؤنگی روزِ حشر
 کہا نہیں کہاں سحر کا یہ دیا
 کہ سن میرا طاؤس جاؤ وہی نام
 مجھی اس جگہ کی ہی داروغہ
 مقرر ہیں جاؤ وگرا سجا ہزار
 وہ سلطان جاؤ وہی اسی نیک نام

۷۳

۱۷
از بہرہ برو دت کا ہو آشکار

بہت قازین اس بجا بہت قریبی

ہر ایک جفت تھا سرج و سہرا زور

نظر آیا اس لطف پر جب وہ آب

طلب آب کی ہو گئی کچھ زیاد

جو ہین چاہا اوسنی کہ پانی پئی

کہین پی نہ لینا یہ پانی نہین

تری سامنی صاف یہ آب ہے

جو پی لی گا پانی یہ اسی نوجوان

نظر اوسنی بہر کر جو کی غوری

وہ قازین بھی چلائی تھیں بار بار

رکا ماہ پیکر بنا جب یہ شور

ہزاروں طرح کی تھی نقش و نگار

دماغ اوسکا ہو جابی سر و یکسا

پرو بال ہتی جنگی ہر رنگ کی

مگر تھا ہر اک رنگ شوخی مین فرد

تو شہزادہ کھوڑیسی او تراشتا

کناری گیا چشمہ کی شاہ شاہ

یہہ آواز آئی خدا کی لئی

جگہ یہہ جو ہی توئی جانی نہین

پراسی شخص جادو کا تالاب ہے

تو ہرگز نہین پھنی کی تیری جان

تو دیکھا خدا دیتی مین فرقہ

نہ چنیا خبر وار اور نہ نہار

کہ ناگہ نمایان ہوا ایک مور

وہ گویا کہ تھا اک چمن آشکار

سنگی را و غلبه نموده بود و پیداشدن طاووس پر نقش و
 نگار و مشکل کردید نشیمن شکل انسان و دادن جام پر آب
 شاهزاده بلند اراده و نوش نمودن او

<p> اسی طور سی غم ده کلماتا هوا روان ایک جانب کو بتا نوحه گر نازت پہ تھا اوس گہڑی آفتاب بہت غیر تھا حال اوس ماہ کا ہوا کی طرح ہر طرف جو گینا وہ چشمہ نہ تھا چشمہ نور تھا وہ تالاب تھا استوار و لطیف عیان گردا و سکی شجر سایہ دار لب چشمہ ایسا ہی سبزہ ہوا تروتازہ و سرد تھا اسقدر </p>	<p> اسی طرح سی کہہ اٹھاتا ہوا نہ تن کی خبر تھی نہ سر کی خبر ہوا پیاس سی سینی میں ل کباب تجسس ہوا چشمہ و چاہ کا نظر آیا چشمہ اوس ایک جا وہ سب آب شیریں سی معورتا وہ سب آب تھا خوشکوار و لطیف ہر اک نخل پر تھی چمن کی بھار زرد سی پھیلا کہہ درجی کبرا رکھی پاؤں او پر جو کوی بشمر </p>
---	---

نہ آہستہ ہو جان ای سیتن
 اوسی مہر کی تجہ میں تنویر ہی
 سخن تو کر ہی تو عجب کچہ نہیں
 فقط یہ بتا ہو کی تو مہر بان
 عبت تیر عمکات شانہ ہو نہیں
 جو اس دوزی کا ہو مقدر رسا
 لگاؤن وہ خاک انکھونی باربا
 پڑی ہی جو خاک انکھونیں باربا
 جو پونچھون تو ہر انکھ پر نور ہو
 میرا دل ہی پائیگا اوستی جلا
 اہلی مجھی وہ دیکھا دی دیا

۶۹

میری جان قربان ای سیتن
 تو میری سیجا کی تصویر ہی
 سخن کا تری گو سب کچہ نہیں
 تری اصل کا کطرف ہی مکان
 اوسی سمت نور آہوانہ ہو نہیں
 اور آئی نظر شہر مہر انجلا
 کہ وں طوطیا میں وہانکا غما
 کہ جستی یہ آشوب ہی اور غما
 یہ آشوب اوس خاک سی دور ہو
 مس قلب کو خاک ہی کمیہ
 کہ دلو جلا دی جہانکا غما

رسیدن شاہزادہ والا کہر یعنی ماہ پیکر در عین کمارت
 آفتاب بر سر چشمہ کہ پر از آب صاف بود و بوسیکہ

بہنچی کچھ میرا دیوان آنا نہیں
کسی جا اک آہو اوسی مل گیا
لگی کا پتہ تجسی مطلوب کا
ذرا تو ہی یہ حال کر دی بیان
میری پاپن میرا جو وحشی نہیں
وہ تہا تنگ عشق دل تنگ سی
سوال آنا کرتا ہوں نہیں خستہ
اگر تو کہی میں کر اہوں کمال
ابھی جو تری سعت رغبت کروں
تیرا سب کر اپن دکھا دوں تجھی
محبت میں اوسکی جو ہوں بقرا
کڑا اوسکا دل تجسی کیونکر نہیں
کہی لب بلب تہا وہ تصویر

۴۸

تر عشق صادق دیکھا نہیں
تو اوسی کہا تو ہراک ذرا
کہ نقشہ ہی کچھ چشم محبوب کا
وہ روم خور و وحشی کہاں ہی کہاں
کسی طرح دل کو تسلی نہیں
کہی کہتا تہا یہ سخن سنگ سی
کہ تو سخت ہی یاد دل سیمٹن
تو ہرگز مانا نہ گامین خستہ حال
ابھی میں جو تجسی محبت کروں
جو اک مالہ کنچون بہاؤں تجھی
ہزاروں ہی نامی کئی بار بار
میرا دیوان اوسی خاک پہ نہیں
یہ روم سخن تہا کہ صدنی تری

۴۹

کیا بچو دین پہ اوس ہی خطاب ۶۷
 بہت مبتلا سی مصیبت ہو نہیں
 نہیں اپنی جان اور تن کی خبر
 درختوں سی کہتا بجز و نیاز
 کہان ہی وہ تامت برافراختہ
 کہو چپ رہا ہی کہ ہر گل مرا
 پتا تھا جب اوس کی پہ پہی جو آ
 تصور کی آگی جو تصویر ستیہ
 مروت یہ کیسی ہی اسی سیتن ؟
 او دہر تو ہی عشرت میں آئی فتنا
 بختی زلف سلجھانیکا وہیان ہی
 او دہرین نگاہین تری ترچیاں
 خبر لی مری رنہ مر جاؤن گا

مجھی راہ مدد بتلا شتاب
 کہ آوارہ دشت الفت ہو نہیں
 فقط چاہی سیتن کی خبر
 تباہ و کہان ہی مرا سرو نماز
 کہان ہی وہ جکا ہو نہیں فاختہ
 پہر کتا ہی سینی مین بلبل مرا
 بہا تا تھا آنسو بزرگ سحاب

تو پہرون اوس سی یہ تقریر تہی
 کہ تم عیش مین بکھو رنج و محن
 او دہر جل رہا ہی تیرا دل کباب
 او دہر تیرا عاشق پریشان ہی
 جگر پر او دہر غلگی مین پر چہیان
 اسی شت مین مین گذر جاؤن گا

یہ پاکیزگی تجھی ہر گل کی سینے
 تجھی سی ہر اک رنگ پر گل ہوا
 غصہ بہرہ در بحر و بر تجھی ہی
 کسیکو کسی کی دکھائی جو شکل
 فنون جب چلا تیری تدبیر کا
 ہوا بحر تصویر میں اک ہلاک

۶۶ یہ شوریدگی تجھی بلبل کی ہے
 تجھی سی پریشان سنبھل ہوا
 دہن خشک اور چشم تر تجھی ہی
 بہلایا محبت میں سب شرب و اکل
 ہوا کوئی وارفتہ تصویر کا
 تجھس میں نکلا کوئی سینہ چاک

گفتگو کروں ماہ پیکر با جانورانِ درختانِ صحرا و درہاں
 سیمن ماہ لقا

ذرا جام گردش میں لاساقیا
 گیسب و عیش اور فری کا بیان
 وہ محراب صحرایہ چند روز
 نہ پائی خوشی کہا نیکی نہ کر
 گوئی جانور جب اوسے مل گیا

مقدّر کی چکر سی سر پہر گیا
 کروں حال اوس غمزدیکہ بیان
 فغان لب پائشک آنکہ ہونین ل میں سوز
 غمط سیمن ہا پس جانکی فکر
 قریب اوسکی وہ ماہ کامل گیا

خانه بر انداز سرایان از مایه صد رنج و محن

ملکه سیمتن

که هر هی تو ای عشق کاشانه سو
 جلا دینی بین تو و دیباک هی
 جوای عشق و ریاسی هو بجای لاگ
 مقابل اگر کو ده هو جنگ کو
 جلا دینی کو سرد و گرم ایک بین
 جناتجسی دنیا بین کوئی نه بین
 تجھی بمنی ای عشق دیکھا و دیر
 کسی کو کوئی شی دیکھا تا ہی تو
 نہ کہتی ہو کو حسن چندان دھیر
 تو جس جا پر آتش فشانی کری

کہاں ہی تو ای شمع پر وانه سو
 کہ سارا جہان شست خاشاک ہی
 نکلنی لگی صاف پانیسی آگ
 اہوسی پیری ہر رگ رنگ کو
 بہا دینی کو سخت و نرم ایک بین
 بلا تجسی دنیا بین کوئی نه بین
 کیا بحر آتش میں عاشق کو غرق
 اوسی او کا شید ابن تا ہی تو
 نہ بین تھی تیری سبب سی تیر
 جو فولا دہی ہو تو پانی کری

کوئی تلوئی سہلائی تھی نہ لٹا ۶۴

کوئی کہتی تھی دکھ یہ کیونکر پہون

کوئی آہ میں کوئی زاری میں تھی

تماچوئی نیلی کی تھی گال

کسی کی تہا ناخن سی خیر خراش

کسی کا سخن تہا کٹاری جو پاؤں

بنا دل سبھونکا خلل کا محل

بیان کجی کب تک ہر گہ کا حال

سہلائی تھی او سکو کوئی لٹا

جی بادشہ زادی اور میں وں

کوئی تہا بنی دل پتھار میں تھی

کیسی کیا سینہ ماتم سی لال

کسی کا جگر دوسے پاش پاش

تو کس زوری کو کہہ پر میں لگاؤں

مضیبت میں تہا وہ محل کا محل

سناوے ذرا ماہ پیکر کا حال

آوارہ گردین ماہ پیکر در باد یہ عشق و محبت

ورسیدن او در بیابان وسیع و وحشت ناک

وگریہ دزاری و آہ و بی قراری در فراق

فلک فی کیا پیہ ستم دوسرا ۶۳
 ہوا جبکہ بدر الدجی کا یہ طور
 کہا صد می سی ہی تعب شاہ کو
 یہ باتیں تھیں جو وہ ہوا ہوشیار
 سخن تہا زبان پر یہ مردم کہ ہا
 غرض دلو تہا بنی ہا نسی او تہا
 ہتی آنکھو نین انسو تو چہرہ او داس
 کہا بیٹھی کیا ہو پسر گم ہوا
 کہا مان فی قیمت مری سو گئی
 ز بس سامنا اک مصیبت کا تہا
 کوئی درد میں ہتی کوئی غنیمتی
 کہڑی نچتی ہتی کوئی سر کی بال
 جہان شمس میں ہتی شاہزاد کی مان

ہوا ایک ماتم میں غم دوسرا
 طبیوں فی نبض کی کبھی بغور
 نہیں ہی یہ غش بی سب شاہ کو
 مگر اشک آنکھو نین دل بقرار
 کہ ہر ڈھونڈ ہتی اب پد تھکو چا
 محل میں گیا اپنی بدر الدجا
 گیا ماہ پیکر کی ماور کی پاس
 محل میں وہیں اک ظلاطم ہوا
 یہ کہتی ہی سر پٹا غش ہو گئی
 محل میں عجب جوش رقت کا تہا
 کوئی غش میں اور کوئی ماتم میں تہا
 پریشان کوئی کوئی خستہ حال
 ہوا مجمع اہل ماتم و مان

کہا تھا جو اوسنی وہی کر گیا
 نظر آیا جب مشتری کا وصال
 سرون پر ہم خاک اور اُڑاتی چلی
 غرض شہر میں حبیبہ داخل ہوئی
 گئی پاس بدرالدجی کی وزیر
 سراونکی اور ثباتی ہی بدرالدجا
 مرا ماہ پیکر کہاں ہی تباؤ
 مرا نخل نوخیز سرور و ان
 وزیر و نئی یونان و سس تقیر کے
 وہ جنگل میں ایسا کہو یا گیا
 پیری ہوئی ہستی ہم اوسنی بخت
 چونکہ حال عشق اوسکا تھا کہہ دیا
 یہ بدرالدجی کی خوشن کر گیا

۶۲

جدائی میں تصویر کی مرگیا
 پیری اس طرف کو وہ خستہ حال
 سب اشکو میں اپنی نہاتی چلی
 تپان اور پیری سینون میں ل ہو
 گری اوسکی قدمو پنہ عملی اسیر
 ہوا آبدین اور اوسنی کہا
 اوسی میری چہاتی سی لاکر لگاؤ
 کہاں ہی کہاں ہی کہاں ہی کہاں
 بیان کیا کرین بات تقدیر کی
 وہ دی رتبہ ذیجا کہو یا گیا
 نہایت ہوا چاند ایسا غروب
 سرسبب سب ماجرا کہہ دیا
 غرض ایسا تھا کہو یا کہ وہ مر گیا

بہت چہانی او سکی فریون نی تھا
 وہاں کون کون او کا جو یا تھا
 کسی کو نہ او کا ملا جب نشان
 وہ شہزادہ جو وقت پہنان ہوا
 ہو اسکی نظر و نہیں عالم سیاہ
 یہ کہتی تھی باہم امیر و وزیر
 یہاں سی جواب پھر کی ہم جاہن گ
 وہ مانگیگا اپنا جو در خوش آب
 کہا ایک فی خیر چلتی تو ہو
 اویسی دیا ہی یہ ور و دالم
 کہا سب فی مان بس بھیجی ہی
 ہٹنی جب یہ اونکی دل زار پر
 پڑی شتری پر جو سبکی نگاہ

۶۱ سوار اور پای دی ہوئی سب ہلاک
 لکریون گیا وہ کہ گویا نہ تھا
 ہوئی فوج کی سرنگون نشان
 تو نثار و فوج نالان ہو ا
 ہوئی نشانوں کی پرچم سیاہ
 فلک فی کیا ہکو غم میں باہر
 نہ نہہ شاہ کو اپنا دیکھلا میں گے
 تو کیا دنگی او سکو ہم اسکا جواب
 مگر شتری کو بھی ہمراہ لو
 اویسی کیا ہی یہ ہمپر ستم
 یہ تدبیر سکو بھی مر غوب ہی
 تو وڑی گئی سب کی سب غار پر
 تو دیکھا کہ لی دار فانی کی راہ

گراشا ہزاوہ تیری پاؤں پر
بہتھی جیٹ کچھ ہی حمت نہیں
تری پاس ہیں دوشبہین جو
سہو کلی کہی سی جو آئی حیا
یہ تصویر دیا ہوں پہچان لہ
وہیں ایک تصویر لی ہاتھ میں
او دھر تو ہوا شاید یہ ماہوش
کلیجی سی لپٹا کی تصویر یار
کہا دل سی اب چوڑوی اپنا گھر
بہت دیمان گھر کا نہ تھوڑا کیا
رقم کیا کروں او کی جینست خیر
روانہ عقب میں ہوئی گو کہ فوج
غرض جیکہ گھوڑا روان ہو گیا

۴۰

مگر دل تیرا سخت ہی کس قدر
بہتھی بیروت مروت نہیں
مناسب ہی دی ایک شہزادہ کو
کہا مشتری نی پہلاچی پہلا
میری جان پہی جائیگی جان لو
غرض ماہ پیکر کی دی ہاتھ میں
او دھر مشتری گیا غمی غش
ہوا اپنی گھوڑی کی او پر سوار
یہ تصویر جسکی ہی چلن تو او دھر
وہیں اپنی گھوڑی کو کوڑا کیا
چلا مثل صرصر وہ چالاک تیر
پکڑا سکتا ہی کون دیریا کی موج
نگاہوں سی سبکی نہان گیا

او دهر پښتني انکبه او سپر زرا

هو اصدمه ايسا دل چاک پر

مجت کا آخر اثر هو گيا

هو اغش سی جوقت وه هوشيا

هو نى جمع جب کچه او سکی اوس

عوض مين اگر جان چاهو تولو

جو اسپر لږوگی لږ ونگا ضرور

بیت تها جو دگير و خسته جگر

گرايا و نپريه او هر نیک خو

زبس شاهزاديو عرصا هوا

وزيرون نى دیکها جو مين جهانک

نه باقى رهي اون وزير و نکو تاب

کنا مشترسي که مرد خدا

ايدهر کها کی غش ماه پیکر گرا

بڑی دیر تک غش رها خاک پر

که تصویر کا دالين گهر هو گيا

تو حيرت مين تها آپ تصویر وار

کها و شپهين تها رسي مين پاس

مگر محکو هي ايک تصویر و و

مگر ايک تصویر لونگا ضرور

تو وه مشترکي گراپا ون پر

تر و و هوا اوسط و فوج کو

هو نى سکو تشویش يه کيا هوا

گراو دیکها شهزاديو پا ون پر

او تها يا اوسي پا و نپري شتاب

بکھی چاهنى کچه مروت حيا

و مشتری شدن آن ده برود و تصویر سرد ایا
تصویر برای ملاحظه و مشاهده و عاشق شدن ماه پیکر

بر تصویر ملکه ستمین

شنا ماه پیکر فی جب سیه کلام
کوتی شکل ایسی زمین زینهار
زبانین برشی کی تدبیر سیه
و ده بولانه و کله نوک اسی حبیب
اوسی مین بجهایون جان جهان
که ماه پیکر نی نادان سیه
ایهی تونی خودیه کیدای بیان
نظر او سپه کرتی هی خلق خدا
جب اسطوری او سکو قائل کیا
که لاجب و ده صندوقچه ایکبار

که اسی برادر ذرا و لکوتیه نام
که کردی ز آسان پروردگار
و یکبار محکو کیسی و ده تصویر هی
که بین تم نهو جا و میری قریب
بجای اگر ولین کهون نهان
عجب عقل کا تو کچه انسان هی
که لا کهون کا هوتا هی مجمع و مان
اگر مینی تصویر دیکھی تو کیا
تو مطلب جو تها او سکو حاصل کیا
کالی غرض اوسنی تصویر یا

مین اب گو کہ مردیسی کم زور ہوں

اسی دیکو تھی مجکو ہستی ملی

ذوق کی زبس چاہ ہی ہر زمان

ہوں اوس افغی زلف کا درد

تصور میں ہیں وہ مثرہ نوکِ دا

کئی دنی ہی انس اوس عاری

زبس میری مشوقہ ہی سنگدل

ستم دل پہ کیا کیا گدڑا نہیں

یہ صند و چم ہی جو ای نوجوان

کہ لیکن دل کی یہ تدبیری

بہت عشق کرتا ہی جب بقرار

بہلا تو کر گیا میری کیا دوا

مگر جان لی زندہ در گور ہوں

اوس مہر و سی یہ پستی ملی

پسند اس لی ہی مجھی یہ کو ان

کہ نہہ از دہی کا کیا ہی پسند

میری لہین کھٹکی کیون غم کا جار

سر اپنا پٹکا ہوں کہسار سی

کیا سخت جانی فی مجکو خجل

مگر حیف صدمہ حیف مرما نہیں

یہ ہی روح میری یہ تعوید جان

اسمین ہر اک اوسکی تصویر ہی

تو میں دیکھ لیتا ہوں تصویر یار

اسی درد کو کہتی ہیں لا دوا

شہیدن ماہ سپر این قصہ پر غصہ از مشتری

ہر اک آنکھ کو سیر میری ہوئی
 کہا دل فی اک اور نقشہ او تار
 یہ بات اپنی مطلب کی جہم منی
 زبس بٹھی تھی سیتن بی نقاب
 کیا عشق سرکش فی جو مضحل
 مجھی عشق حد سی زیادہ ہوا
 چلو لچلی اب جد ہر اسکی چاہ
 کنسی طرح او کو چھڑا لائی
 یہ پھر اکی کیو ہو امین روان
 بہت خاک چہا فی بہت میں پرا
 میں اس راہ میں کیون نہوتا تباہ
 زبس زندگی ہو گئی مجھ کو شاق
 کہ ناگاہ یہ غار آیا نظر

مگر چشم و کی نہ سیری ہوئے
 کہ اون دنو پر چشم و دل ہون شا
 تو تصویر لٹار کی دوسری
 بشیہینہ و نو کہین لاجواب
 تو تصویر ونسی چاہی تکیں دل
 مصمم یہ میرا ارادہ ہوا
 کو پین پر چلو ہی اگر اسکی چاہ
 یتھان اوس جوان کو اوڑا لائی
 رہا میں جس میں بھون دان
 ملا پر نہ رستہ پرستان کا
 خضر خو و نظر آئی گم گشتہ راہ
 ہوا موتی وصل کا اشتیاق
 میں اس میں گرا قبر سی جان کر

او ہٹائی غرض صد مہ ہای کثیر
بمبھی حب کیا در و و غم نی ہلاک
ہوا طائر دل مرا جب کباب
شبانت ہتی مھر پرانوار میں
غرض ہو گئی جب سحر آشکار
خدائی کیا وقت وہ ہی قریب
تو میں دیکھتی سی پہلی کیا
وہاں پہنچا جو وقت ناشاد کام
دریچہ وہ یکبار و ا ہو گیا
نظر آگئی اس طرح وہ نگار
بہت خون عشاق کی تہی انگ
وہ یون سرخ جو زمین تہی چنا
غرض کہنچی تصویر چالاک و چست

۵۵ کیا شب کو مر کی مینی اخیر
گریبان سحر کا ہوا چاک چاک
تو پیدا ہوا بیضہ آفتاب
تو تسکین ہوئی یاد رخسار میں
سر شام کا پھر ہوا انتظار
وہ حبس وقت ہوتا تھا جلوہ نصیب
میں خود کیا گیا محبہ دل لی کیا
سوار و زاول سی تھا از دھام
و میں ہوش سبکا ہوا ہو گیا
گئی دفعۃ صبر و ہوش قرار
کہ تھا جسم کی جوڑ پکا سرخ رنگ
کہ جیسی شفق میں عیان آفتاب
کہ سامان سب کر رکھا تھا دست

بہت شہیار و امیر و وزیر
غصن کو نسا دکھ او ٹھیا نہین
نی شرط مہی جیسا سی کڑی
یہہ بچپن سی حاصل کیا ہتا کمال
مری ل نی تحریک کی بار بار
جو قزبوسن ین یر نظر جا پڑی
جو کیسو ہنی خاکی تو یکو مسلم
قلم میں ج مینی پیرا اپنی رنگ
کہ وقت نشست اد کا آخر ہوا
ترپتی ہی گزری مچی ساری رات
طبیعت ہر اک لحظہ بی صبر تھے
سیاہی کا ادسکی کروں کیا بیان
یہہ تہا طول شب کو کہ اک اک گھڑی

۴۵
مہ ارادی پانچلی ہین ہو کر فقیر
کسینی ٹھکانا وہ یا یا نہین
خدا یاد آیا مجھی او سگڑی
کہ بنہ مصورہ ہی ہی بی مثال
کہ تصویر اس نور کی تو آثار
تو پایا سب اسباب چہرہ کشی
لیا الغرض ہاتھ مین موٹلم
فلک کا ہوا ہوا اور رنگ
او ہٹی نازہ انداز سی نہ لقا
بجز گریہ و آہ کی کہہ نہ بات
کہ وہ شب تباہ اول قبر تھی
خدا دوس سی کرتی تھی زلف تان
قیامت کی کسی کہن ہتی بڑی

یہاں کا جو ای شخص سلطان ہی ۵۲
جو وصلت کا ویسا ہی اسکو پیام
عبث تکلف ہی مجھی شاویکا و سیان
مگر ہاں مری اسین اک شرط ہی
رواجس کسی سی میرا کار ہو
سو وہ شرط یہ ہی سن ای نو جوان
کہین او سکا وشت میں تبا نہین
ہی زندہ جسکو سچائی خدا
ہی اک نوجوان اس کنوین میں
ہی اوس چاہ پر ایک سنگ گرا
سو میرا یہ مطلب ہی اور دعا
شقت سی آئی نہ وسواسی
یہ جن شخص سی کام سارا بنی

یہ دختر اوسی شاہ کی جان ہی
یہ نہ پارہ ہوتی ہی یون ہمکلام
بجھی چاہی نامراویکا و سیان
کری جو کوئی شرط کو میری طی
وہ مالک میرا ہو وہ مختار ہو
پرستانین ہی اک بڑا سا کنوان
کنوان ہی مگر اوسین پانی نہین
کنوین میں ہی سو سو طرحی بلا
خطا کچھ ہوئی جو ہوا دستگیر
کہ اک دیو نی رکھہ دیا ہی وہاں
کری جو کوئی شخص اوسکو رہا
رہا کر کی لائی میری پاس اوسی
وہ مختار و مالک ہمارا بنی

یہ عجائز اوس سہماں میں ہی
بہت تاجدار کی بھل ہوئی
یہاں کون کون کی تر پانہیں
بہت عشق سی دل کیا آشنا
ہوئی یاس بھجائیہ میں دل کباب
یہ چرخ چارم پر دیجاہ ہی
کہا مینی نام اوسکا ظاہر کرو
وہ بولی کہ یہ جو کل اندام ہی
اگر سپہ دل مبتلا ہو وی گا
مگر تو فی دی ہی جو ہما قسم
جو ہی نام اوسکا و ظاہر نہیں
ولی نام اوسکا جو شہور ہے
صباحت میں بچا ہی سارا بدن

۵۲ کہ اندو ہوئی ہی دید و دلین ہی
بہت رسم وقت گہماں ہوئی
کسی پر اسی رحم اصلا نہیں
یہ نا آشنا ہی یہ نا آشنا
کہاں پنجہ تیرا کہاں اقباب
بہت ہاتھ دامن سی کوتاہی
جو ماہیت اسکی ہی ماہر کرو
بچھی نام سی اسکی کیا کام ہے
تو حاصل کھیر درد کیا ہو دیکھا
تو سن لی باقی ہیں نام اسکا ہم
کوئی اسم اصلی سی ماہر نہیں
بائیں بچھی تیا یہ مطلب ہو طے
اسی اس لئی کہتی ہیں سمیتن

غرض دلجی حب مینی پایا جواب
 چلون کس طرف مجھ کو دکھلاؤ راہ
 ہمیں نور کامل سی ہی خیر گے
 کہا پاؤ نسی لچلو تم مجھے
 اسی قصر کی پاس ہم اڑ گئی
 تمام اپنی اعضا سی پایا جواب
 کہڑی تھی کئی شخص میری پاس
 قسم تم کو دیتا ہوں نین بی دیار
 یہ بی بید ہوتی ہی کس رنج کا
 تمہیں اسکا معلوم کیہ بہید ہی
 سہون فی کہا کینچ کر آہ سرد
 جلا یا ہی حسنی یہ وہ نور ہی
 ہی اس چاند کی ساری دنیا چکور

۵۱

تو انکھو نسی اپنی کیا یہ خطاب
 وہ بولین چلو جھڑ پٹ پاؤ راہ
 ہنیں سو جہتا کچھ بجز تیر گے
 وہ بولی کہ ثابت قدم ہم ہوئی
 کہ اب میل کی شکل سی گڑ گئی
 ہر اک عضو کا ایکسا تھا جواب
 کہا مینی اد نسی یہ ہو کر او داس
 دڑ چکی مین ہی یہ جو نور آشکار
 ستارایہ ہی کو نسی برج کا
 کہ کو تھی فلک کا یہ خورشید ہی
 کہ در مان نہین جگا ہی یہ وہ درد
 یہ وہ چاند ہی عسی جو دور ہی
 سب سپر ذہین چہ مینا چہ گور

دہن مین ہوئی جمع چاروں طرف
 صدمت کی قوت تاثیر ہی آشکار
 غصن حبیب اک در درخشان ہوا
 عجب دست رنگین تھا اوس کا
 ضیاسی بظاہر تھا سینہ پہرا
 وہ باہن ستمگار تہین گول گول
 کلائی کو یہ ناز کی ہستی حصول
 عجب تھا کعبہ پائین نور آشکار
 وہ ہستی ساق اوس حرمِ مثال کی
 غرض شکل دیکھی جو اوس ماہ کی
 کہا مینی دل سی کہ محلو سبہاں
 کہا مینی سودیکا اک جوش ہے
 کہا مینی دل سی بچالی مجھے

۵۰ غصن آب ورسی پہرا وہ سند
 بنی آب ورسی وری ابدار
 دہن مین جو ہستی نام وندان ہوا
 کہ مر جانکا پنچہ سند ہو گیا
 مگر صاف باطن مین کینہ پہرا
 کہی نوری حبلی ہیریکا مول
 وہ چلی جو پہونچی ان ایکٹل
 کہ تھا پنچہ خورشید کا شرمسار
 کہ ہر ساق عرش اوسنی پال کی
 نظر آگئی قدرت اللہ کے
 کہا دل فی مین خود ہوا پائال
 کہا دل فی بندہ سی پیوش ہی
 کہا دل فی کہتی مین بچسا کسی

در سچہ اگر طور تھا نور کا
 سہی بھی نہیں طور کی زبان
 غضب کی پلکوں کی تھی شہتر
 بہ کامل اوس مہر کی تھی جبین
 تر و تازہ رخسار جوین پیری
 حلق کی وہ آئینی تھی لاجواب
 رخ آئینی سی صاف وہ چند تھا
 خدا عجب سچ پر تھی سیہ
 یہ تھا لاجواب و نہ تھا کاسب
 لبِ سرخ سی گر و یاقوت تھا
 یہ دانٹو کا پایا ہی مضمون بنا
 ہوا گا مضمون نایاب سی
 دہن کی عشق میں آئی نہ تاب

جبین میں عیان نور تھا طور کا
 سہی بھی اوسی نور کی زبان
 چہدی جسی لاکھون ہی کشتہ
 مہ نو تھی ابرو شک اسیم نہیں
 کہ گل ہی نصارت تصدق کری
 کہ نہہ دیکھتی تھی کھڑی شیخ و شاہ
 یہاں طوطی آئینہ بند تھا
 تصدق تھا قامت پر سر و سہ
 کہ ہو باغ فروز کی اوسٹی پر
 وہ تھی لال اور رو یاقوت تھا
 تصور میں آیا ہی مضمون بنا
 کہ موت کی خلقت جو سی اب سی
 جدا موتیوں سی ہو سی آب و تاب

۴ وہ تختہ ترسخ اوسکی تہی نیال
وہ لب و سکی و نون تہی تشکر
زاکت کو موخی ثیان باندہ لاج
جوسن پای تو ربیاض کلو
وہ سینہ تہا اک سطح آب کبر
جو قد و یکی محشر اوسنی آئی یاد
کیا وصف گو اوسکا ای شہریار
کرون پھر غر ایا کی تو صیفین
ہر ایک ایک تہی تشکر خد کا
یہ اویا سا تہا سحر اور اوچین فن
نظر آئی ابرو کی ایسی حسام
جو دیکھی کوئی ابروی متصل
یہ اک آواز تشبہ آئی پسند

کہ گل باز و ہوا و ہنسی ملکر کمال
چھٹی تہی باتو نمین بایکد گر
وہن ہونہی تو خود غم کہو یا جا
خط صبح صادق کر سی جستجو
کے جانت اوچین تہی جلوہ گر
قیامت ہی قامت کی اک خانہ زاد
مگر و لگو اسپر ہنہن ہی قرار
کرون فتری طرح تعریف میں
کہ شاگرد ہون نامز پسی ہزار
کہنی نہیں فہرگس کہی نہیں ہرن
دل رستم و سام جنگی نیام
بیمہ کہی طاق ثیان دل
وہو آن طرف تہا رنجو نگاہ

دنيا ۾ ڪي لاهي جان جهان
ڪنڌا وٺي ڪي وٺي يا جال هتي
عجب اوسڪي ڇٽون هتي عالم نوري
خدا هر ڀڙگي نور آگين فطرت
هنسي مين نمايان جو دندان جو
نظارا اوس ابروي خدا رکا
مزار وٺي اوس ابروي تلواري
وه پشاني صاف هتي نور کي
وه دلچسپ ڪيو کي وڃال هتي
جو خوشبو ڪو پوڇو ٿو ڏن پيا
نڪجهه شڪ ڪار به زهار تها
ڪوئي چوئي ڏيکي تهيه چوڻ ڪها
چمڪ ڪوئي هو بانس کي ڪها ڪي

دل روشن عاشقان جهان
ڪه ڦهلي دل فارغ البال هتي
دلو ڪو جو وڃي هتي هر دم قريب
تو في الفوز بجلي گري جانون پر
تو ٿيس ماري درخشان هوي
بلا شبهه ڪها نا تها تلواري ڪا
شه لافتي کي مدد سي سڀي
ڪه زهره ساهل اوسڪي وشتري
اسير اوسڪي سب فارغ البال هتي
وه غم ٽڪن هتي وه نازڪا
ڪه تاتار ڪيو ڪا هر تار تها
نه سر زانو غمي هر گز اٽها ڪي
ڪه نور اوس ڪي ڪلڪشان مانگ ڪي

پڑنی ہتی جو چلن یکایک بندہی ۴۹

یکلجی ہتی دل و ہڑکنی سیلگے

عرض قدرت حق ہویدا ہوئی

پچھی ہتی جو کرسی چو اہر نگار

وہ ہم پارہ سپر ہوئی جلوہ گر

بدن میں وہ تہا زعفرانی لباس ۴

جو کہتا ہوں میں چہ سمجھ اسکو تو

یہہ تاثیر رنگت کی ہتی آشکار

ورق مہر ہو گھٹان ہو قلم

کرون کل زیبا کا کیا میں بیان

کیا انکھین ملکہ جو سینی خیال ۳

ہویدا ہتی ہوتی ہر اک تار میں

نہ ہتی سر کی بالوں میں بلو لوعیان ۳

کسی تاب ہتی یہہ جو دیکنی کوئی

وہ سب مرد و ہم انکھین جھکنی لگی

کہ اک نماز میں زمین پیدا ہوئی

کہ عرش او کی الفت میں تہا بیقرار

وہ پاخور فردوس آنی نظر

کہ جو ذر عفران خلی اکی او داس

مہکتی ہتی کوسون تلک او سکی بو

ہنسی ہتی ہتی لوک بن اختیار

تلا ہو وصف بلوین چھی رقم

کہ حیرت میں اساوہ تہا اک چٹان

شب تار عشاق ہتی سر کی بال

اک جیسی ستاری شب تار میں

کہ ہتی سہستان میں جگنو عیان

کروں قصر عالی کی تعریف کیا
 نظر جب پڑی اوسکی دیواروں پر
 جلاتی جو موتی تو چونا ہوا
 وہاں ایک دیکھ دیکھاتی دیا
 دیکھی یہ تہی ایک چلن پڑی
 بیان کیا کہ دن تجسی اسی شہریا
 غرض قصر کی پاس جو جو گئی
 کوئی دو گھڑی دن جو باقی ہا
 کہوں کیا شمع جو کہ بڑپا ہوا
 وہ جو تہی زمرہ کی چلن پڑی
 ہوا بسکو معلوم بی اشتباہ
 کوئی دروین تہا کوئی غم میں تہا
 چہا جگہ زیز زین آفتاب

۴۵ کہ روزاوسہ ہوتا ہی کہ وون فدا
 تہی ایک خشتیم ایک تہی خشت
 وہ چونا پھرا نور وونا ہوا
 دیکھ وہ تہا قصر فر ووس کا
 کہ ہر تلی اوسکی زمرہ کی تہی
 دیکھی یہ سیرا ہوا دل نشا
 دیکھی کی نیچی کھڑی ہو گئی
 تو چلنی لگی ہندسی ہندسی ہوا
 دیکھ وہین قصر کا ہونا ہوا
 ہوئی دفعہ اوسین تہی رشتی
 ہری وہا نوین کہیت کرتا ہی
 نگہ میں تو سکتی کی عالم میں تہا
 تو چلن سی پیدا ہوا مابا سب

جو پهن کوس بهر راه ملي کر چکا
 بلندى مين او ننگي گزون کيانيان
 پيو پير عجب رنگ کي بهي بچار
 روان مين بهي لکهن بهي دوزن
 جب اصرار اسم وطن مين کينا
 همارا جو سلطان بهي رشک ماه
 نظر آي هم جنس جب با حيا
 غرض دل جو اياما را هر مين
 بڑا جب تو ويکھا عجب با جرا
 مگر بهي وه ميند آن اينا بڑا
 تو مين لين سمجھا کو نئي عید بهي
 کتي لاکھ جب آدمي هو چکی
 هو مين بهي همراه اونکي روان

مجھي ايک پنهانک ديکھائي ويا
 زمين پرو دھتا دونهرا آسمان
 کہ جھٹرخ ميني کا رنگ ابدار
 جو پوچھا کھائي ہمارا وطن
 کھانا نام بهي شہر مہرا بھلا
 او نئي خلق کہتي بهي خورشيد
 و مين سجدہ شکر ميني کيا
 تو داخل ہوا مين بهي اوس شہر مين
 کہ ميلہ ساہي اک جگہ پر لگا
 کہ ضمير اي محسري بهي کچھ سونا
 يہ مجمع جو بهي قابل وید بهي
 تو سب ايک جانب ہانسي چلي
 تو اک قصر مالي ملانا گھان

و گر نہ پہچان تو پہچانتا مدام
 کہا اوتی مینی بصد انکسار
 پر اب نام اپنا ہی بتلا بیٹے
 کہا میرا غفران جاو وہی نام
 جو گبران جاو وہی ای بیوٹن
 بدل وہ عدو ہی مری جان کی
 کہا مینی غفرانی یون بہر کی آہ
 جو بتلاؤ گی راہ اسی نامدار
 وہ بولا کہ چل کارِ داور کروں
 غرض اگی اگی ہوا وہ سوار
 زمین طی ہوئی جب طلسمات کے
 طلسمات کی حد ہوئی اب تمام
 گلی ملکی آپس میں با یک دگر

۳۴ اسی وقت میں سرپٹ مدام
 کہ اجر اسکا وہی آپکو کر دگار
 وہ گبران کہاں ہی ہو مائی
 اسی وقت میں ہی مرا ہی مقام
 میں ہوں بہائی اسکا وہ میری بہن
 خدا تھا جو حامی نہ کچھ کر سکی
 کالو مری گہر پہنچی کی راہ
 ہمیں خضر سمجھو لگا میں بی دیار
 طلسمات سی بجگو باہر کروں
 چلا میں پس پشت اسی نامدار
 تو غفران جاو وہی یہ بات کے
 لی اب جا خدا حافظ اسی نیک نام
 وہ عاتب ہوا میں لگا راہ پر

لگی چو کڑی بہرنی وہ ایک ر

ہوا مقتدر پیر گھوڑا روان

زبس صیدی منہ موڑا ایک

گیا ایک بائیں طرف بقرار

ہوا تھک کی اک جاہ وہ بھی کھڑا

وہ آہو زمین پر گرا تیرے

رہا اک قدم بہر کا جب فاصلا

ہوید اچلا وکی حالت ہوئی

ایکلا کھڑا رہ گیا مین وہاں

کھڑی پیرہ گزری تہی ای شہرما

کہا اوسنی افسوس ای نوجوان

یہ گبران جاو وکی ہی سحر گاہ

مقتدر تر ای جوان خوب تھا

۲۴

اوٹھایا غرض مینی بھی راہوار

کہ انگوٹھی لشکر ہوا سب نہان

پہر پہر مین سو کوس گھوڑا ایک

مگر دوسرا سامنی تھا فساد

دین تیرکاری میرا بھی پڑا

بڑا بیچ کر نیکو شمشیر سے

وہ آہو نظری نہان ہو گیا

تو کچھ خوف کچھ مجھ کو حیرت ہوئی

کہد ہر اب وہ خادم وہ بشکر کہاں

کہ ظاہر ہوا اک وہاں شہسوار

طلسمات مین آگیا تو کہاں

پہنسی جو رہی عمر بہر وہ تباہ

کہ مین اتنا قاتل بھی مل گیا

وہ بولا جو امرو جو مین ملام
یہی اب دل فارغ البال مین
بدل آجی مین ہون تیرا شریک
غرض شری فی کہا بہر کی آہ
وہاں حکمران مین تھا صبح و شام
گذرتی تھی ہر آن راحت کی تہا
مگر کرتا تھا سیر صحرا صبر و
گیا ایک دن مین جو بہر شکار
یہ وخت سی معمور وہ دشت تھا
جو مین تیر بہر آگی مین بڑھ گیا
کہ اک چوڑا آہو کی ہی خاک مین
تو اک ہرنی پاس اونکی آئی نظر
سُخم باد پاکی جو پائی صدا

۱۴۱
وہ وراہ خدا کا بھی کرتی مین کام
رہون تیری ہمراہ ہر حال مین
احسانت کری وحدہ لا شریک
کہ تھا شہر تابان میرا تخت گاہ
میری حکم مین تھی رعایا تمام
بسر کرتا تھا عیش و عشرت کی تہا
نکل جاتا تھا شہری و دور و دور
نظر آتا تھا گاہ اک سپرہ زار
وہر گیتا تھا دل آہوئی و ہم کا
تو یہ ایک جہاڑ مین ویکھا مزا
بڑھا صید کی مین جو آہنگ مین
یہ مین سجھا ہی جگ اسی ماوہ پر
وہ مین ہو گئی وونو آہو ہوا

کوتی سیری صدوفی محرم نهین به کیمین داغ کا دکی مرهم نهین

سیر اول ہی ای یار و سار عشق شادی سبکو تو سن راز عشق

عجب کیا جو در مان جو تو درد کا بڑا حوصلہ ہوتا ہی مرد کا

کیا شاہزادی نبی سب سی خطاب یہاں سی ہین جتنی ہین شیخ و شاہ

یہ سنتی ہی ہر شخص ہٹ ہٹ گیا فقط شاہزادہ تہا ایسپ تہا

کہالی بنا پہلی تو اپنا نام اور اس غار میں کین کیا ہی قیام

ہوئی دلی کم جب چمک در کے کہنا نام تو ہی میرا شریے

سن ای نوجوان حال سار میرا کہ ہی چرخ میں کیون تار امیرا

مصیبت زوہ ہون جفا ویدہ ہون میں ویکو ستر با ویدہ ہون

شل ہی کہ کوئی کسکا نہین یہاں اصل ہی کوئی میرا نہین

نہ کہتا ہون باور کہ تسکین دی کچھ اپنی کہی یا وہ سیری سنی

مگر ایک تو آگیا ہی یہاں کہ پرسان ہوا ہی میرا ہی جوان

اید ہری کوئی راہ چلتا نہین کوئی جانور ہی نہکتا نہین

وہ بولا جو امر و جو بین مام
یہی اب دل فارغ البال میں
بدل آجی میں ہوں تیرا شریک
غرض شتری فی کہا بہر کی آہ
وہاں حکمرانین تھا صبح و شام
گزرتی تھی ہر آن راحت کی تہا
مگر کتنا تھا سیر صحرا خند و
گیا ایک دن میں جو بہر شکار
یہ وحشت سی معمور وہ دشت تھا
جو میں تیر بہر آگی میں بڑھ گیا
کہ اک جوڑ آہو کی ہی جگہ میں
تو اک ہرنی پاس اونکی آنی نظر
نہم باد پاکی جو پاتھی صدا

۱۴۱ و زوراء خدا کا بھی کرتی پن کام
۱۴۲ ہوں تیری ہمراہ ہر حال میں
۱۴۳ اعانت کری وحدہ لا شریک
۱۴۴ کہ تھا شہر تابان میرا تخت گاہ
۱۴۵ مری حکم میں تھی رعایا تمام
۱۴۶ بسر کرتا تھا عیش و عشرت کی سہم
۱۴۷ نکل جاتا تھا شہری و زور و زور
۱۴۸ نظر آتا تھا گاہ اک سبزہ زار
۱۴۹ و ہر گناہ تہا دل آہوئی و ہم کا
۱۵۰ تو یہ ایک جہاڑ میں دیکھا مزا
۱۵۱ بڑھا صید کی میں جو آننگ میں
۱۵۲ یہ میں سمجھا ہی جگہ اسی ماوہ پر
۱۵۳ وہیں ہو گئی و و نو آہو ہوا

کوئی سیری صد موسی محرم نہیں
میرا دل ہی ای بار و سارِ عشق
عجب کیا جو در مان ہو تو دور و کا
کیا شاہزادی نبی سب سی خطاب
یہ سنتی ہی ہر شخص ہٹ ہٹ گیا
کہالی بنا پہلی تو اپنا نام
ہوئی دلی کم جب چمک درو
سن ای نو جوان خال سار میرا
مصیبت زدہ ہوں چاؤیدہ ہوں
شل ہی کہ کوئی کسی کا نہیں
نہ کہتا ہوں باور کہ تسکین دی
مگر ایک تو آگیا ہی یہاں
ایدہری کوئی راہ چلتا نہیں

کہیں داغ کا دلی مر ہم نہیں
ہٹا دی سپونکو تو سن را عشق
بڑا حوصلہ ہوتا ہی مرد کا
یہاں سی سٹین جتنی ہیں شیخ و شاہ
فقط شاہزادہ تھا ایسا تھا
اور اس غار میں کون کیا ہی قیام
کہا نام تو ہی میرا شریع
کہ ہی چرخ میں کون تار امیرا
میں و نیگو ستر پایا ویدہ ہوں
یہاں اصل ہی کوئی میر نہیں
کچھ اپنی کہی یا وہ سیری سنی
کہ پرسان ہوا ہی میرا ہی جوان
کوئی جانور بھی نکلتا نہیں

پہاڑ کی نزویک جب وہ گیا ۳۹
 نہان دُشمن ہی اک جوان شکِ ماہ
 بدن سحر و نہنہ زرد چہرہ گر و
 کمین عمر کا جام لبریز ہو
 سخن ماہ پیکر فی حب یہ سنا
 کہا اوستی ای شخص تو کون ہی
 بیان اپنا احوال کر دی ذرا
 جواب اس سی باگادی شتاب
 یہ سکر ذرا انگہ کی اوستی وا
 نہ اصرار کر میری احوال میں
 یہ سنتی ہی گھوڑیسی اترادہ ماہ
 پکارا کہ تجکو خدا کی قسم
 کہا سبکو رخصت کراؤ جو جوان

نظر آیا اک غار و حشت بہرا
 ملول و خزین بے قرار و تباہ
 یہ لب پر کہ پایا نہ در مان و رد
 کہ طلی ظلم عشق جنون خیر ہو
 وہین ناوک غمی کی ولین جا
 وہ قاتل ترا جنگ جو کون ہے
 تو کس کوہ الفت کی نیچی و با
 کیا دلو کس شعلہ رونی کباب
 کہا میں بڑی کہہ میں ہوں تبتلا
 کہیں کوہ و صحرائہ جلنی لگین
 سیر ہانی گیا کھیتا دلی آہ
 تری دلہ گدزی ہین کیا کیا الم
 تو چھپی کہوں عشق کی داستان

زیادہ ہوئی اُٹھتا اور سکو جب
 غرض نوش جب کہ چکا وہ طعام
 کہ ناگہانی اک صدا اور دناک
 ہوا مایہ پیکر وہین بچو اس
 منگا و خبر کون کرتا ہی آہ
 یہ جسکی ہی آواز حسرت پیری
 چلی حکم سنتی ہی سب ایک بار
 پیری ڈھونڈتی جب ونی گہان
 پہاڑ ایک ہی اوسین ہی ایک غا
 خبر سنی یہ مایہ پیکر کو دیے
 دل اور کاٹری یاں حسرت میں ہے
 یہ سنتی ہی گہوڑیہ ہو کر سوار
 پہاڑ ایک چوٹا سا آیا نظر

کیا شاہزادی خالصہ طلب
 مہری پر لیا بعیش تمام
 دل انس و جن جسی ہو چاک چاک
 وزیر ونسی بولا وہ ہو کر او اس
 یہ آواز غم و ملین کرتی ہی راہ
 ملی وہ تو او سکی کروں لیری
 جو اسیں پیک اور پیادہ سو
 نظر آگیا سبکو اک نوجوان
 اور اوسین ہی اک نوجوان بقرا
 کہ اک شخص پیری کچھ آفت پری
 غم و درد و بچ و مصیبت میں ہے
 کیا کوہ کی سمت او سنی گذار
 جلا او سطرف جلد وہ نامور

نقیبوں کی یہ بات زیب و ہان

و عادی تھی تھی فیکہ کر خاص عام

لٹا تھی تھی زرتھی جو ہمہ وزیر

غرض جب وہ باہر ہوا شہر کی

جو ایسا فوراً ہوا ولین جوش

پکارا یہین ہرین سب ایکجا

یہ سنتی ہی شکر اوسبجار کا

پرند و نکاجب کر چکا وہ شکار

کئی صید سب قسم کی جانور

کئی شیر چورنگ شمشیری

نہ پاڑ ہا پچا اور نہ چیتا پچا

ہوا سیر جب صید سی وہ جوان

دوبالا ہوا اوستی خیمہ کا چاہ

۳۴

بڑی عمر و دولت بڑی عروشان

سلامت رہی شاہراؤ و مدام

اوٹھاتی تھی وہ ز غریب و فقیر

اوسی کوہ و صحرا نظر آگئی

اوڑی طایرون کطرح اوسکی ہوش

اوڑا جاتا ہی مفت میرا شکار

بڑا ماہ پکڑ کچھ آگے ذرا

چرند و نہ چولان کینا را ہوا

نہ جیتا سچا ایک بھی شیر نہ

پچا تیغ سی تو گرا تیر سی

کوئی جانور بھی نہ جیتا پچا

تو خیمہ میں آیا بعد عروشان

وہ خیمہ بنا نوری برج ماہ

کمان کا منی پروکھہ کشیچ پوشا

غنخ بیب لب سلحہ ج چکا

چلا پھیر کر جب کہ وہ راہوار

مغرق ہر اک ساندنی پیش پیش

ہزاروں زرہ پوش اسواہ تھی

بنی وریان مختلف زیب تن

بیان کیا کہ وٹن سکی لشکر کا حال

وہ نقارہ ہاتھی پہ اون سبکی بعد

سمان صبح کاروشنی کا جلوہ

ہتھی شتاق شہزادی کی مروڑن

کوئی کہتا تھا شادین اب ہوا

اٹھنی سلامت رہی شہر یا

زر سرخ ہوتا تھا او سپرند

پکاری کہ ہی قوس میں افتاب

ہوا اسپ تازی پہ جلوہ ہوا

تو تھی گرد امیران عالی وقار

کہ اک الف سی تہا شمار اونکا پیش

لئی خا صعیان خاصہ داتھی

نگاہوں سی گدرا چمن کا چمن

ہر اک نوجوان شیر دل خوش حال

کرنی ابر میں حبسی آواز رعد

درختوں پہ نغمہ سرا تھی طہور

در و بام پر جمج تھی دوزن

کیمنی کہا دل کا مطلب ہوا

ہمیشہ ہو اس نخل نو پر بھیا

قدم با قدم مثل با و صبا

کہ جسطرح پیٹہ اسکی اسی ٹنڈ
پیون پانی شہزادی پروار کی
وہ جسم محل سی روانا ہوا
لہنی اپنی ساتھ او سکود رالہ جا
رکھا سر پہ تاج جو اہر نگار
چو خورشید کو اپنی اوسی ملائی
ڈنڈون پر سچی نورتن لاجواب
جو ہین پہنی نخل کی او دھئی تبا
پلیٹا کمر بند وہ زر نگار
کمر بند مین کار ہیر کیا تھا
حائل وہ تلوار کی آبدار
وہ بائیں طرف ترکش لاجواب
ہر اک فن سچی اکتب جو تھا وہ جوان

۳۰ اسطرح دکھلائی منہ آنکر
کرون کو نڈی مین پرویدار کی
تو دل تیر غم کا نشانہ ہوا
جو دیوانہ خانیمین داخل ہوا
درخشان تابان وہ تھا مہر وار
سر چرخ چارم ہی گردش مین ہی
نورین آسمان تک گئی آب و تاب
تو سب سمجھی بد لیمین چاند آگیا
کہ حبیر جو اہر کا بالکل تھا کار
گلی مین ہی ایک ہا ہیر کیا تھا
کہ جو دو کری کوہ کو ایکار
کہ ہر تیر تیر قضا کا جواب
رکھی سیدی کا ندھی پاپنی کمان

لئی باز با تہو پنہ دہ باز دوار ۳۴
دہند و را پٹا شہر مین ایکبار
غرض صبح جہدم ہوئی جلوہ گر
ہزاروں فصیح و شریف دامیر
ناز و نسی غبارِ ہوئی صبحدم
ہتی اس فکر مین سب ان دُسن
یہ دن عید کا ہی بلا اشتباہ
غرض ماہ پیکر محل مین گیا
ہو مین بیان گردا کر تمام
گوئی اشرفی بانہ ہتی ہتی کہی
گوئی بی بی ادسی ہم آغوش تھے
کدوئی کہتی ہتی مین شمار ای خدا
کسی نی کہا میری مشکل کشا

کہ ہو طائر روح جنگا شکار
کہ شہزادہ کل صبح چو گامسوار
تو فوراً جلوس آیا در وازی پر
بہت مرد و زن اور غریب فقیر
سیر راہ گو تہو پنہ مین ہی مجسم
دکھایا ہی کیا خوب خالق فی ان
انصیب آج جو تا ہی دیدار ماہ
ویا مہر برج چل مین گیا
کیا سبنی شہزادی پر از دھام
کوئی پکڑی بازو دعا پڑھتی ہتی
کوئی صد مہ غم سی پہوش ہتی
میری شاہزادہ پہ سایہ ترا
ایسی اپ تہیاری حوالی کیا

گلی عیش و عشرت میں لیل و نہا
 جو دو حکم ای شاہ نو والا احترام
 سنایہ سخن جب جگر بند کا
 پسر کو یہ اپنی دیا پھر جواب
 اگر سیر صحرا کی مرغوب ہی
 مگر پہلی سامان طیار ہو
 دیا حکم کارندون کو ایک بار
 سب اسباب صید افگنی در پر آئی
 غرض جبکہ یہ حکم او سکا ہوا
 رقم یون کروں جال او سوقت کا
 پسہ گوش چپٹی و وہ تہی آشکار
 وہ کٹنگلی تہین جوڑیاں لا جواب
 کسی سمت جبری کہین پیریاں

مگر ایک باقی ہی لطف شکار
 تو صحرا کی جانب کو جاتی غلام
 بڑی دیر پھسل تامل کیا
 جو مرضی تری ہی عین صواب
 میری جان اچھا بہت خوب ہی
 پہر ہی راحت جان تم اسوار ہو
 کہ ہی شاہراہ کا غم شکار
 کسی طرح کا چانور رہ بجائی
 تو سامان سارا مہیا ہوا
 کہ سارا مرتع ہو صورت نما
 ہزن کیا کہ شیر و نگو کر لین شکار
 دل شیر ہو چکی ہشت سی آب
 پرند و نکا چوڑین نہ نام و نشان

برای سیر و شکار جانوران چرند و پرند صحرائی
 و شنیدن آواز در دناک و تجسس نمودن صاحب
 آواز و نزدیک او رفتن و بعد بمکلام شدن
 شامزاده از دیدن تصویر سراسر تنویر
 و سحر بصری شدن در عشق آن صاحب تصویر که

ملکه ستمین نام داشت

که توئی خمار اب می و حل کا
 گفت سرت اب اهل مجلس ملین
 رہا کرتا تھا دلکو رنج و ملال
 گیا دست بستہ وہ سلطان کی پاس
 کجا لکی تسلیم بی مکر و کید

فرا جام وقت پلاساقیا
 وہ دمی تیشن آب جستی جلین
 نظر حبسے آیا تھا وہ اپنا حال
 ہوا ایک دن دل نہایت اوداں
 کجا لکی تسلیم بی مکر و کید

۳۱	تو گویا کلجی پہ بجلی پر سے	گمہ چیرا کیار او سکی پر سے
۳۲	کہا کرتی تھی شکوہ و دستار	ملازم جو دو چار تھی قصہ خوان
۳۳	تو سنا تھا رغبت سی او سکو کمال	جو آجاتا تھا عشق کا او میں حال
۳۴	نہ تھا کوئی غم اور نہ کچھ در و تہا	بڑی عیش میں وہ جوانمرد تھا
۳۵	کہ تھی صورت عیش او س آئینی میں	دل صاف آئینہ تھا سینی میں
۳۶	دل اوستی کہی اپنا پہلا تھا	جنم میں جو تھی مشق حد سی سوا
۳۷	وہ استخراج حال تھا خوش خصال	ہر اک شخص کا دیکھتا تھا مال
۳۸	مال اپنا دیکھا تو غم گین ہوا	کین اپنا اک روز ویساں آگیا
۳۹	کہ صحرانوردی ہی انجام کار	ہوا قاعدیسی یہ حال آشکار
۴۰	تو صحراب صحرایہ پر گیا ضرور	ترا دل غم نوین گہر گیا ضرور
۴۱	رہیگا کسی کی محبت کا جوش	ثابت رہیگی حواس اور ہوش
۴۲	تو کچھ فکر او سکو ہوئی کچھ ملال	ہوا العوض جب ہو یاد حال

خال رفتن شاہراۃ والا جاہ

در بیان نخبه‌الہ شدن آن ۲۰ گلرخسار و مکتب مستنیل
جملہ کمالات میگوید

پلا ساقیا اب بھی جام عیش	لکھون شاہراؤ کی ایام عیش
لگا پلنی ہشتادوہ نامدار	کئی عیش و عشرت میں لیل و نہا
غرض نخبالہ وہ گل جب ہوا	تو آ رہا سدا و سکا مکتب ہوا
ملازم معلم اما لائق سیہے	کہ علم و ادب وہ بہکمانی لگی
جو تہی قہ و آن شہر میں نامور	اونہوں نے کیا تقدسی باخبر
جو جبار و رمال استا و تہی	بتانی لگی قاعدی علم کی
جو تلواری فن کا آیا خیال	پہنچتی میں وہ ہو گیا بیشال
وہ نیزہ پلا تین کا مل ہوا	کہ دنگ اوستی ستم کا بھی دل ہوا
غرض کوئی فن اس طرح کا نہ تھا	کہ شہزادہ اوس فہم نہ کیا نہ تھا
ہو جبکہ چودہ برس کا وہ ماہ	تو خوشن نے اوستی چاہی پناہ
عجب حسن تھا وہ کرامات کا	خند چاند تھا چو دہوین رات کا

ہمیا وہ جب بزم عشرت ہو

ہو اناج رنگ اونکو مرغوب

وہ بارہ درسی تہی جو ہر نگار

سوطر مکان لخنو نسی وہ ہتا

بجا جلد ساز نیکان چہر گین

اید ہر یریمان ناچ کابندہ گیا

چہر کہٹ سی سخی قدم جب کہا

لئی سریہ قرآن کوئی روان

جو تہین بکین ساہتہ کی نازین

گئی اس طرح جب وہ زیر فلک

فراغت جب اختر شمار سی کی

لگی ہوئی تقسیم خوان طعام

اسی عیش عشرت میں دن گئی

۲۹ تو گائی سخی کی رغبت ہوئے

ہوئی سکی بارہ درمین طلب

برابر تہی مرد لگوئی قطار

کونل جہاڑ ہند یونسی ہر سو ضیا

ہوئی ناچ میں صرف ہر نازین

او دہر دیکھنی تازی اوٹھی رجا

سارک سلامت کا اک شور تھا

کسی نے کہا تجکو حق کی امان

وہ سب تیغین کہنی چڑست تہین

گئی حسن سی چشم انجم چمک

زچہ پر چہر کہٹ میں داخل ہوئی

ہوئی سیر کہا نونسی سب خاص عام

وہ سب سری ز رخصت ہوئی

کوئی بولی تہم جاؤ بیہنا فوراً
کسی فی کہا سننا تا ہی دل
کوئی بولی اس حول کی وجہ کیا
کوئی نازنین لڑکھڑاتی چلی
کوئی سر پہ آنچل لئی نازی
کوئی ہاتھ اوٹھا کر یہ کہتی چلی
کسی سی کوئی کرتی تھی یہ بیان
زبس شاخ کل ہی لکھنی میں
نہ مجھری میں مجھ کو بلا لیجیو
جواب اونی او سکویہ ہنسکر دیا
چلی گی نہ کچھ پیش حضرت تری
کوئی نکھیا ہنہ یہ جیتی چلے
عرض جیکہ پہنچی ہر اک رہ لفت

۲۸

گھوری جو کہانی ہی سر پہ
کہ حول آپ کہا تا ہی دل
کہا اونی سلطان کا سامنا
جو ایسا نہ دیکھا تھی چلے
کوئی پانچھی تہا ہنسی اندازی
کہ توڑا ہی میں آج لون بوسی
تراکت ہی میری کمری حیان
بجا کب سگی تہر کنی میں یہہ
مجھی پانچنی سی بچا لیجیو
وہا ہوش میں آئی کہتی ہی کیا
وہاں دیکھ لونگی تراکت تری
کوئی طر کپڑو میں ملتی چلے
مجب لطف تھا اور عجیب تھا

۲۷ سار ت جو حاضر ہو اسامی
 میان اک صحیحی ولاد و ہین
 ہر اک ہر جگہ ہو گیا جلوہ گر
 کمیت قلمِ نعم کو پامال کر
 چہا جبکہ زیرِ زمین آفتاب
 خوشی کی ہوئی چرخ پر انجمن
 شبِ عیش و عشرت جو تہی قص کی
 ہوا ناگمان حکم بدر الدجی
 او نہین حکم پہنچا یہ حب ایکبار
 کمر ناری کوئی لچکا تی تہی
 چلی کوئی واسن چٹکنی ہوئی
 کوئی ہاتھ سر پر رکھی ناری
 کوئی ناری اس طرح تہی وان

کہا اوستی یون اک گل اندام فی
 ہی ایاب باہر سگاد و ہین
 محل میں عجیب نور تہا جلوہ گر
 چہتی کی خوشیکار رقم حال کر
 فلک پر ہو جلوہ گر ماساب
 کہ ساری ساری ہوئی خندہ زن
 تو زہرہ فی طیاری کی رقص کی
 طوائف کرین آکی مجر ادا
 چلی کج ادا و نکی سیدی قطا
 کوئی اپنی آنکھوں کو ٹکاتی تہی
 چلی کوئی کیسی ٹکاتی ہوئی
 پسین دل وان ایسی اندازی
 کہ دل عاشقوں کا پیسی بگیان

جواہر سیئت جو تہی حسن کے

تہی اونکو زیور کی کچھ حسیاج

بہت گو کہ نازک ہی تار نگاہ

کہ ورت نگاہوں میں ہو جقدر

نظر ہو جو زیور سی برخاستہ

مگر نظر کا ہوزیور سی پاک

وہ سب حسن کی نشہ میں چور ہیں

جو غلائیان اونکی ہمراہ ہیں

کسی کی تہا ہاتھ میں خاصداں

بغلین دبائی کوئی پکیداں

جو بدر الدجی کا ہر اسنا

ہوا حکم بدر الدجی نا لہان

سیکو ملا رہنی کو اک ذرا

۲۶

جواہر کی ہی حسن سی روشنی

پہنی کا باعث کھلا ہی یہ آج

کہاں حسن کو تاب بارنگاہ

پونجی پہلی زیور میں وہ آنکر

اوسی تب ملی حسن کا رستہ

تو پھر حسن کو کچھ نہیں اوستی باک

ہم تن وہ خورشید سان نور ہیں

وہ انجم تہیں اور سیان ہاتھیں

کوئی چچی بھی لئی پاندان

لئی تہی کوئی مور چل نوجوان

تو خم ہو کی ہر اک نی مجر اکبا

کہ تجویز ہوں سکی خاطر مکان

کسی ماہ پیکر نی کمر الیا

عجب کیل ہیر کی تھی نا کہ مین
یکہین عجب خوشنالموق تھا
سبب ہوتی پازیب کیا زیت
وہاں کرے یونکا کچھ بھی توڑا نہ تھا
جو شہیو لگو دیکھی نہواو سکو چین
کوسئی نور تنکی صفت کیا کری
کڑھی پاؤں مین تھی مرصع نگار
کونئی پھنی لنگن کوسئی دست بند
کلائی مین تھیں بھرنین جھیمان
پڑا حسن ست حنائی کا شور
چھنگلیہ مین چلی جو تھی آل کی
پڑھی جسکی چپ تھی پر اک گاہ
کہا نک لکھا کچھی اب یہ حال

۱۵

کہ ہر چشم اختر ہی تاک مین
کہ سب زیور و پیراوسی فوق تھا
کہ تھی پاؤں سی زیب پازیب کی
بہم دل گتھی تھی وہ توڑا نہ تھا
خاطت کو وکی پڑھی جوین
ساری درخشان تھی رنگ کی
چہر و مین ہزاروں درآباد
کہ بیہوش جسی دل ہوش نہ
ساری تھی و پھنچی تھی کہ شان
وہ چھلونس آستہ پور پور
وہ لونکی لیتی تھی سبب حول کی
ہمیشہ وہ کہنچا کری ولسی آہ
ہر اک حسن زیور مین تھی پیشال

پسینی کی بو عطری تیز تھی
 ہوا اونکی صورت سی تابندہ باغ
 کوئی وصف کہنی کا پاتا نہیں
 سر و زمین جو ہیر کی تعویذ تھی
 جو زیر نظر اونکا چہکار ہے
 جڑاؤ وہینی کی بھی سیس پھول
 وہ الماس کی بالیاں کان میں
 وہ دلکش گر پھول اور بکلیاں
 کوئی پہنی لپٹا زمر و بگام
 جو انکو نکو جہا لوسی پا لپڑی
 کڑی ہاتھ میں ایسی باقوت کی
 وہ پیکل کہ جو دیکھ کی ایک پل
 جو زنجیر دیکھی سزا پائی دل

۲۴

ہر اک ناز میں فقہ انکیر تھی
 ہوا اونکی تربت شمس مند باغ
 کہ مضمون تو دلین آتا نہیں
 یہ شب میں تاری تھی چمکی ہوئی
 تعشق کا انکو نکو لپکار ہے
 کہ تھی رنگ میں جنسی انوس پھول
 کہ میری چہی سرسی کان میں
 زیادہ کہیں بق سی خوشان
 گلہیں کوئی پہنی ہیر کیا ہار
 تو اشکو نکا فی الفور چھا لپڑی
 کہ قتال نگ اونکی مرغ سی
 نہر گر پڑی عمر ہر دل کو کل
 گرفتار او سین رہی پای دل

روان تھی لی لگی ہوں چو بار

ہماری عزیز اور امیر آئیں سب

روان ابون بہون کی قلم ہو گئی

غرض سہی شتوئی لین کشتیان

پہر پہر ہی گزرا نہ تنہا ناگہان

زمانی جو ڈیوڑھی تھی اُس شاہ کی

دوپر نور سکپا لونکی ڈوریان

سہری پہلی تھی اُن سبکی تھوپ

کہارونکی تعریف میں کیا کروں

نہوتی تھی چلنی میں اُنکی تکان

وہ تہین کرتیان سرخ باناس کے

لیکن پھلیان پکڑیو نہیں تمام

امیرونکی سب بیان اُنہیں تہین

طلب ہوں امیران عالی وقا

زمانہ میں اُنکی محل جائیں سب

ہزاروں ہی تھی رقم ہو گئے

ہوئی چوہداران شاہی روان

ورشاہ پر آئیں اسواریان

ہین سب کی اسواری اگر لگی

نہان شہری خلی ہی کھٹان

چڑھی تھی تھامیکی اوپری ٹپ

روانکی توصیف میں کیا کروں

صبا سی یاد تھی ہونی تکان

کہنیلین تہین خیر کرامات کی

اور اوپر بہت شوخ مینی کا کام

وہ بکپالین ڈیوڑھی رکھی گتین

۲۱ نہ دنیا میں تھا اوستی بہر مقام

غرض شستہ و رفته تھا ہر مقام

مٹی بیش سیاب جہان چور

چھٹی کا بیان اور مذکور ہی

شراب خوشی حل رہی ہی عموم

در بیان مقرر شدن جشن چھٹی شاہنشاہ

و فرستادن بادشاہ شفقہ ہا برای طلب

امیران و جشن مروانہ و طلب گیجات

اندرون محل و جشن زمانہ

بجوئی ملازم جو دیگاہ تھی

کہ وہ علم سی اپنی آگاہ تھی

تاری ملا کر سعید ایک جا

تعیین کیا ساعت و روز کا

چھٹی کا مقرر ہوا روز جب

کیا شاہ فی منشیو نکو طلب

بہونسی کہا چاہتی ہیں ہم

کر ڈیکڑون شتی جلدی رستم

کسی نہت پو وہی مان تاش پوش

خوش آواز ایسی ہی تہین بلبلین

اگر بحث پر آمین وہ لاجواب

جو تہی محفل طائر و فکی صد

عجب سیر باغ دل آرا کی تہی

یہ مضمون ہی طبع چالاک کا

ہر اک کا یہ انکی تہی سی چرٹ ہے

زمین تہی فلک اور فلک تہا زمین

سہری جو تہی وار بست اشکار

لٹی سلجی ہاتھوین باندہی صفت

وہ ہر تہہ رکھی جہاڑ بلور کے

ہر اک روشن اس طرح کا تہا کنول

مژ تو زان وہ ہر اک مے و نگ تہی

جو پر یان ہی کیپن اور جائیں خوش

کہ رشک اونسی خبت کی طائر کرین

نہین طائر خلد او نکا جواب

بجای جو کہنی کہ ار گن بجا

وہ ساز ہی مین شگ سارا کی تہی

سنو لطیف انگور کی تاک کا

دو بالا ضیا خوشو نکو دیتی تہی

کہ خوش و عقد پر وین ہوا خوش چین

ہری بیل دیتی تہی او سپر بہار

پڑی پڑتی تہین مالین ہر طرف

یہ تہا صاف روشن کہ مین نور کے

کہ تازہ رہی جسی دکا کنول

صفا ہی دل صاف کی دنگ تہی

در مدح گلستان بی خزان که آسمان و تابان او جلوت کما بود

میکوید

لگا سا قیامی مری نهی ه پهل
 گلابی کی مینی مین کیا بی رنگ
 و گلشن که چهره فدا هتی بهار
 کبلی جاتی هتی او سکی گل جوبل
 بهشت برین اوسه بهتر نه تنها
 جهان ایک اصلی لگا تنها شجر
 وه فواری نهرو نکی اندرون
 صفت کر سکون مین کبان نهرو کی
 وه کل پهل اوسمین نمایان بی
 هر اک سو خرامان بطا ورتی
 منده بی هتی او پهل تمامی سب

که قفح هوا و سکی بوسی حصول
 و کہاوی ذرا محبو گلشن کارنگ
 و گلشن خوشی جس سی هتی بهکنا
 اوسی مین تولد هوا تنها و گل
 نظیر اوسکار و سی زمین پر نه تنها
 جواهر کا بهی دو سراتها شجر
 ستار مین جسی فلک پروان
 جواهر کی تهین پریان نهرو کی
 که بهزا و و مانی بهی حیران هو
 شجر بار و ر سسی پانگ هری
 بهار او نکی هتی چاندنی مین غصب

طلب صاف چهرسی تہا شرمسار
 وہ پائی ہتی آنکھ اوسی حادہ ہر
 جو شیریں لب او کی کہی کبہ پای
 وہ جی او ہٹی جس سی کری ایک پائی
 وہ سینہ حسینو نکلی در لٹنے
 شکم چشمہ کوثر اہ سکا ضرور
 کر جاوہ زاہ ملک عدم
 اگر دیکھ لی تیغ ابرو کا خم
 نہ ہین ملکین سید ہی سب ہیتر
 ستار سی روشن زیاد حسین
 کف سرخ جو دیکھی جتا رہی
 اگر دیکھین ملاوس و کبک او کی حال
 رزوان ناز سی ہو تو بہو پخال ہو

۱۸ خلق بوی کیسو کی او پر نثار
چرا تا تھا آنکھ اپنی خود سامنے
تو ہونٹ اپنی حسرت کی ناری جا
وہن او سا معمور آب حیات
اک اُپہری ہوئی سپہ دو تہی ثمر
حباب او سین تہی ناف چشم جو
جو دیکھی کوئی تو پڑک جائی م
نخلجائی دشت سی رستم کا دم
ہزار و کی دل انکی خیر ہتی
ہن مختصر تھا کشادہ حسین
وہ ہاتھ اپنی حسرت سی نثار ہی
تو حیرتی ہون نقش پا کی شال
وہن فتنہ حشر پامال ہو

ورسا مان حسن چہی

پاسا قیام عشرت بھی

وہ ڈوری مری انگہ میں پند

چھری کا وصف منظور ہے

نی تھی جو بارہ وری پیمال

چہر کہٹ لگا تھا جو ہر نگار

ہر اک ڈوری زرتار پر دیکھتی

چہر کہٹ کی پائی مرضع نگار

تاما کی چہت میں ضیا ایسی تھی

جڑا تو جو ڈنڈی چہر کہٹ کی تھی

لگی چار کو نو پہ تھی چار تیر

یہ تشبیہ خالی نہیں نور سی

اواسی جو لپٹی تھی وہ بہ لٹا

۱۷

شہزادہ میگوید

کہ باقی نرہ جای حسرت بھی

کہ بامِ فلک پر ہو جکی مکند

جو طبع رسا ہی تو کیا دور ہی

صحیحی میں اسکی زچہ تھی نہ ہال

ہر اک پر ویمین لعل و گوہر ہزار

کرن کی اونچی میں جہاں لگی

ہر اک ٹاپسی مہر تھا شرمسار

لکشمی فلک میں ہوئی خیر کی

مصور کیا اونکو بہزادے

چہر کہٹ نہ تھا خلد کا تھا سریر

زچہ او میں کچھ کلم نہ تھی حور سی

بواشتہ سی آپ اگر مندا

۱۶ رکھنا آدھ پکیر تباہ اوس کل کا نام
بجھمی جو فارغ ہوئی عرض سی
ہستی خلعت اور اہنگور خست کیا
ہوئی شاد بغم مو ابر طرف
محلین جو اتنا تین بلو ایتان
بہت خوب نکلا جس آنا کا دود
ویا طفل کو اہ کی آغوش میں
کینسی لایلا ف او سد م پڑھا
ڈپٹی کی آڑیک فی کی اؤم
وہ شہزاد بکہ و و جب دی چکی
غرض عیش و عشرت کا سامان تھا
بڑی حفاظت سی تھا محل میں و و ماہ
موتی پانچ دن عیش میں جیتا

کہ تھا پکیر نور ماہ تمام
یجا لائی مجرا ماثوب بہی
بہنو نکو مہیا سی عشرت کیا
برتا تھا عشرت کا مینہ ہر طرف
بکروخی و ہنستی ہوئی آبتان
سوا ہو گئی سب سی اوسکی نمود
ہو اصراف و شیر کی نوش میں
کوئی بولی کچھ اوڑھ لو ای ہوا
کہتا ہو بجائی نظر دود پر
بیت مال و دولت اوسی شہ فی دی
محل کا محل اوسپہ تو بان تھا
لگا بڑھنی ایک ایک پلین وہ ما
چھٹی کی ہوئی طرف سوم دہام

لگانا چنی پسرخ نیلو فری
 بخومی ورتال حاضر ہو بی
 غرض سبکی سب زایچہ کینج کر
 بلند اسکی طالع بین ای شہر یار
 سارہ سعادت میں ہی چارچہ
 سخی اور سخی دوست ہو گاہ پیہ
 پیہ شہزادہ اسدرجہ ہو گا جگر
 زمانیکی حاصل کر چکا کمال
 مگر ہوگی صحرا نور دی ضرور
 جگر خار غم سی پہنی گا ضرور
 اگرچہ محبت کی برہی بلا
 جوانی پر اگر یہ چھٹ جائیگا
 مگر پیر ملی گاہیہ با صد وقار

۱۵

بجاتی ہتی من زہرہ و شتری
 ستاریسی اوس مہ کی ماہر ہوئی
 لگی دینی بدرالد جاگو خبر
 پیہ ہی باعث رونق روزگار
 خدائی کیا ہی اسی ارحم بند
 ہی اس ماہ سی بہر عالم رفاه
 کہ ہوگی شجاعونکو ہی ہتر ہتری
 ہر ایک علم میں ہو گا پیہ تیشال
 کہ عشق اسکی دل میں کر گیا بطور
 کہی گل کا بلبل بنی گا ضرور
 پر انجام ہی نیک روی بلا
 دل شاہ کا شہر لٹ جائیگا
 بہت شاد ہو گا دل شہر یار

و لی بعد سلطان تہا اور جانشین
وہی ارشد تاج اور تخت تہا
کیا کرتا تہا سلطنت کی وہ کام
سخاوت میں حاتم ملک دنگ تہا
جو کرتا تہا نعرہ وہ روز بسر و
زمانی میں یوسف تہا و پیشال
نہ تہا حیار سو کوئی اوسکا عدیل
ہر ایک چیز اوسکی خدا داد تھی
درخشان خدائی ستارہ کیا
صاف سی جو نکلا نور شاہوار
زچہ پاس سب کا ہوا المذوحام
سلامی سی تو پین پوہین کامیاب
صدابم کی دُن چن تھی کیا کہون

۱۴

بہادر تھی و نفع دار اور مسکن
قوی تہا سدر جوان بخت تہا
رعایا برایا میں تہا نیک نام
شجاعت میں رستم کا دل تنگ تہا
تو و پو و نکی ہو جاتی تھی بگڑ
حسینو میں خورشید وہ خوش حال
وہ ہر فن میں ہر شے میں تہا لا عدیل
مگر ایک امید ابولا دیتے
عطا ماہ کو ماہ پارہ کیا
زر و لعل کرنی لگی سب شمار
مبارک سلامت کی تھی ہوم و ہام
بجین نویتین ہر طرف کو شتاب
یہہ مطلب تہا ہی یر گردن و ن

عجب اکاکیا گر سبکبار ہوں ۱۳ وہ غمناک ہی میں گنگا ہوں

انار و استان حیدریان کمال عجالت زمان

کسی عہد میں تھا کوئی شہر مار
وہ تھا سب میں شہور شاہ زمان
سخی تھا وہ اور عدالتِ ست تھا
اگر وصیتِ عدل اوسکا کچھ بھی لکھی
اثرِ عدل کا ہو یہ وقتِ رسم
عرضِ عدل کا اوسکی ڈینک تھا
نہ تھا شل انجم شمارِ سپاہ
بڑی تو یہ دولت تھی اوس شاہ کی
سب اولاد میں جو بڑا اعلیٰ تھا
یہ تھی روشنی اوسکی رخسار و پیر
ہر اک فحین بمثل وانا وہ تھا

۴ کہ تھا ملک بید سپہ بشتا
۴ مصلح اوسکی حکموں کا تھا اک جہاں
عدالت میں مغربا پوست تھا
قلم خود سرافراز ہو عدل سی
برابر ہوں حشی و انسی جسم
۴ کہ نوشیروانِ مکہ کر ونگ تھا
۴ خاندان وہ جسکی درم مہر و ماہ
۴ کہ تھی دولت اولاد کی حقیقی ہی
۴ اوسی خلق کہتی تھی بدرالہ جا
۴ کہ وہ بدر و وچاہ تھی جلوہ گر
۴ جو بین علم سب میں گانا وہ تھا

جو اصلاح کی تمکو طاقت نہ ہو

۱۲

ہو کا ہونین خوشہ چین خاک

تخلص جو بہتر مہتر ہوا

جو سلطان امجد علی شاہ تھا

محمد علی شاہ کا تھا جلف

خدا کا وہ دن رات عابد رہا

ہو ابا وشہ گو وہ گرد و نسیہ

خلس تہی نہ دشمن سی ایدوستان

ہمون صافنی طہنیت آید بہ پیش

اونہین کا ہون زندین جس مثال

کیا حق فی سلطان عالم بھی

کرون حسب الخواہ دنیا کی سیر

کری جو کوئی سیر نظم ایکبار

تو افسانہ کیجیو اوسی ڈھانکدو

ہنین غرہ شاعری نہیھا

خدا کی غنایت سی خسر ہوا

رتیا سی جکا سوا جاہ تھا

ملا کوئی شہ کو ایسا جلف

مجاہد رہا اور زہاد رہا

مگر خوین حسین ہو کا مل فقیر

رہا صاف سب سی بہ جنت مکان

خدا ایش بیامرز دار لطف خویش

خدا عمر دی تا صد و بست سال

بجای کہین جان عالم بھی

اوسی سیرین مجھی ہون امر خیر

و ساکامین اونسی ہون اسید وار

ملازم جو مخصوص تھی پانچ چار
 غرض جب وہ مجمع بحد سب ہوا
 مگر مینی صاف اوفسی یہ کہد یا
 یہ بحر طبیعت فی بار اہتا جوش
 سخن میں یہ کہتی ہی چپ ہو رہا
 او نہیں روزوں ایک امر ایسا ہوا
 ہوا ٹکڑی ٹکڑی دل نا صبور
 اوسے وہن میں یہ قصہ کہنی لگا
 جب اس شہو کی کہا صبح و شام
 کہوں ایک جزو اسکا دستور تھا
 پہلا نظم کرنیکا کب ہی یہ طور
 زبان اور دل پاک ہیں لاف سی
 کہ اس عجز کا وہیان ل میں کہیں

۱۱

ہوئی میری ورنی وہ سب ایکبار
 تو میں اونکا جو یا می مطلب ہوا
 مجھی کچھ سلیقہ نہیں نظم کا
 اسی جہ سی بس یہ سارا تہا جوش
 مگر نظم کا وہیان محکوم رہا
 کہ دل پر محبت کا صدمہ ہوا
 یہ شیشہ ہوا شک لفت سی پر
 جگر خون ہو ہو کی بہنی لگا
 ہوئی پندرہ دن میں آخر تمام
 کروں ختم جلدی یہ منظور تھا
 کہاں طب پائس یہ جلد میں غور
 مری عرض ہی اہل انصاف سی
 غلط لفظ و کہیں تو اصلاح دین

۱۰ بہ بحر تقارب ہی بیشک وطن
ہوا دل جو خواص و ریای فکر
کچھ اشعار عشقہ موزون کئی
حسن یار خان شاعر انتخاب
سخن ان سخن بس سخن سنج بہن
فصاحت بلاغت میں ایسا کہان
مری بہت دہی و مساز بہن
بجد یون ہوئی وہ کہ بہر خدا
پڑھی جب عرض او کی پہر جب شعر
اک ارشاد ہو ثنوی جافرا
ہر اک ثنوی حسن بیول جای
کہا بہنی کیا کہتی ہو ای جناب
وہ دینی لگی مجھ کو قسمیں کمال

۱۰ یہی بحر دل میں ہوئی موجزن
ہوئی آشنا تہاہ سی یای فکر
پڑھا او کو فی الجملہ آوازی
کہی شعر کا علم عیب و مواب
بد و نیک سب سی دینی رنج بہن
معانی اشارت میں کردین بیان
ملازم بہن شفقت سی مستاز بہن
یہ اشعار پیر آپ پڑھنی ذرا
بہت مدح کی اور کہا ہی یہ شعر
رہی نام نامی کا جس سی بیتا
مہا کیچہ نہ اسکی حضور او سین پائے
کہان بہن کہان نظم کا یہ عذاب
کہا کیچہ ثنوی کا خیال

جری استدر تہا و عالم کا شاہ
خدائی غایت کی ذوالفتا
بہر جا کہ تیغ عیے کار کرد
ہزار ون ورواوسکی اولاد پر
وہ عالم کی رہبرین اور دیگر
امام زمان مہدی دین ملک

۹
ہم تن جبری مانگتی تھی پناہ
کہ کافی تہا کوین کو ایک والہ
یکی را دو کہ دو ووراچار کرد
شرعیات سی دیتی رہی جو خبر
امامت میں ایک ایک ہیں بی نظیر
جو کافر ہو بدکیش وہ لائی شک

در وجہ موزون نمودن مثنوی و لید
و کلام موزون بی نظیر میگوید

عجب ہیں سخن کی نقش و نگار
ہمیشہ جو ہی زینت انجمن
سخن آج ہی حشر ملک نام ہی
رہا صفحہ دہر پر اوسکا نام
عرض میری ولین آیا خیال

کہ نقاش کو رکھتی ہیں پاندار
سخن ہی سخن ہی سخن ہی سخن
یہ آغاز ہی تو وہ انجام ہی
گیا جو کوئی چھوڑ کر کچھ کلام
کہ کچھ شعر موزون نہ حسب حال

عروج او کا ظاہر ہی ٹیہوتش پر
 کیا پاؤنی شرع کو استوار
 قدم کو یہ عنایت کا مایا ملا
 عجب بنن خاص و اور وہ ہی
 کوئی قوم کہتی ہی بند اوسی
 بشر کو ناسا برتر ہوا
 یہ حل بیت حق کا معما ہوا
 حجر استخوان کا جو ٹہرا ہی سنگ
 وہ جسد نسی کعبہ میں پیدا ہوئی
 نبی کہتی تھی یہ میری جان ہے
 اسی شیریں دل قومی ہی میرا
 برادر وصی یون یہ میرا ہوا
 پیغمبر کی دلیں تھی جا ہی چلے

۸

قدم خود بینی کی رکھی دوش پر
 کیا ہاتھ ہی کفر کو اوسی خوار
 کہ دوش پیبر کا پایا ملا
 وصی ہی پہ نفس پیروہ ہی
 کوئی فرقہ مجھو دیجھا اوسی
 کہ مولد ہی اللہ کا گھر ہوا
 غلی اوس معنی سی پیدا ہوا
 تو سچ چمتی ہیں اوسی بی رنگ
 رسول الہی پر شیدا ہوئی
 یہ امت کا میری نگہبان ہے
 وصی ہی میرا یہ وصی ہی میرا
 کہ جس طرح موبی کا ہارون ہوا
 علی تھی ہمیشہ فدائی بنے

۹

۲
مقدمین سب پر پی پانچ تن

سنو نام اوس پانچوین نور کا

جو نور نور خورشید انور سی ہین

یہ نور ہدایت جو پیدا ہوئی

ہدایت ہین جنسی حاصل ہوئی

قیامت کی دن مخلصی موصول

۳
چہ نعت پسندیدہ کو یم ترا

۴
زب نعت کا طی ہوا مرحلا

۵
بنی و علی فاطمہ اور حسن

حسین ابن حیدر امام ہدا

وہ نسل حسین ابن حیدر سی ہین

جو اسرار حق ہتی ہویدا ہوئی

یہی ہین ہی ہین ہی ہین ہی

شفاعت مری کجھو یار رسول

علیک السلام ای بنی الورا

تو اب منقبت کا ارادہ کیا

منقبت امام کو نین ابوالحسن جناب علی ابن ابیطالب
علیہ السلام

۶
علی ولی شاہ و لہل سوار

۷
ولا در بہادر سخی خوشخصال

وہ گنجۂ اسرار اللہ کا

امام زمین خاصہ کروکار

وصی بنی عاشق ذوالجلال

ہی آیتہ انوار اللہ کا

۴	عوض جو کہ سلطان لولاکی	۶	وہاں عجزی ماعرفا کی ہے
۴	تو ان در بلاغت سبحان رسید		نہ در کہنہ چون سبحان رسید
	ہوا احمد کا اب جو میدان طی		تو نعت پیمبر شرا و ابرہیہ

وز نعت سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلوٰۃ اللہ علیہ

اجمعین

یہ فرماتا ہی کرو گارِ غفور
تو کرتا نہ خلق آسمان و زمین
مناسب ہمیں ہی کہ یحییٰ مدام
یہ خیر البشر کو ملا مرتباً
کیا اوستی قائم ہمیں دین پر
ہمیں اوستی حاصل ہدایت ہو
ہوا مرسلون بعد انکا ظہور
نہ تھی عرش و کرسی کی مطلق نمود

جو پیدا کر تا میں احمد کا نور
نہ دوزخ نہ جنت نہ دنیا و دین
ہزاروں درود و اوسپہ لاکھوں سلام
کہ اللہ فی اپنا نائب کیا
چلی ہم ہمیشہ کی آئین پر
عوض ختم او سپر نبوت ہوئی
مگر سب سی تھا قبل او شہکا نور
جی ہتی شہنشاہ ملک و جو

۴ کسی کو جو اندر و باذل کیسا

۴ کوئی شاہ ہی اور کوئی وزیر

۴ کوئی سرخرو ہی کوئی روسیہ

۴ کسی مین ہی خلق اور کوئی پریا

۴ کسی کو لطافت کا جامہ دیا

۴ کوئی مرد ہی اور ہی کوئی بیا

۴ کہیں حسن خالق فی پیدا کیا

۴ جہان عشق کی اک ہڑکائی ہی

۴ کسی دلو سوزش میں انگر کیا

۴ کسی کی شب وصل سوتی کئی

۴ عجب ذات خالق کی ہی بی نیا

۴ جھج کل کو جسی ملی آب و تاب

۴ کوئی اس کی حکمت سی ما نہین

۵

کسی کو شجاعت میں کامل کیا

کوئی اہل دنیا ہی کوئی فقیر

کہیں اہ واپی کہیں آہ آہ

۵ کوئی نیک خصلت کوئی بد نہاد

کسی کو کراہت کا جامہ دیا

ہر اک کو دیا اک نیا پیر ہن

کہیں عشق اوسنی ہو یہ کیا

وہاں خاک ہی پھر نہین پائی ہی

کسی دلو سختی میں پتھر کیا

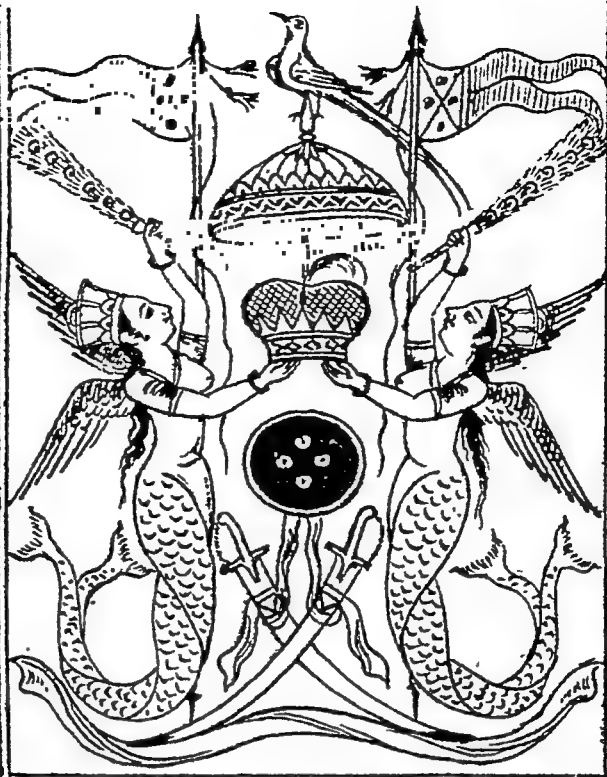
کسی کی شب ہجر و تکی کئی

کہیں ہی نیاز اور کسی جا ہی ناز

دل ملل اوس آگ سی ہی کباب

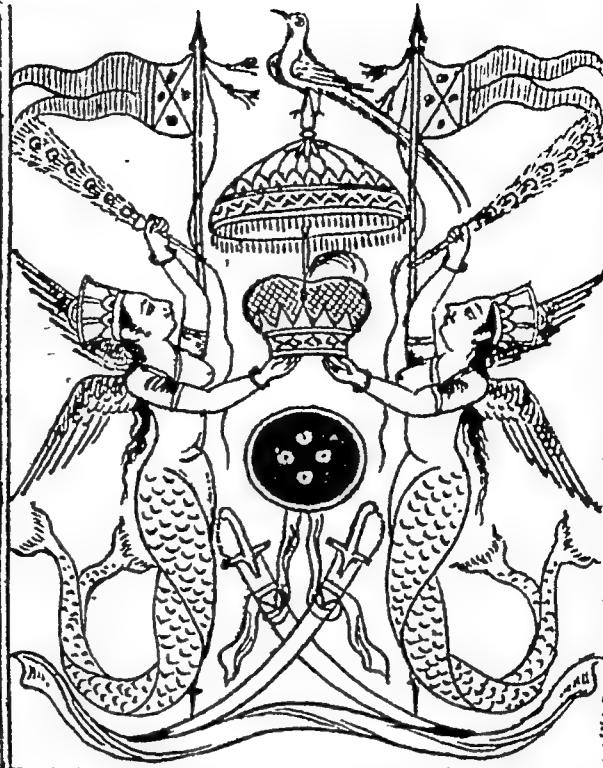
کسی پر کوئی حال ظاہر نہین

شیت میں تہی زینتِ آسمان	تار و نسی کی زینتِ آسمان
زمین سی ہی ہرین و آفتاب	مگر ہمو دینا ہی نور آفتاب
ہوا راستہ نور آراستہ	نہ عرفان کا لیکن مارا ستہ
مثال اسکی اسطور پر فاش سی ہے	کہ رہ نقش سی سی نقش سی ہے
نظر آتین جب آسمان زمین	تو صانع کا انکی کرد تم یقین
مثال اسکی یہی ہی اک بگیان	دلیل اک پر جطر حسی ہوان
بہت گو کہ مشہور ہی یہ مثال	مگر اسمین بکھو یہ آیا خیال
کرین دور کیون عقل کو خیر سی	کہ جانین اوسے اوکی ہم غیری
گوارا کرین کب یہ عالی دماغ	کہ خوشید کو دیکھین لیکر چراغ
مگر یہ اوسینی کیا ہو شیار	کہ پہچانین ہم صنعت کردگار
اوسے نظر آئی کثرت ہمین	کہ صانع فی دیکھلاتی صنعت ہمین
یہ معنی مطلب تو ہونگی زیلے	غرض ہر طرح بکا خالق تو ہے
زمانہ میں مخلوق میں اوکی جو	شرف سب بچا ہی انسان کو



یافتاح

اوی ہٹی م بہر کنار نہین	۳۔ جو آشتا ہن چار نہین
جو ماہیت بحر و خار ہی	کسی او کا معلوم اسرار ہی
مگر آسا ظاہر ہوا ہی شان	کہ اک کوچ کن میں ہی وہاں
اسی موج عیش ہی اوج پر	جیابِ فلک اسی میں جلوہ گر
اثر ہی اسی موج کی نور کا	یہ تازی نہین ہیں بی بجا
روان کیون فلک ہیں چار	ہی اوس صاحبِ ج کی جستجو
مگر دیکھتی تو وہ کیسا نوری	انہیں میں ہی راہی ستوری

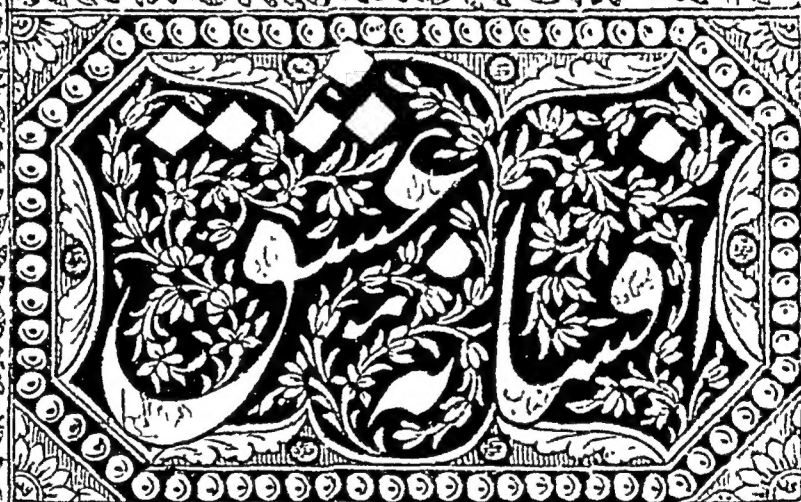


یافتاح

اوی مہی م پیر کنار نہین	۳۰	جو آتشا پین چار انہین
جو ماہیت بھر ذخار ہی	۱۰	کسی او کا معلوم سزار ہی
مگر آنا ظاہر ہوا ہی شان	۱۰	کہ اک کوچ کن میں بی دھیان
اسی موج عیش ہی اوج پر	۱۰	جباب فلک اسی میں جلوہ گر
اثر ہی اسی موج کی نور کا	۱۰	یہ تازی نہین پین بی بجا
روان کیون فلک پین چار	۱۰	ہی او صاحب موج کی جستجو
مگر دیکھی تو وہ یکساں ہی	۱۰	انہین میں ہی اور اسی ستوری

مشوئی به نصیب بارک حضرت المنصور ناصرین رجا به دشا به عال

قیصران سلطان عالم محمد اعلی او غیا خلد ملکه سلطنت به سحر به



کلام الملک ملک الکلام

به مطبع سلطانی با تمام خانه زاد قدیم مد و علی طبع شد

DATE LABEL

25 OCT 1975

Call No. 116-7531

Accn. No. 169650

*Date of Release
for loan*

This book should be returned to the library on or before the date last stamped below, failing which fine as per University Library Rules will be charged.

/		

